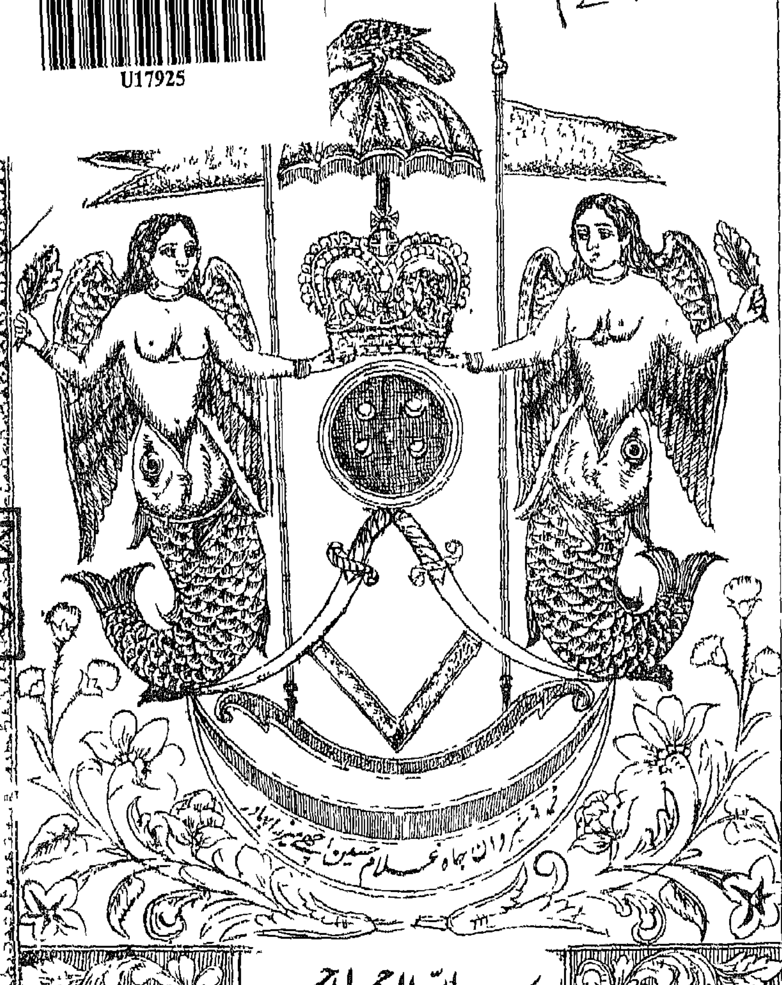


بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مصنف

عبد پرگناہ آسمان جاہ بخدمت نکتہ سنجان وسخن فہم عرض پرداز ہے کہ اگر کوئی اس دیوان مین غلطی ملاحظہ فرمائین تو عیب جوئی سے ہاتھ اٹھائین اصلاح فرمائین

نہین ہے مجکو سلیقہ سخن طرازی مین | اسیدوار معافی ہون نکتہ چینون سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور کیا ہو وصف خدائے علیم کا — یارا نہین جو شرحِ الف لام میم کا

ہم کرتے ہین گناہ وہ دیتا ہے ہمکو رزق — ادنیٰ یہ اک کرم ہے ہمارے کریم کا

تم جسپہ ہو وہ جہان وہی باغ بہشت ہے — خواہان نہین ہے بندہ تمھارا نعیم کا

بندہ نوازیون مین تری کب کلام ہے — اک بات مین بڑھا دیا رتبہ کلیم کا

کیونکر نہ اپنی خلق پہ یکسان ہو تیرا لطف — رحمت احاطہ ہے ترے فیض عمیم کا

سجدے نہ کیون کرون تجھے اُٹھ اُٹھکے بار بار — خط ہے جبین پہ نقش سے علیّ العظیم کا

انجم ہماری آنکھین کھلی ہین جو بعد مرگ
ہے رحم دیکھنا ہمین اپنے رحیم کا

گھر ہے مرے دل مین اُس بشر کا — مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جسکے دیکھنے سے — دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یسبّح الرعد — ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

یون مدح نبی علی سے ہے جیسے کوزے مین سمانا بحر و بر کا

۳ ہے فخر غلامی اُس کی انجم جو فخر ہوا زمانے بھر کا ۱۳

جو گدا ہو صنم ترے در کا اُسکو رتبہ ملے سکندر کا

پھیر ہے کیا مرے مقدر کا نہین ملتا پتہ ترے گھر کا

ایک قطرہ تھا دیدۂ تر کا جسپہ دھوکا ہوا سمندر کا

خط کو اُسنے پڑھا قیبونہین یہ بھی لکھا مرے مقدر کا

دم نکل جائیگا ابھی میرا میرے پہلو سے تو اگر سرکا

آبرو ہو گئی دوچند مری ہے یہ احسان دیدۂ تر کا

جو تصور کیا وہی دیکھا دل بھی آئینہ ہے سکندر کا

لاکھون ظلم و ستم اُٹھاتا ہے دل جو مفتون ہے اک ستمگر کا

جا کے غیرون کے گھر مگر جانا چومیئے پانون اُس ستمگر کا

حشر کہتی ہے جسکو خلق خدا فتنہ ہے ایک تیری ٹھوکر کا

خضر جو بہکے بہکے پھرتے ہین بھولے ہین راستہ ترے گھر کا

لاکھ نالے کرو نہین تاثیر دل بنا ہے بتون کا پتھر کا

۴ ہم غلام علی ہین اے انجم خوف کیا آفتاب محشر کا ۱۴

افسوس وقت ذبح بھی دامن کشاں رہا
قاتل مری طرف سے سدا بدگماں رہا

تم تو چڑھے ہوئے ہو ہماری نگاہ پر
آنکھوں میں جب سما گئے تو پردہ کہاں رہا

ہٹنے تو چپکے چپکے پہ سجدے کیے تجھے
کیونکر کہیں کہ دیر و حرم میں نہاں رہا

پایا قرار وصل میں بیقرار کیا
وہ بات بات پر تو بدلتا زباں رہا

چپکے سے دل میں گھر کیا تو نے تو میری جان
پھر کیا سبب کہ میری نظر سے نہاں رہا

تیر نگاہ دل میں نہ بیٹھے تو کیا کرے
چھانا کرو جیسے وہ کلیجہ کہاں رہا

جلوے دکھاسے پردۂ قدرت کی آڑ میں
پھولوں کی اوٹ سے صفت بو عیاں رہا

اتنا تو اپنے جاننے والے کا ہو خیال
بے خانماں کیا تو وہ خود لامکاں رہا

بت منہ کے بل گرے ہیں تری آستان پر
کیونکر کہوں کہ سجدہ گہ انس و جاں رہا

اللہ ری ٹھنڈی ٹھنڈی تری پاسبانیاں
زاہد اذاں کے پردے میں گرم فغاں رہا

عاشق کا دل تو بڑھ کے نہ تھا کوہ طور سے
موسیٰ کہو وہ برق تجلی کہاں رہا

بیت العتیق کعبہ ہے بیت الشرف ہے دل
اس میں خیال ماہ وش و مہ رخاں رہا

اس پر بھی حشر ہو تو اسے کیا کرے کوئی
دل تھام تھام کر تو ترا ناتواں رہا

ہوں بے نیاز آیۂ بئس المصیر سے
ممنون دستگیری پیر مغاں رہا

دل رہنمائے مسلک راز و نیاز ہے
یہ خانقاہ رسم و رہ سالکاں رہا

دل اور کعبہ رتبے میں یکساں ہے آسماں
بت اس میں اور اس میں خیال بتاں رہا

دیوانہ دل تو سکنے کو ہے آسماں ٹلے
وارستہ فریب الف قامتاں رہا

سینے مین یان تو دم ہے ہمارا اٹکا ہوا
وہ آئے یا نہ آئے اجل تجھکو کیا ہوا

دل کی مرے مراد ملی تیرے ہاتھ سے
دستِ کرم ترا مرا دستِ دعا ہوا

یون اٹھتی ہے ہمارے دلِ ناتوان سے آہ
جسطرح سے چراغ دھوان دے بجھا ہوا

دلبر سوا تمھارے نہین دوسرا کوئی
تمنے نہین لیا جو مرا دل تو کیا ہوا

اچھی نہین یہ گرمیان عاشق سے اے فلک
فریاد کر نہ بیٹھے کوئی دل جلا ہوا

ہر ایک آپکی تہ شمشیر آ رہے کیون
عاشق نہ ٹھہرا آپ کا میرا گلا ہوا

آئینے کو جو کہتی ہے حیران تمام خلق
دیدہ ہے یہ کسی کا یہ حسرت بھرا ہوا

در سے تمھارے دیکھکے تمکو ہٹینگے ہم
سب ہے ہمارا طور کا قصہ سنا ہوا

تجھسا حسین کسینے جو دیکھا ہو تو کہے
یوسف کی طرح سے کہنے کو کوئی ہوا ہوا

کسکے خرام ناز نے بیچین کردیا
یارب یہ آج کونسا محشر بپا ہوا

پیغام وصل کہتے زبانی رسول کی
پر ہونٹھ سے نہ ہونٹھ ہمارا جدا ہوا

میدان حشر مین ارے دل تو تو پہلے چل
مین بھی پہونچ رہون گا تجھے ڈھونڈھتا ہوا

اس بت کی چال دیکھو خدا کے لیے کوئی
قرآن گلے مین ڈال کے کیا با خدا ہوا

آیا خیال کون سے پردہ نشین کا آج
آنکھون پہ اپنے ہے جو یہ پردا پڑا ہوا

جس دل مین دیکھو پینے کی ہے آرزو بھری
پانی تمھاری تیغ کا آب بقا ہوا

روزن سے بھی وہ عربدہ جو جھانکتا نہین
ڈرتا ہے دل نہ ہوئے کسی کا لگا ہوا

کیون چاندنے چھپا لیا منھ آج ابر مین
چہرے سے کس کے دیکھا دوپٹہ ہٹا ہوا

بیت الصنم کو چھوڑ کے کعبے کو جائین کیون / زاہد تو ہی بتا ہے وہان کیا دھرا ہوا

ابرو کو دل پہ پہلے ہی وہ آزما چکا / خنجر گلے پہ پھیرا تو پتھر چٹا ہوا

کیا جانے آج آتا ہے قاتل ہمارا کیون / سر کو جھکائے تیغ بکف سوچتا ہوا

خون ہو کے دل ہمارا جو آنکھون سے گیا / شاید نظر سے تھا یہ تمھاری گرا ہوا

فریاد جب کسی کی سنی تھرتھرا گیا / دل کاہے کو مرا ہوا عرش خدا ہوا

٦ پوچھا وہی نکیر نے جو چاہتا تھا دل / انجم سوال قبر مرا مدعا ہوا ١٩

اگر بے گنہ خون دل ہے کسی کا / تو حاضر ہے سر اہین کیا ہے کسی کا

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا ہی سمجھو / کہ پامال جور و جفا ہے کسی کا

اگر خلق طوفان باندھے تو باندھے / یہان تو تصور بندھا ہے کسی کا

کہے کون ترک جفا و ستم کو / کبھی اسنے مانا کہا ہے کسی کا

سمجھ لو اجل اسکی بے موت آئی / کسی پر جو دل آگیا ہے کسی کا

امید ترحم ہو اور آسمان سے / یہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا

عجائب روابط زمانے کے دیکھے / کسی کا ہے خنجر گلا ہے کسی کا

یہ حسن دو روزہ پہ کیون کبر و نخوت / صنم کیا ہے گویا خدا ہے کسی کا

نہین لٹ پٹا سرخ جیسے بندھا ہے / یہ جلاد خون سر چڑھا ہے کسی کا

نہین بے سبب نوح کا آیا طوفان / زمانے ہی سے دل پھرا ہے کسی کا

خفا گر نہو تم تو ہم نے سنا ہے
کہ عیار و پُرفن پتا ہے کسی کا

ارے آسمان تیرا بیجا ہے شکوہ
زمانے مین کوئی ہوا ہے کسی کا

کہا مان اچھا نہین ظلم بیجا
ارے دل دُکھانا بُرا ہے کسی کا

تمھین دیکھے دل پھیرے یہ کیا گمان ہے
اجی توبہ کیا سر پھرا ہے کسی کا

یہ مطلب نہین ہم ہین عاشق تمھارے
مگر ذکر ہم نے سُنا ہے کسی کا

عجب خواب دیکھا ہے سر خالق
مرے سینے پر سر دھرا ہے کسی کا

مجھے اپنا عاشق نہ کہیے نہ کہیے
یہ کہہ دیجیے مبتلا ہے کسی کا

اُلجھنے سے دم کے یہ ثابت ہوا دل
گرفتار زلف رسا ہے کسی کا

کشاکش مین جو اپنے کام آوے انجم
سمجھ لو وہ مشکل کشا ہے کسی کا

انجم تمھین اُلفت ابھی کرنا نہین آتا
ہر ایک پہ مرتے ہو پہ مرنا نہین آتا

عالم کے حسین پھرتے ہین آنکھون مین تمھاری
دم عشق کا بھرتے ہو پہ بھرنا نہین آتا

ہم جان ہی سے اپنی گذر جائین تو بہتر
ہٹ دھرمی سے اُنکو جو گذرنا نہین آتا

لو نام خدا ہمسے بناتے ہین وہ باتین
جنکو کہ ابھی بات بھی کرنا نہین آتا

کہتے ہو مری لاش پہ مارا ہے یہ کسکا
کیون جی یہی کہتے تھے مکرنا نہین آتا

بکھرے ہوے بالون مین بھی ہین لاکھ ادائین
اٹھکر کو ابھی سیر سے سنورنا نہین آتا

کیا وصل کی شب کاٹی ہے فقرے ہی بتاکر
سچ ہے کہ تمھین بات کترنا نہین آتا

ایسا تو نہین ہیں کہ ہون آنکھون کا سہرا — اے چرخ تجھے جور بھی کرنا نہین آتا

حق یہ ہے کہ انجم ترا دل ٹھہرے تو کیونکر
سینے پہ انھین ہاتھ بھی دھرنا نہین آتا

چارہ گر زخم جگر کا مرے ٹیسا کیسا — اُف ترا لطف یہ ناوک نظری سا کیسا

تجکو جب پایا تو بس اپنے ہی دل مین پایا — کعبہ کیسا بُت بیباک کلیسا کیسا

ہمتو بے موت مرین آپ خبر تک بھی نہ لین — عجز اعجاز مین اے غیرت عیسی کیسا

نام کو میر انشان تک بھی نہ باقی رکھا — مجکو اس چرخ ستمگار نے پیسا کیسا

صوت وہ اورہی تھی جس سے تم آئے دلمین — باربد کیسا مری جان نکیسا کیسا

خواب مین رات کو او سروِ گل اندام آکر — پھر گیا آنکھون مین تو کبک دری سا کیسا

تیرے آنے کا گمان تیرے تغافل کا خیال — ساتھ ہے قبر مین نیکی و بدی سا کیسا

ہے قسم تمکو سلیمان کی جو پردہ رکھو — آدمی ہو تو یہ انداز پری سا کیسا

میری حالت پہ تمھین گر نہین افسوس آتا — دھبہ آنچل مین یہ آنسو کی تری سا کیسا

آپکا رحم بھی ہے جور کا پہلو رکھتا — دل کو سمجھانا مگر فتنہ گری سا کیسا

بوسہ تو دیتے نہین دل ہی مرا مانگتے ہو — کیون جی یہ حسن طلب مفت بری سا کیسا

نجم طالع ترا پر ضو تو ہے لیکن انجم
جھلملاتا ہے چراغ سحری سا کیسا

نہ تڑپا مین فلک زیر و زبر ہوتا تو کیون ہوتا — اثر نالون مین او بیداد گر ہوتا تو کیون ہوتا

مین سودائی ہین دیوانہ ہین سرگردان ہین آوارہ — اگر اُس سنگدل کے دل مین گھر ہوتا تو کیون ہوتا
جگر میرا سا دل میرا سا الفت میری سی کسی مین — کوئی میری طرح سینہ سپر ہوتا تو کیون ہوتا
خدائی بھر پڑی ہے سر یہان چاہا وہان پھوڑا — ترے کوچے مین او بت شوخ رو شر ہوتا تو کیون ہوتا
یہان سر تھا ہتھیلی پر وہان خنجر بکف وہ تھے — ہمارے امتحان سے درگذر ہوتا تو کیون ہوتا
نہ قابل امتحان کے یہ نہ دلداری کے لائق ہے — ہمارا دل جو منظور نظر ہوتا تو کیون ہوتا

تجھے اے آسمان خود ہی خبر اپنی نہین اب تک
خبر گیر اترا وہ بیخبر ہوتا تو کیون ہوتا

شب کو میرا ساقی سرو جو میخوارون مین تھا — شمع پروانون مین روشن تھی گرفتارون مین تھا
سونگھتے ہی مثل غنچہ ہو گیا دل باغ باغ — کیا اثر او گل ترے اُترے ہوے ہارون مین تھا
کشتہ تیغ تغافل کس لیے مجھکو کیا — مین بھی تو ای جان تیرے نازبردارون مین تھا
جرم الفت کی سزا شاید اُنھین پھر دیگئی — آج کیون غل توبہ توبہ کا گنہگارون مین تھا
کر دیا آزاد کیون تو نے مجھے ان سب کے ساتھ — مین بھی او صیاد کیا تازہ گرفتارون مین تھا
مجھکو بھی اک جام بھر کر دیدیا ہوتا کبھی — ساقیا مین بھی تو آخر تیرے میخوارون مین تھا
ہجر عیسی مین خبر اگر کسی نے بھی نہ لی — اے خیال یار اک تو ہی پرستارون مین تھا
مجھکو کیا گر یوسف مصری بکے بازار مین — تو اگر بکتا تو بندہ بھی خریدارون مین تھا

میری قسمت مین لکھی گردش بھلا کسواسطے
مین تو اے انجم ثوابت مین نہ سیارون مین تھا

رات بھر اُس ماہ پیکر کا خیال آتا رہا
داغ دل انجم ضیاے ماہ دکھلاتا رہا

واے قسمت صورت غنچہ رہی دل بستگی
وصل کی شب بھی وہ گلرو مجھسے شرماتا رہا

انکی دزدیدہ نگاہون نے ستم برپا کیا
دیکھتے ہی دیکھتے دل ہاتھ سے جاتا رہا

پوچھتے کیا ہو ہوئی فرقت مین کیونکر زندگی
خون دل پیتا رہا لخت جگر کھاتا رہا

۱۲

کس بت بیدین کو انجم آپنے دل دیدیا
کیون زبان سے آپکی ذکر خدا جاتا رہا

۹

جو تیرے کوچے مین اُسکا مزار بن جاتا
ترے کرم سے ترا خاکسار بن جاتا

رقیب اپنا اگر دوستدار بن جاتا
تو پھر وہ یار بھی دو دن مین یار بن جاتا

جو اِسکو عشق کسی کج کلاہ کا ہوتا
تو سید ھا یہ فلک کج مدار بن جاتا

جو تیرے دانتونکی رونمین یاد آجاتی
ہر ایک اشک دُر شاہوار بن جاتا

جو پاس یار کے چہرے کے آئنہ جاتا
تو میرے دل کی طرح بیقرار بن جاتا

ترا خیال جو ہمدم نہوتا الفت مین
تو گھر مرا مجھے کنج مزار بن جاتا

وہ بے نصیب ہون وحشی کہ میری بت تیرے
جو پھول بھی کوئی ہوتا تو خار بن جاتا

جو کشتہ کرتی نہ سیماب کو ہماری آہ
کسی کا یہ بھی دل بیقرار بن جاتا

۱۳

مئے وصال پلا آج یار است انجم
یقین جانو کہ مین بادہ خوار بن جاتا

۵

کسی پہلو دلکو قرار نہین مرے یار سے کوئی جا کہنا
کیا خوب نشانہ تاکا ہے او تیر فگن ترا کیا کہنا

نہ وہ بت ہی ملا نہ خدا ہی ملا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
او زاہد تجھسے خدا سمجھے ترا ناحق ہمنے سنا کہنا

اسنے دیر سے کیا کعبہ کیسا جدھر آپ ہوئے یہ ادھر ہی پھرا
اے قبلۂ عالم چاہیے ہے مرے دلکو قبلہ نما کہنا

دل تیرا جو انپر آجائے تو یہ پھر ہم پوچھیں تجھسے
کیوں زاہد کوئی گنہ تو نہیں بھولے سے بتونکو خدا کہنا

۱۴
دن رات بہا ہی کرتے ہیں یہ فراق میں یار کے اے انجم
گر سچ پوچھو تو زیبا ہے ان دیدون کو دریا کہنا
۵

شہید ناز کو مٹی جو قاتلا دینا
تو حسرتیں نہ کہیں خاک میں ملا دینا

طریق اسکو نہیں یاد جان لینے کا
ذرا اجل کو تم اپنی ادا سکھا دینا

بچیں اسی کے تصدق میں ٹک یہاں میری
ہمارے بخت سگ یار کو دعا دینا

جو تمکو ہمسے کنارہ ہی کرنا ہو منظور
تو پہلے گور کنارے ہمیں لگا دینا

۱۵
ہزار نوح کے طوفان تمھیں دکھاتے ہم
کہا تو ہوتا کہ انجم پلک ڈبا دینا
۷

جو دھونا تیرا دامن کا نہ کچھ کارگر تو کیا
گواہی دیں ہمارے خون کی دیوار و در تو کیا

فقط ہو دور سے باتیں بنانیکے مسیحا تم
لبوں پر آگیا جب دم اگر پھر لی خبر تو کیا

خدا کیواسطے ڈرا و نڈر دیوانے سے اپنے
اُٹھا لے آسمان سر پر جو یہ شوریدہ سر تو کیا

ہماری آہ نے دنیا جلا کر خاک کر ڈالی
اگر اے طور سینا تجھسے نکلا اک شرر تو کیا

عیادت کو جو تو آیا گیا میں جان سے اپنی
اگر مثل قضا عیسیٰ ہوا تیرا گذر تو کیا

اثر اُس سنگدل کے دلپہ ہو اے آہ تو جانیں
اگر ساتوں فلک تونے کیے زیر و زبر تو کیا

۱۶ ۔ ۱۱

مقدر آسمان جاگے جبھی جب ہو وہ ہم پہلو
وگرنہ تو جو یون سونیکو سویا عمر بھر تو کیا

رنگ بدلا ہے کئی دن سے مزاج یار کا
جوڑ شاید چل گیا پھر آج کل اغیار کا

کسقدر پایا سویدا ے دل عاشق نے اوج
رفتہ رفتہ تل بنا آخر ترے رخسار کا

اٹھو آکر دیکھ جانا چاہیے تجھکو ضرور
حال ہے نوع دگر عیسیٰ ترے بیمار کا

بیخودی مین زخم دل پر جبکہ پڑتی ہے نظر
ہوتا ہے دھوکا تمھارے روزن دیوار کا

حال درد دل بیان کسسے کرون مین بدنصیب
تو ہی جب سان ہوئے میرے حال زار کا

بات کرنا ہو گیا مشکل بتونکے سامنے
پڑ گیا پھندا گلے مین رشتۂ زنار کا

ہو گیا ہون ناتوان ایسا تمھارے ہجر مین
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کے تار کا

اک فقط تیرے کشیدہ ہونے سے یہ حال ہے
بھاگتا ہے سایہ تک مجھسے تری دیوار کا

ناتوان ایسا ہون پسکر خاک ہو جاؤن ابھی
سایہ پڑ جاے اگر مجھپر تری دیوار کا

اٹھو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کیواسطے
دم نکلتا ہے تمھارے طالب دیدار کا

۱۷ ۔ ۷

اپنی کم فہمی سے انجم ہم نہایت تنگ ہین
ذہن مین آتا نہین مضمون دہان یار کا

ہٹا دو چہرے سے گرد وپٹہ تم اپنے اے لالہ فام آدھا
تو ہو یہ ثابت کہ نکلا ابر سیہ سے ماہ تمام آدھا
ہوا تو ہے تیرے ہجر مین دل ہمارا جلکر کباب ساقی

کسر اگر ہے تو اتنی ہی ہے کہ پختہ آدھا ہے خام آدھا

یہان تو دل کو مرے جلایا وہان جلائینگے جسم میرا
یہ حشر پر کیون اُٹھا رکھا ہے حضور نے انتقام آدھا

ہماری الفت کا ذکر سُنکر عدو نکالے بھی شق تو کیونکر
اگر لفظ شق مین بھی تو یہ شق ہے کہ ہے یہ عاشق کا نام آدھا

یہ چرکے دیدے کے تو نے مجھکو جو نیم جان کر رکھا ہے ناحق
حلال کر ڈال اب تو ظالم ہوا ہے جینا حرام آدھا

یہ کیسی دریا دلی ہے ساقی ہوس بھی دل کی ہوئی نہ پوری
جو کی عنایت بھی تو ادھوری اگر دیا بھی تو جام آدھا

۱۸ نظر جو پڑ جائے اُسکے قامت پہ بس قیامت ہی آئے انجم
زمین مین گڑ جائے سرو خجلت سے اُسکی وقتِ خرام آدھا ۱۵

حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا
حال دل یار کو سُنا نہ سکا

وار خنجر کا مجھپہ کیون نہ کیا
دل نہ تھا یہ جو تو لگا نہ سکا

خود بخود یک بیک چلے آئے
مین تو آنکھین تلک بچھا نہ سکا

تیری آنکھون نے وہ فریب دیا
آسمان گردشین دکھا نہ سکا

مار ڈالا ہمین تری چپ نے
تو ذرا ہونٹ تک ہلا نہ سکا

رُک رہا دم جو آسکے آنکھون مین
خواب کیسا خیال آ نہ سکا

چلی ایسی نسیم حسرت دید
وہ دوپٹے سے منھ چھپا نہ سکا

نہ رسائی ہوئی ترے در تک
اپنی تقدیر آزما نہ سکا

حشر مین تیرے ظلم یاد آئے
وان بھی دلسے تجھے بھلا نہ سکا

تھی گنا ہونکی یہ گران باری
لاش میری کوئی اٹھا نہ سکا

اسقدر بڑھ گیا تصور یار
کہ مری آنکھونمین سما نہ سکا

ناتوانی نے آبرو رکھ لی
تیرے کوچے سے اٹھکے جا نہ سکا

جھک گیا کسکے بار احسان سے
آج تک چرخ سر اٹھا نہ سکا

نظر بد کا ڈر رہا مجھکو
اپنا زخم جگر دکھا نہ سکا

۱۹

لگ گئی آنکھ موت سے انجم
ایسا سویا کوئی جگا نہ سکا

۹

جور مین نام نکلتا ہی رہا
ظلم قاتل تجھے پھلتا ہی رہا

حلق پر یان تو چھری چل ہی چکی
پر اشارہ ترا چلتا ہی رہا

ڈھل گئی دوپہر آیا نہ وہ یار
نیل یان آنکھون سے ڈھلتا ہی رہا

کرتے رو رو کے کلیجہ ٹھنڈا
دل مگر ہجر مین جلتا ہی رہا

اٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار
پر کلیجہ کوئی ملتا ہی رہا

چارہ سازی نہ چلی تیری مسیح
دم مرا تجھپہ نکلتا ہی رہا

لے تو آئے اسے ہم ہاتھون ہاتھ
دل مگر ہاتھون اچھلتا ہی رہا

چل گیا وار وہان نظر و نکا — دل سنبھلتے کا سنبھلتا ہی رہا

۲۰ — ۹

نہ پھری تیری طبیعت انجم
وہ زبان تجھسے بدلتا ہی رہا

سر بالین جو وہ کھولے ہوئے گیسو ہوتا — میری الجھن مین نہ کچھ فرق سر مو ہوتا
باندھتا مین جو ترے تیر نظر کے مضمون — شعر بھی میرا بدلتا ہوا پہلو ہوتا
بس نہین چلتا جو اپنا ستم ایجادون سے — کاش اے بار خدا دل ہی پہ قابو ہوتا
تجھکو اے سرو سہی ہم چمن آرا کہتے — غنچۂ دل مین نہان گر صفت بو ہوتا
دیکھ لیتا تجھے یوسف بھی تو سجدے کرتا — خم محراب عبادت خم ابرو ہوتا
مجھکو جی بھر کے مزا عشق کا ملتا اوبت — دل کے بدلے مرے پہلو مین اگر تو ہوتا
دل بھی جلتا شب فرقت مین اگر شمع صفت — بن ترے گرم کسیطرح نہ پہلو ہوتا
اوج پر ہوتا جو اے ماہ ستارہ میرا — میرے سینے پہ گلے کا ترے جگنو ہوتا

۲۱ — ۹

مے کا کیا ذکر کہ انجم ترے غم مین ساقی
جام کوثر بھی جو پیتا اُسے اُچھو ہوتا

منتشر گر اپنی آہون کا دھوان ہو جائیگا — آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا
نقش ہوتی جاتی ہین لاکھون بتون کی صورتین — کیا یہ دل بھی خطۂ ہندوستان ہو جائیگا
دل کو اس ناز و نعم سے پالتا کسواسطے — مین اگر یہ جانتا خواہان جان ہو جائیگا
قبر مین رکھتے ہو یار و قبلہ رو تم کیون ہمین — منھ ہمارا پھر سوے کوے بتان ہو جائیگا

جا لگیگی کشتیِ دل ساحلِ اُمید پر
دیدۂ تر سے اگر دریا رواں ہو جائیگا

لیچلا تھا دل اُنھین مین نذر دینے کیلیے
یہ نتھا معلوم وقفِ امتحان ہو جائیگا

وہ نچھوٹیگا کبھی دامِ بلا سے زیست بھر
جسپہ اِیدل سایۂ زلفِ بتان ہو جائیگا

وہ اِدھر دیکھین تو پھر حاجت بیان کی کچھ نہین
حال میرا خود بخود اُنپر عیان ہو جائیگا

٢٢

سب نکل جائینگی انجم تیرے دل کی حسرتین
جبکہ فضلِ خالقِ کون و مکان ہو جائیگا

٨

آہ و زاری مین مری پیدا اثر ہونے لگا
اِن بتانِ سنگدل کے دلمین گھر ہونے لگا

جب فراقِ یار مین مین نوحہ گر ہونے لگا
دامنِ صحرا مرے اشکونسے تر ہونے لگا

طرز اُنکے پھر بدلتے جاتے ہین اے دوستو
پھر وہان شائد رقیبون کا گذر ہونے لگا

آسمان کو لائی چکر مین مری سرگشتگی
سایۂ خورشید بھی اب دربدر ہونے لگا

آسمان پر چاند خجلت سے نہ نکلے گا کبھی
بام پر اپنے اگر تو جلوہ گر ہونے لگا

پھر بہار آئی ہمارے گلشنِ امید مین
رفتہ رفتہ نخلِ اُلفت بارور ہونے لگا

سر مرا زانو پہ اپنے رکھکے وہ رونے لگا
حال میرا جسگھڑی نوعِ دگر ہونے لگا

٢٣

فرقتِ دلدار مین کب چین آیا آسمان
گر ذرا آنسو تھمے دردِ جگر ہونے لگا

١٣

مجھکو بسمل نہ چھوڑ جانا تھا
ایک ہاتھ اور بھی لگانا تھا

خواب مین بھی کبھی نہین آتے
یون نہ ایجان مُنھ چھپانا تھا

وعدۂ حشر پر عبث ٹالا
تم کو صورت اگر دکھانا تھا

تم نہ آتے تو جان دے دیتے
آج ہمنے یہ دل مین ٹھانا تھا

مر مٹے ہم خبر نہ لی تونے
یون نہ عاشق کو بھول جانا تھا

خاک ہی مین ہمین ملا ڈالا
کس طرح کا یہ آزمانا تھا

دل نہین ملتا آپ کا نہ سہی
آنکھ تو میری جان ملانا تھا

دل نگاہون سے اُنکی کیون بچتا
یہ تو تاکا ہوا نشانہ تھا

جور سے ہاتھ کیون اُٹھاتے وہ
پھول میرے انھین اُٹھانا تھا

جو کہ جھوٹون نہ پوچھے بات کبھی
دلکو ایسے سے کیا لگانا تھا

شمع رکھنی نہ تھی جو تربت پر
دل ہی آکر مرا جلانا تھا

بیوفا جسکو سمجھے تھے انجم
اُس سے بیکار دل لگانا تھا

۲۴ در جانان پہ کیون نہ سر پھوڑا
آسمان قسمت آزمانا تھا ۵

تیری فرقت مین ترے وحشی نے گر نالہ کیا
یاد رکھنا دونون عالم کو تہ و بالا کیا

ایک دن بھی وصل سے تونے کیا ہمکو نہ شاد
وعدۂ امروز فردا پر سدا ٹالا کیا

باغبان گلشن قدرت کا تو نیرنگ دیکھ
داغ دل مجکو دیا تجھکو اگر لالہ کیا

کوئی بھی نکلا نہ اس سے کام خود حیران ہون
کس توقع پر دل نادان کو مین پالا کیا

کوکب قسمت سے انجم کو نہین اصلا گلا
میرے دود آہ نے گیسو ترا کالا کیا

۲۵

دل دلدار مین گھر کچھ نہ کیا — آہ و نالے نے اثر کچھ نہ کیا

غرق کر دینے تھے دونون عالم — تو نے اے دیدۂ تر کچھ نہ کیا

تم تو کہتے تھے مسیحا ہین ہم — چارۂ دردِ جگر کچھ نہ کیا

تیغ مین دل تھا جگر خنجر مین — آپ نے زیب کمر کچھ نہ کیا

ہمنے دل بھی دیا اور جان بھی دی — اُسنے منظور نظر کچھ نہ کیا

مار ڈالا ہمین دھڑکے دیکر — یہ تو اے مرغ سحر کچھ نہ کیا

۲۶ — ۵

ایسے جلاد کو دل دے بیٹھے
آسمان جان کا ڈر کچھ نہ کیا

اگر دم بھر کو آجاتا تو کیا تھا — مرا شانہ ہلا جاتا تو کیا تھا

مرے ہم حسرت دیدار ہی مین — جو تو صورت دکھا جاتا تو کیا تھا

خیال یار نے دل مین جگہ کی — جو آنکھون مین سما جاتا تو کیا تھا

نہ کرتا شمع روشن قبر پر تو — مرا دل ہی جلا جاتا تو کیا تھا

۲۷ — ۹

نہ جانا تھا تجھے گھر اُسکے انجم
جو دل تیرا بھی آجاتا تو کیا تھا

ہے طرز جفا مین دلبری کا — قائل ہون تری ستمگری کا

کیا جانیے ہوش اُڑ گئے کیون — سایہ تو نہین کسی پری کا

بندہ ہے تری ادا کا بندہ — احسان ہے سر پہ کنگری کا

ہے ایک بلاے بد وہ کاکل — دعوی کرے کون ہمسری کا
آنکھون نے تری خدائی بھر کو — سکھلا دیا طرز کافری کا
قاصد کا دماغ عرش پر ہے — رتبہ جو ملا پیمبری کا
غم مول لیا ہے بیچکر جان — دل دیکھو تم اپنے مشتری کا
اے خضر کٹھن ہے منزل عشق — بیڑا نہ اٹھاو رہبری کا

۲۸
انجم ترے دل سے برق وسیماب
سیکھے ہین طریق مضطری کا
۹

راز الفت کا جتا کیون نہ دیا — حال دل انکو سنا کیون نہ دیا
حشر مین حشر بپا ہو جاتا — تمنے دیدار دکھا کیون نہ دیا
آپنے خط کو عبث چاک کیا — نام ہی میرا اٹا کیون نہ دیا
بیوفائی ہی اگر تھی منظور — تمنے پہلے سے جتا کیون نہ دیا
کیون کمی کی مرے نالو تمنے — عرش و کرسی کو ہلا کیون نہ دیا
مار ڈالا ہمین ای رشک مسیح — اپنا اعجاز دکھا کیون نہ دیا
کیون نہ مجرم کیا محشر مین مجھے — جرم الفت کا لگا کیون نہ دیا
اے خدا اسکو بنایا جو پری — مجکو دیوانہ بنا کیون نہ دیا

۲۹
کیون نکیرین سے چھپے انجم
نام اس بت کا بتا کیون نہ دیا
۱۱

درد دل بار بار کیا کہنا — آپ سے حال زار کیا کہنا

خوب گریے کو تو نے ضبط کیا — دیدۂ پردہ دار کیا کہنا

کھینچ لایا اُسے بھی تربت پر — نقش سنگ مزار کیا کہنا

تا دم مرگ انتظار کیا — چشم امیدوار کیا کہنا

کیا ہی نکلا ہے اُسکے قابو سے — دل بے اختیار کیا کہنا

نقد دل لے لیا تو چھوڑی جان — خوب کھایا اُدھار کیا کہنا

باز رکھا ہمین گناہون سے — خوف روز شمار کیا کہنا

اتنی قدرت پہ ایسا صبر کیا — صاحب ذو الفقار کیا کہنا

ایک عالم کو کر دیا بیخود — میرے مست خمار کیا کہنا

او خزان تو بھی ہے غضب چالاک — کیا ہی لوٹی بہار کیا کہنا

۳۰ عشق مین نام کر دیا انجم — ارے رسوا و خوار کیا کہنا ۵

عہد و پیمان کو نہ یون دلسے بھلایا ہوتا — کبھی بھولے سے ادھر بھی نکل آیا ہوتا

حیف زخمون پہ نمک میرے نہ چھڑکا قاتل — دل لگانیکا مزا کچھ تو چکھایا ہوتا

کب سے ہم منتظر دید ہین بیٹھے در پر — اپنا جلوہ کبھی ہمکو بھی دکھایا ہوتا

اے خدا مجھکو محبت جو نہ تونے دی تھی — تونے دل بھی مرا پتھر کا بنایا ہوتا

دوستی اُنسے نکرتا اگر اے انجم تو — دشمن جان ترا کیون اپنا پرایا ہوتا

مجھکو دے لئے ڈبو دیا ہوتا — دین و دنیا سے کھو دیا ہوتا

دل مین سو چٹکیان نلیتی تھین — ایک نشتر چبھو دیا ہوتا

تھا اگر دعوی مسیحائی — درد دل میرا کھو دیا ہوتا

تیرے عاشق کی لاش پر ظالم — ملک الموت رو دیا ہوتا

کوسنا بوسہ گالی یا کہ جواب — کچھ تو ہمکو تبون دیا ہوتا

وہ جو تھا بیوفا تو اے انجم
دل کسی اور کو دیا ہوتا

اے دل ناداں یہ تو نے کیا کیا — کس ستمگر پہ مجھے شیدا کیا

غیر سے الفت جو تھی مد نظر — پھر ہمین کیون آپنے رسوا کیا

جو کیا مین نے وہ سب کچھ ٹھیک تھا — آپنے جو کچھ کیا اچھا کیا

گر سیان کین غیر سے اسنے وہان — مین یہان انگاروں پر لوٹا کیا

جان سے لیتے ہو تم وقت خرام — یہ نیا تمنے چلن پیدا کیا

ہمنے مانا تم مسیحا ہو مگر — کس مریض ہجر کو اچھا کیا

آپ اپنے دل مین منصف ہون فرا
قول کیا انجم سے تھا اور کیا کیا

سینے سے اس پری کے دوپٹہ جو ہٹ گیا — بیتاب ہو گئے مین بھی گلے سے لپٹ گیا

دیدار یار کا نہوا خاک بھی نصیب — پردہ اٹھا نہ تھا کہ مرا دل الٹ گیا

تو ایک بار کوٹھے پہ آیا نہ اور مین — سو بار تیرے کوچے مین آکر پلٹ گیا
اللہ رے شوق وصل کہ مرنیکے بعد بھی — مین خاک بنکے پاؤن سے اسکے لپٹ گیا
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب — اپنی نظر مین موتیون کا مول گھٹ گیا
ممکن نہین مزاج رہے ایک حال پر — یہ طرز ہے کہ بات کہی اور پلٹ گیا

۳۴ — ۹
یان ٹکٹکی لگی رہی در ہی سے آسمان
روزن سے جھانک جھانک کے وہ یار ہٹ گیا

خط نکل آیا ہے گردِ رخ انور کیسا — کلکِ تقدیر نے لکھا ہے یہ دفتر کیسا
تم تو کہتے ہو نہین بولتے ہم جھوٹ کبھی — لیکے دل پھر یہ مکرنا ہے دلبر کیسا
جبکہ ملنا ہی نہین یار سے منظور تجھے — پھر یہ رہ رہ کے تڑپنا دلِ مضطر کیسا
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین زنجیر گران — میری وحشت نے پنھایا مجھے زیور کیسا
ہے اگر شکل دکھانا تمھین منظور نظر — اے مری جان یہ پھر وعدۂ محشر کیسا
مین تو کشتہ ہون تری ناز و ادا کا قاتل — تیغ کہتے ہین کسے ہوتا ہے خنجر کیسا
خونِ دل فرقتِ ساقی مین پیا مین نے مدام — مے کہان جام کہان شیشہ و ساغر کیسا
شوق نظارہ لیے پھرتا ہے کوچے مین ترے — دل گیا اس دلِ گم گشتہ کو رہبر کیسا

۳۵ — ۹
[illegible] پرسش کی خدا سے انجم
[illegible] وعدۂ پرسش محشر کیسا

آئینہ [illegible] کر جدھر جدھر دیکھا — تجھکو اے یار جلوہ گر دیکھا

اپنے بسمل کو تونے اے قاتل / مرتے دم بھی نہ اک نظر دیکھا

سجدۂ شکر حق بجا لاتے / جبکہ اُس بت کا سنگِ در دیکھا

نہ مسیحا کبھی بتوں کا دل / تجکو اے آہ بے اثر دیکھا

وہ نہ راضی ہوے کسی صورت / جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر دیکھا

داغ دل کے سوا نہ کچھ پایا / نخل الفت مین یہ ثمر دیکھا

دلپہ برچھی سی لگ گئی آکر / کسنے روزن سے جھانک کر دیکھا

دل صد چاک اپنا یاد آیا / چاک جیب دامن سحر دیکھا

۳۶ تیری فرقت مین ہمنے انجم کو / صورتِ سایہ دربدر دیکھا ۷

ہوا ہے ہمکو تو اے جان اب یہ ڈر پیدا / کہ دل کے دینے مین ہوئے نہ کچھ ضرر پیدا

اگر فراق کا یارا نہ تھا تو اے اللہ / نہوتے سینے مین میرے دل و جگر پیدا

وہ دل کو ہاتھ سے تھامے ہوے چلے آئین / الٰہی آہ مین اتنا تو ہو اثر پیدا

عدم کو جائینگے گھل گھل کے سوچنے والے / نہوگی حشر تلک بندشِ کمر پیدا

ریاض دہر مین نکلی نہ آرزو دل کی / ہوا نہ نخل تمنا مین کچھ ثمر پیدا

بہایا کرتی ہے ناحق بھی رات دن آنسو / یہ روگ کیسا ہوا آنکھمین چشمِ تر پیدا

۳۷ تڑپ تڑپ ہی کے تم جان دوگے اے انجم / اثر نہ آہ مین کچھ ہوگا عمر بھر پیدا ۵

گر گھڑی بھر کو کبھی درد جگر کم ہو گیا
غم پہ غم یہ ہے کہ جاری دیدۂ نم ہو گیا

رات دن رہتا ہے یہ نالاں کنان شغل میں
اس دل وحشی کے ہاتھوں ناک میں دم ہو گیا

کہتے جاتے ہیں دل وحشی بُرا ہے اضطراب
قہر ہو گا گر مزاج یار برہم ہو گیا

موت سے بدتر ہے جینا فرقت دلدار میں
حق میں گویا خضر کے آب بقا سم ہو گیا

۳۸

جان و دل دینے میں اے انجم نہیں تجھکو دریغ
تو بھی اپنے وقت کا گویا کہ حاتم ہو گیا

۵

بحر الفت کا نہیں دل کو کنارا ملتا
ڈوبتے کو نہیں تنکے کا سہارا ملتا

گلشن دل کو مرے وقف خزاں کسنے کیا
کوئی کانٹا بھی نہیں او چمن آرا ملتا

پوچھ لیتا سبب قتل میں اُس قاتل سے
بات کرنے کا دم ذبح جو یارا ملتا

دیکھے انداز تو ملنے کا کوئی قاتل کے
کبھی ملتا بھی سنے ہے ظالم تو قضارا ملتا

۳۹

دل تو کیا جان بھی دیدیتے ہم اُسکو انجم
گر ذرا بھی ہمیں اُس بت کا اشارا ملتا

۵

کیا چمن چھنکے ٹکڑے ٹکڑے اک اک استخوان میرا
نہ رکھا نام کو باقی ستمگر نے نشان میرا

خزاں رخصت ہوئی پھر آمد فصل بہاری ہے
گریبان خود بخود ہونے لگا ہے دھجیاں میرا

سوال وصل اُس جلاد سے کرنا قیامت ہے
گلا کٹوائیگی اک روز یہ بیدرد زبان میرا

جہنم اور بھی دشمن بنیں صاحب خلق کرتے
اگر تھا آپ کو منظور لینا امتحان میرا

زمانہ میں ہر اک شے جلکے ہو جاتی ہے خاکستر
یہاں بالکل کلیجہ ہو گیا جلکر دھوان میرا

پس دیوار اسکی جا کے نالے کر نہیں سکتا — گلا گھونٹا کریگی کب تک او ضبط فغاں میرا

(۴۰) کرو شکر خدا ہونے لگی مشق ستم انجم (۵)
کہ کچھ ہوتا چلا ہے مہرباں نامہرباں میرا

جو نہ آتا وہ یار کیا ہوتا — او دل بیقرار کیا ہوتا
چلو اچھا ہوا کیا برباد — میرا مشت غبار کیا ہوتا
تیرے وعدے پہ میں جو مر مٹتا — ارے غفلت شعار کیا ہوتا
ہاتھ دھو بیٹھتے ہم آنکھوں سے — اور اے انتظار کیا ہوتا

(۴۱) دل پہ قابو نہیں جب اے انجم (۵)
یار پر اختیار کیا ہوتا

دوست اپنا نہ یار ہے اپنا — وہی پروردگار ہے اپنا
نہیں تیری خطا ستم ایجاد — دل ہی کچھ بیقرار ہے اپنا
ناامیدی امید ہے اپنی — بیدیاری دیار ہے اپنا
پھونکے دیتی ہے سوزش غم عشق — گھر بھی دار البوار ہے اپنا

(۴۲) ہم غلام علی ہیں اے انجم (۷)
بس یہی افتخار ہے اپنا

سولی پہ خیال قد دلدار نے کھینچا — کانٹوں پہ ہمیں سبزۂ رخسار نے کھینچا
ہوتی ہی نہیں صبح کسی طور الٰہی — کیا طول قیامت کا شب تار نے کھینچا

تھا مین تو رضامند گنا ہون کی سزا پہ
کیا تھا قلم عفو جو سرکار نے کھینچا

دل بھی مرے پہلو سے تڑپ کر نکل آیا
سینے سے جو ہین تیر ستمگار نے کھینچا

موجود تھے وہ سامنے میرے دم آخر
آنکھون ہی سے دم لذت دیدار نے کھینچا

پھندا وہ گلے کا ہوا صیاد کے ڈر سے
نالہ جو کوئی مرغ گرفتار نے کھینچا

۴۳

اسدرجہ مرے نام سے نفرت ہوئی انجم
اب ہاتھ عداوت سے بھی اغیار نے کھینچا

اٹھ کے پہلو سے مرے آپکو جانا کیا تھا
میرے اس دکھتے ہوئے دلکو دکھانا کیا تھا

ابھی آئے ابھی کہنے لگے لو جاتے ہین
آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا

سچ کہو یاد بھی ہین کچھ تمھین اگلی باتین
کیون جی کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا

اے جنون تھی مری ایذا نہ اگر تجھکو پسند
پھر مری راہ مین کانٹونکا بچھانا کیا تھا

کہہ تو او شوخ جفا جو تجھے ڈر تھا کسکا
دل چرایا تھا تو پھر آنکھ چرانا کیا تھا

مجھسے کاوش جو نہ تھی اے نگہ یار تجھے
درد بن بن کے مرے دلمین سمانا کیا تھا

۴۴

یہ تو ہے آپ ہی کی عقل کی خوبی انجم
جس سے واقف نہ تھے دل اُس سے لگانا کیا تھا

عرش اعلیٰ پہ ہے دماغ اپنا
کیون نہو خلد خانہ باغ اپنا

اشک حسرت شراب گلگون ہے
چشم خون بار ہے ایاغ اپنا

کون دلسوز کون ہے غمخوار
کسکو دکھلائین دل کا داغ اپنا

اُف نکر عشق شمع رویان مین — کیون سمجھاتا ہے خود چراغ اپنا

عشق کی بحث دور کر ناصح — کون خالی کرے دماغ اپنا

گر نہین عظمتِ شہی نہ سہی — ہمدا اے علی تو ہے بداغ اپنا

۴۵ — ۶

شمع رویون پہ مر کے انجم

گل کیا ہمنے خود چراغ اپنا

سینے سے لپٹے مرے وہ دیکھکر کالی گھٹا — یا خدا برسون یہی ہے ساونکی رت والی گھٹا

اسقدر کیون روز محشر کو کیا تونے دراز — یا الٰہی کیون شب فرقت مری ڈالی گھٹا

دیکھکر دیوانے تیرے آنہ جائین جوش مین — مستیان کرتی ہوئی اُٹھی ہے متوالی گھٹا

خاک مین ملجائیگا حسن دوبالا چاند کا — قدر دیویگی تمھارے کانکی بالی گھٹا

سبزۂ صحرا ہے خط اور حسن ہے دریا ترا — پان کی لالی شفق ہے اور مسی کالی گھٹا

۴۶ — ۹

مینھ برستے مین بھلا کیا آئیگا انجم وہ یار

حسرتون کی کیون مری کرتی ہے پامالی گھٹا

کبھی آکے میرے مزار پر کوئی پھول بھی نہ چڑھا دیا — تری اس حیا نے تو غنچہ لب مجھے خاک ہی مین ملا دیا

کبھی آہ سرد کبھی دم بدم کبھی آنکھون مین رکا کے دم — ترے انتظار نے اے صنم یہ کرشمہ مجکو دکھا دیا

یہی میرے دلمین ہے آرزو یہی داغ ہے بت ماہرو — کبھی قبر پر بھی نہ آیا تو مجھے ایسا دل سے بھلا دیا

کبھی آگے تھا نہ یہ بانکپن کبھی ایسے تھے نہ ترے چلن — بھلا کچھ تو کہ یہ فریب و فن تجھے یار کسنے سکھا دیا

ترے انتظار مین اے پری دم مرگ آنکھین رہین کھلی — مجھے کشتہ حسرتِ دید کا مری آرزو نے بنا دیا

جو پیر دور خسرو وہ پوچھیگا تو مین یہ کہونگا کہ امر جدید
مرے دلکی ساری یہ ہے خطا کہ بتون کا بندہ بنا دیا

مین بھٹکتا پھرتا ہون جا بجا نہین آہ ملتا ہے کچھ پتا
مجھے اپنے گھر کا بھی راستہ مرے جان تمنے بتا دیا

کبھی صاف آیا نہ وہ نظر مری آنکھون ہی مین پا لگا
مرے یار نے سر طور پر مجھے جلوہ اپنا دکھا دیا

۲۷

جو نکلتا ہے وہ دھوان دلسے لیے ہے انجم اسکا یہی سبب
کہ فراق یار کی آگ نے ہر اک استخوان کو جلا دیا

یہ نہین وصل کی تدبیر نے پلٹا کھایا
ہمنشینو مری تقدیر نے پلٹا کھایا

دوست کیسا کہ ہوا دشمن جانی وہ یار
ہائے کیا آہ کی تاثیر نے پلٹا کھایا

کیا کہون سانپ سا اک لوٹ گیا دل پہ مرے
جب تری زلف گرہ گیر نے پلٹا کھایا

صید کرنیکا مرے قصد تھا خود صید ہوا
کیا ہی اے ترک ترے تیر نے پلٹا کھایا

۲۸ ۱۱

بزم اغیار سے وہ اٹھکے مرے پاس آئے
آسمان خواب کی تعبیر نے پلٹا کھایا

صبر کو ہاتھون سے بسمل کیون دیا
دم نہ شمشیر قاتل کیون دیا

دل چھپا ہی نہ دینا تھا اگر
تونے اپنا اک مجھے دل کیون دیا

تم ستم کرتے نہین گر دل کی اوٹ
زیر ابرو تمنے پھر تل کیون دیا

چاہنے والا اگر سمجھا مجھے
رنج تونے راحت دل کیون دیا

موت لکھدی تھی جو قسمت مین مری
تونے وقفہ تا بمنزل کیون دیا

خار گلدار خار گل کے پاس کیون
دم تڑپ کرے عنادل کیون دیا

تجھکو پروا ہی نہین پروانے کی / تو نے اے شمع محفل کیون دیا

اے جنون یہ واہ رے ہوس / مجکو یہ شوق سلاسل کیون دیا

پھول کسکے ہین چمن مین باغبان / تو نے آنکھون سے بہا دل کیون دیا

یار را یار دلداری خوش ست / رنج اے زہرہ شمائل کیون دیا

۲۹ دیدیا جب دل تو انجم کیا ملال / اور اگر دینا تھا مشکل کیون دیا ۱۱

نہین اچھا دکھانا دل کسی کا / کہا بھی مان او قاتل کسیکا

تڑپتا ہے جو سینے مین دل زار / ہوا ثابت کہ ہے بسمل کسیکا

رلائے گا تجھے او شمع محفل / جلانا یون سر محفل کسیکا

تجھکو بھی ہے دعواے خدائی / ترا بندہ نہین قائل کسیکا

سرک جاتے ہین اک جھلکی دکھا کر / کہ رہ جائے پھڑک کر دل کسیکا

جو دل اٹھا تو سارا کھل گیا حال / یہی تھا پردۂ محمل کسیکا

لگا کر تیغ اب کیا سوچتا ہے / لگا دے نام او قاتل کسیکا

سواد و لب سے ہے دھبہ لگانا / وہ کاجل سے بنا تل کسیکا

قطعہ

الٰہی خیر ہو پھر یاد آیا / وہ آجانا کسی پر دل کسیکا

وہ رو دینا کسی کا سر جھکا کر / وہ جھنجھلانا سر محفل کسیکا

٥٠ — ٩

کسی کا روٹھ کر اٹھنا وہ انجم
وہ رہ جانا پکڑ کر دل کسی کا

یون تو کہنے کو کیا نہین ہوتا	پر کبھی بت خدا نہین ہوتا
ہجر مین جو کہ ملتی ہے لذت	وصل مین وہ مزا نہین ہوتا
چاہتے ہین کہ دل کا حال کہین	پر زبان سے ادا نہین ہوتا
حال فرقت بیان کرون کیونکر	لب سے لب آشنا نہین ہوتا
کب قیامت یہان نہین آتی	کب ترا تذکرا نہین ہوتا
کالے کوسون ہے کوچۂ دلدار	خضر بھی رہنما نہین ہوتا
باوفا کسطرح کہین تمکو	کوئی وعدہ وفا نہین ہوتا
یہ بھی اپنا نصیب ہے ورنہ	درد تو لادوا نہین ہوتا

٥١ — ٥

مر مٹا تیرے نام پر انجم
پر ترا خاک پا نہین ہوتا

دسترس نالۂ پرشور جو پایا کرتا	آسمان پھاڑ کے تھگلی یہ لگایا کرتا
عشق کی راہ سے افسوس کہ واقف ہی نہین	ورنہ مین خضر کو بھی راہ بتایا کرتا
سرد کر دیتی جو نالون کو نہ اشکون کی جھڑی	دونون عالم مین یہ اک آگ لگایا کرتا
سیر گلزار کو وہ گل اگر آیا کرتا	بوی گل بنکے پئے دید مین جایا کرتا
کسطرح اس سے بھلا بار وفا کا اٹھتا	آسمان ناز جو تیرے نہ اٹھایا کرتا

۵۲

خون مرا قاتل کا دامنگیر ہو کر رہ گیا
خود بخود محضر مرا تحریر ہو کر رہ گیا

وہ گل خوبی جو آیا سیر گلشن کے لیے
یک بیک مین بلبل تصویر ہو کر رہ گیا

مجھسے وہ تیوری چڑھا کر بولے دشمن خوش ہوے
وہ ہنسے غیرونسے مین دلگیر ہو کر رہ گیا

اُنکے دلسے اپنی گستاخی مٹا سکتا نہین
ہاتھ کا لکھا خط تقدیر ہو کر رہ گیا

۵۳ — ۵

خود چلا جاتا ترے کوچے سے انجم کیا کرے
عشق گیسو پاؤن کی زنجیر ہو کر رہ گیا

وفور الفت مین ان بتونکو بیان کرین کیا کہ کیا نہ جانا
اگر بری خیر کی خدا نے کہ ہمنے اپنا خدا نہ جانا

ستم کو تیرے ستم نہ سمجھے جفا کو تیری جفا نہ جانا
اگر ہے افسوس ہے کہ تونے کبھی ہمین باوفا نہ جانا

تمھاری بے اعتنائیونکا گلہ نہین ہے نہ کوئی شکوہ
تمھاری صاحب خطا نہین کچھ ہمین نے دل خ دلگا نہ جانا

تڑپکے دیجان اُسنے آخر یہ تونے اُسکی نہ لی خبر کچھ
مریض فرقت کو مار ڈالا اگر مسیحا چلا نہ جانا

۵۴ — ۶

تجھے بھی لازم ہے کچھ ترحم کہ دلسے عاشق ہے تیرا انجم
ستم ہزارون سہے ہمیشہ مگر تجھے بیوفا نہ جانا

پھیر اسکے گلے پر بارہا لیکن نہ اسپر بھی کٹا
خنجر کو اپنے سنگدل تو سان پا پتھر چٹا

بوسہ تو لینے کو لیا پر خوف رنجش ہی رہا
خون عاشق ناشاد کا تل تل بڑھا تل تل گھٹا

آزردہ کیون ہے تو بھلا بتلا تو کچھ بہر خدا
کی مین نے تیری کیا خطا کیون مجھسے تیرا دل ہٹا

وحشت کا میری بخیہ گر تجھسے نہو گا چارہ کچھ
تونے گریبان کل سیا یان آج پھر دامن پھٹا

فکر کمر کو چھوڑ کر فکر دہن کرنے لگا
انجم مرا ذہن رسا اب دوسری جانب ہٹا

دیکھا نقاب ابر کو جھٹ پٹ ہٹا کر یار نے
سر سے جو کل اُس نے رخ سے اوڑھا دوپٹا الٹ دیا

۵۵

روئے صبیح یار پر بکھری ہوئی ہیں زلفیں یا
جسطرح انجم چاند پر چھا جاتی ہے کالی گھٹا

۵

اگر بالفرض برسا ابر تر دو تین دن برسا
اگر کچھ جوش ہوئیگا ہمارے دیدۂ تر سا

اگر فرقت میں تیری اے پری دل کھول کر روئیں
رواں ہو جائیگا آنکھوں سے بہری اک سمندر سا

نہیں کچھ بات کرنیکا تجھے ناصح و توقف لا
یہی کہتا ہے بات گویا کھینچ مارا تو نے پتھر سا

نہ آوارہ پھرو تم کو سبکو دل میں رہو اگر
نہ ممکن ہوگا دنیا میں کوئی گھر تمکو اس گھر سا

۵۶

خوشی سے اُس کے فرہاد آنکھوں پر قدم لیوین
اگر مل جائے کوئی آسمان سا بادیہ فرسا

۵

فریب میں ان بتوں کے اگر رہا نہ دنیا کا نہ دین کا
بُرا ہوا اس عشق کا الٰہی رکھا نہ اپنے مجھے کہیں کا

جو امتحان تو نے دلمیں ٹھانا کہاں ہے دنیا کا کچھ ٹھکانا
الٹ پلٹ کر دے زمانہ الٹا تیرا یہ آستین کا

ہے جانبر تجھ سی سخت مشکل چڑھ جائیگا سولی بجکو قاتل
پیچیدگی زلفوں میں کیونکر ابدل کے شانہ جا سوں ہے کہیں کا

ستانہ بیکار ہمکو ہمدم نہ چھوٹینگے مرتے دم تک ہم
عزیز جان کیوں نہ ہو ترا غم کہ ہمنشیں ہے دل حزیں کا

۵۷

چھڑایا اس نے کیسے آستان کو ستایا کیا کیا فرشتگان کو
حسد ہے انجم یہ آسمان کو ہوا میں پیوند کیوں زمیں کا

۲۵

نہیں بھاتا اُسے کوئی ہزاروں پر جو مائل تھا
یہی تھیں آرزوئیں کیا خدایا کیا یہی دل تھا

تری قدرت کے صدقے تو نے کیا پوری تمنا کی
ہوا ہے زیب اب وہ جو لگے زیب محفل تھا

نہ پوچھو حال کچھ آوارہ و سرگشتہ کا اپنے
قیامت کا سفر بھی اُسکے آگے پہلی منزل تھا

نہین گر بیقراری دلکی صاحب حد سے گذری تھی
تو کیون تسکین کی تمنے نہ گر تسکین کے قابل تھا

وہ اگلی صحبتین یادش بخیر اب یاد آتی ہین
کوئی زہرہ جبین تھا اور کوئی زہرہ شمائل تھا

گئے مقتل کو کیون تم اور گر دیکھا تو کیا دیکھا
بھلا اتنا تو بتلاؤ کوئی ہم سا بھی بسمل تھا

سمندر کو جو شہرت وہ نہین معلوم کیا باعث
مرے اشکون کا دریا بھی بے پایان ساحل تھا

تصور نے ترے لاکھون نکالین حسرتین دلکی
تری فرقت مین بھی ہمکو مزا وصلت کا حاصل تھا

نہین کچھ موسی عمران سے کم عاشق ترا اے بت
کہ بن دیکھے تری صورت ترا تو ن یہ مائل تھا

رہا نظرونمین تیری گرکے یہ نظرونسے بھی تیری
سویدا ہے دل عاشق ترے رخسار کا تل تھا

خطا میری نہین کچھ کفر کا اطلاق کیون مجھپر
دکھا دیتے اگر قامت قیامت کا بھی قائل تھا

سنایا تھا تمھین منصف سمجھکر حال دل اپنا
مذمت تمنے کی ہوتی نہ گر تحسین کے قابل تھا

نہ چھوڑا مرکے بھی دامن اگر دیدہ فنے تیرے
غبار آسا ترے ہمراہ یہ منزل بہ منزل تھا

سمجھے تو ناز ہے جلاد عالم بیقراری پر
شکیبائی کا مین دعوی اگر کرتا تو باطل تھا

یکایک آگیا کیون بن بلائے وہ مرے گھر مین
مرا آرام جان بھی یا الٰہی کیا مراد دل تھا

ہوا ثابت کہ مین و نون تجھی پر جان دیتے ہین
جہان نالہ کنان ہم تھے وہین شور عنادل تھا

نہ دیکھا موت کا مارا ہوا محشر مین بھی ہمنے
کوئی تھا کشتہ ابرو کوئی مژگان کا گھائل تھا

کیا کیون ذبح بسم اللہ کہکر تونے او قاتل
کہ مشتق لفظ بسم اللہ سے خود تیرا بسمل تھا

تری رحمت سے باہین تجاہل عارفانہ ہے
کیا جہل مرکب جب تو مین کسطرح جاہل تھا

خداوندا اسیکو کر دیا خود رفتہ کیون تونے / بتونکی نذر کے قابل اگر تھا تو یہی دل تھا

نہ مرتے دم بھی صاحب میرا حال دل سنا تم نے / زبان کیون بند کی میری مین کیا کچھ تمسے سائل تھا

اٹھائین سختیان سی سختیان کیون جان دیدی کیے / ترے سینے مین انجم دوسرا دل کیا نہ دل تھا

نہ کیونکر رحم آتا تجکو انجم پر کہ اے داور / گنہگار و نہین تھا لیکن تری رحمت کا قائل تھا

ہمارا دل تو ہے وابستۂ گیسوے محبوبان / وہ دیوانہ تھا انجم جو کہ پابند سلاسل تھا

۵۸ ۲۱

چھپایا مدعا سے دل جو تم نے کیا ہوا انجم / زبان کا کھولنا آگے تو سنکے کوئی مشکل تھا

ہے زیر ابر حسن عجب ماہتاب کا / گوشہ الٹ کے دیکھ لو تم بھی نقاب کا

بیجرم و بیقصور یہ باعث عتاب کا / آخر حضور مجھسے سبب اجتناب کا

بے خان و مان ہوا تو ہوئی اُنکے دلمین جا / ممنون مین تو ہون دل خانہ خراب کا

سینے کو چاک کر کے مرے دلکو دیکھلے / مجھسے سبب نہ پوچھ مرے اضطراب کا

منہ دھوکے رات بھر کا تو غصہ اُتار لے / حاضر فلک ہے طشت لیے آفتاب کا

پردہ اُلٹ کے تونے تو دل ہی اُلٹ دیا / قائل ہے آسمان بھی ترے انقلاب کا

کیا کوئی نازکی ترے لب کی بیان کرے / ہم نے تو عطر کھینچ لیا ہے گلاب کا

رندونکو کچھ فضیلت عشق بتان سنا / زاہد کوئی تو کام کیا کر ثواب کا

اُس ماہ وش سے میرے مقابل نہو سکا / دو دو زمین اُتر گیا منہ ماہتاب کا

او بت عبث تو کرتا ہے یہ لن ترانیان / کیا منہ جواب دے جو مرے لاجواب کا

واعظ سے پوچھ کے نوح کا قصہ بیان کر
افسانہ یہ بھی ہے کسی چشم پر آب کا

تم تو ہو پاس پھر ہے یہ دل بیقرار کیون
کھلتا نہیں ہے مجھپہ سبب اضطراب کا

ساقی وہان تو ہے در توبہ کھلا ہوا
تونے ابھی سے حکم دیا سدّ باب کا

کیون مجھسے پوچھتے ہو کٹی زیست کسطرح
پابند مین نہین ہون حساب و کتاب کا

کیونکر جمال رخ سے ہم آغوش ہو نگاہ
تم تو اُلٹتے ہی نہین پردہ حجاب کا

آفت نہ ڈھاے خندۂ دندان نما ترا
کھلتا چلا ہے پھول چمن مین گلاب کا

یوسف کا قصہ کہتی ہے جسکو تمام خلق
چھوٹا سا تذکرہ ہے تمھارے شباب کا

سلجھا کے اپنی اُلجھی ہوئی کاکلونکو دیکھ
کھلجاے تجھپہ حال مرے اضطراب کا

قرآن تلک مین قصہ یوسف نے پائی جا
قائل ہون مین تو عشق فضیلت مآب کا

پابوس کی بادِ صبا کو ہے آرزو
او شہسوار کھولدے تسمہ رکاب کا

۵۹ کیونکر نہووے بڑھ کے سلیمان سے مرتبہ
انجم گدا ہون مین تو در بوتراب کا ۸

تری فرقت مین ان دیدون نے وہ طوفان کیا برپا
جگر اور دل کا اے پیارے نہین لگتا ہے تھل بیڑا

نہ ہنسکر غیر سے دلکو ہمارے گدگدانا تھا
غضب ہے جائیگا ظالم یہ کیون دیوانیکو چھیڑا

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر جیتے جی دام محبت سے
ترے گیسو نہین کافر قیامت کا ہے بکھیڑا

غضب ڈھایا یہ گھونگروالی لٹیان کیون بنا آئے
پھنسانیکو مرے ناحق نکالا اور اُلجھیڑا

چلا تھا کشتہ تیری سردمہری کا کہ گھبراکر
وہین دروازہ مالک نے جہنم کا ہراک بھیڑا

بچے دل کسطرح تیری نگاہ و چشم و ابرو سے
کہین چوپڑ نکی ہے بستی سپاہی کا کہین پڑا

بیان احوال الفت کر دیا تو نے رقیبون سے
ارے او آسمان یہ بھیڑ کا چھتہ تو نے کیون چھیڑا

بہاتے آنسوؤن سے ہین دل سوزان جو اپنا ہم
مراد آئی تھی اے انجم جو چھوڑا نخشر کا بیڑا

۶۰ — ۹

تمہین مطلوب ہمکو طالب دیدار ہونا تھا
بس اتنی بات پر اس حشر کا طومار ہونا تھا

الٰہی کچھ تو ہوتی پردہ داری جوش وحشت کی
ہر اک زخم جگر کو سیر سے دامن وار ہونا تھا

مری قسمت مین لکھدی تھی اگر سرگشتگی تو نے
تو اے خالق مقدر بھی نگاہ یار ہونا تھا

محبت تجھسے او ظالم نکرتا مین تو کیا کرتا
مقدر مین تو رسوا و ذلیل و خوار ہونا تھا

جفا مین جو مزا پایا وفا مین وہ کہان لذت
مری قسمت سے و لیکن تجکو دل آزار ہونا تھا

نہوتے ناز مین گر تم اٹھاتے ناز ہم کیونکر
تمہارے عشق مین ہمکو نحیف و زار ہونا تھا

وہی تو خون ہے جو اپنی آنکھ سے بہا ہوں
ہمارے قتل سے انکو خجل بیکار ہونا تھا

وہ منظور نظر ہر وقت رہتا اپنی آنکھون مین
بجاے روزن در دیدۂ بیدار ہونا تھا

مین اب سمجھا بکھیڑا حشر کا تھا اس لئے انجم
کہ لغشت از بام تیرے عشق کا اظہار ہونا تھا

۶۱ — ۵

غم ہجر تیرا اے جان جو نہ غمگسار ہوتا
تو عجب طرح کا صدمہ مجھے جان زار ہوتا

مین ہزار بار جا کر اسے درد دل سناتا
مرے یار بدگمان کو اگر اعتبار ہوتا

کہون کس سے حال کیا ہے کہون کیا ملال کیا ہے
نہ وہ دل مراد کھاتے نہ مین اشکبار ہوتا

مین وہ رہرو وفا ہون جو نہ میرے پاؤن پڑتا — تو کبھی نہ خار صحرا تجھے افتخار ہوتا

۶۲ — ۵

نہین کچھ خطا کسیکی ہے قصور تیرا انجم
نہ تو چاہتا کسیکو نہ ذلیل و خوار ہوتا

خدا حافظ ہے تیرے ان لگاوٹ کے اشارونکا — ہوے دو ایک جانبر اور دم نکلا ہزارون کا
ذرا تربہ کوئی دیکھے شہیدون کے مزارونکا — چڑھاتے ہین وہ ایک اک پھول اپنے باسی ہارونکا
لب جان بخش سے اپنے ذرا ہان کہکے دیکھو تو — اگر ہو امتحان منظور اپنے جان نثارون کا
دماغ عیسی دوران چہارم آسمان پہ ہے — لبون پر دیکھ کر دم وصل کے امیدوارون کا

۶۳ — ۷

پکارین الامان دلکو فرشتے تھام کر انجم
پہونچ جائے اگر نالہ فلک تک بیقرارون کا

کیا حسد دل آماجگاہ کا کیسا — ہدف بنا ہے فلک تیر آہ کا کیسا
بڑھی ہوئی ہے غضب سے کہین تری رحمت — معاوضہ مرے جرم و گناہ کا کیسا
جب اک جہان سے درگذرین تب وہان پہنچین — یہ پھیر پھار ترے گھر کی راہ کا کیسا
ترے لیے جو نہین ہے وفا کی پابندی — مرے لیے یہ بکھیڑا نباہ کا کیسا
لڑائی کی جو نہین تمنے ٹھان لی دل سے — تو پھر ہر اک سے لڑانا نگاہ کا کیسا
جو آپکو نہین منظور دلدہی صاحب — تو پوچھنا مرے حال تباہ کا کیسا
ڈبونڈے کہین انجم یہ آبرو تیری — مزا پڑا ہے ترے دل کو چاہ کا کیسا

نہ کسی کے عشق مین مبتلے ہم نہ کسی کے سر پہ خون ہوتا — نہ کسی پہ اپنا دل آتا نہ بہار آتی نہ جنون ہوتا

تسلی دلکو دین کیونکر ستمگر کچھ تو کہتا جا ایضاً دیا سینے پہ اپنے رکھ لین پتھر کچھ تو کہتا جا

یہ دل سہتے سہتے سبھی کچھ سہے گا ایضاً زمانہ مگر تجھکو کیا کچھ کہے گا

پہلو سے مرے اُٹھ کے جو تو میری جان گیا ایضاً یہ جان لے کہ جان سے مین نیم جان گیا

گیسوے یار تراز ور گھٹا ایضاً دیکھ وہ اُٹھی ہے گھنگھور گھٹا

یہ کس ستمگر کا خیال آگیا ایضاً جو اس شیشۂ دل مین بال آگیا

ابھی ہو پاس تم اور دل ہے بیتاب 〃 خدا جانے کہ ہو وقت سحر کیا

کیا سیدھی نگاہوں نے تو بسمل 〃 کریگی دیکھیے ترچھی نظر کیا

گر خدا پوچھیگا کیون انجم کیے تو نے گناہ ایضاً صاف کہدونگا کہ رحمت پر تری نازان رہا

۶۴ دیدۂ نرگس نے اُس گل کے سوا 〃 اور کیا دیکھا جو حیران رہ گیا ۱۴

نگہ یاس سے جسنے تجھے دیکھا ہوگا — اے صنم اُسکو خدا ہی نظر آیا ہوگا

تھام کر جسنے کلیجہ تمھین دیکھا ہوگا — دلمین کیا جانیے کیا اپنے وہ سمجھا ہوگا

بعد مردن جو مری آنکھون پہ باندھی پٹی — رشک یہ آیا کہ دیدار خدا کا ہوگا

وہ تو دنیا ہی مین کرتا ہے قیامت برپا — کوئی پوچھو تو سہی حشر مین پھر کیا ہوگا

عطر فتنے کا لگاتا ہے وہ مہندی ملکر — آج پھر فتنۂ تازہ کوئی برپا ہوگا

تیر اگھائل نہین جلاد فلک کا قائل — تجھسے بڑھکر کوئی سفاک بھلا کیا ہوگا

نیچی نظرون مین بتاؤ نہ یہ آنے بالے — دل تو کیا ایک زمانہ تہ و بالا ہوگا

جو سر آنکھو پہ اُٹھ آتے ہین وہ ہین ناز سے — جو کہ اُٹھتا ہی نہین سر وہ ہمارا ہوگا

بے سبب تو نہین یہ نوح کا طوفان آیا
دل کسی تیرے دل افگار کا اُمڈا ہوگا

چشم بد دور ستم جو نظر انداز ہوا
تیر بن کر وہ کلیجے ہی مین بیٹھا ہوگا

مجھسے اب پوچھتے ہین آپ کہ اب کیا ہوگا
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا

تیرے چھلّے کا ہتھیلی پہ جو گل کھایا ہے
حشر کے روز یہ رشک ید بیضا ہوگا

آسمان غرق ہے دریاے محبت مین تو
شعر جو ہوگا ترا عشق مین ڈوبا ہوگا

۶۵

بے سبب تو نہین انجم یہ تمھاری اُلجھن
دل کسی گیسوے پرپیچ مین اُلجھا ہوگا

۱۴

جاتے جاتے لاش کو ٹھکرا گیا
اُٹھتے اُٹھتے اک قیامت ڈھا گیا

ہاے رے الھڑپنا اُس شوخ کا
مجھکو روتے دیکھکر گھبرا گیا

بے سبب یہ کرب و بیتابی نہین
پھر کسی پر دل ہمارا آ گیا

سر نہین اُٹھتا اُٹھا مین ناز کیا
ناتوانی اب تو جی اُکتا گیا

اپنے جینے سے تنفر کیون ہوا
کس کا انداز تلوّن بھا گیا

جاتے جاتے لوٹ آئے آپ کیون
لیجیے یان دم مین دم پھر آ گیا

دلکو کیون اتنا لُٹاتا ہے مرے
مفت کا کیا مال ظالم پا گیا

دل نہین پھولون سماتا ہے مرا
کون سا گل پیرہن یاد آ گیا

آج کیون وہ دلکی بیتابی نہین
کچھ تو او جلاد تو سمجھا گیا

دل ہمارا عرش سے کچھ کم نہین
آہ جب کی ہمنے یہ تھرا گیا

گالیون کی کر گیا بوچھار وہ
اک جھڑی ساونکی سی برسا گیا

مجھکو فقرے باز فرماتے ہین آپ
یہ تو فقرہ آپ ہی پر چھا گیا

آپ اُٹھے مین نے دیدی اپنی جان
یعنی مطلب آپکا مین پا گیا

۶۶
اُڑ چلا دل خود بخود کیون آسمان
کس پری رو کا تصور آ گیا
۵

وہ نظر سے گو کہ نہان رہا وہ اُسکا دل مین خیال تھا
کیا غور ہمنے جو آسمان یہ فراق عین وصال تھا

ہوا مر کے ہمکو یہ تجربہ کہ یہ زندگی کا مآل تھا
جسے عمر خضر ہوئی عطا اُسے اک نفس بھی وبال تھا

نہ ثواب ہی کے لیے جزا نہ پئے گناہ کوئی سزا
تری غفلتون سے یہ کھل گیا کہ تجھے ہمارا خیال تھا

نہ وفا پہ تمسے بجد ہوئے گئے اپنی جان سے اسلیے
ہمین جان دینا تو سہل تھا تمھین قول دینا محال تھا

۶۷
اگر آگے داور حشر کے وہ مکر بھی جاتے تو ہوتا کیا
ترا دور دل ہی خود آسمان ترے دلکے دُکھنے پہ دال تھا
۱۱

مجھے محشر مین ہونا ہے گریبانگیر قاتل کا
مرے بازو پہ کوئی باندھ دو ٹکڑہ مرے دل کا

ہوا ے حسرت دیدار نے کیسا غضب ڈھایا
کیا برباد مجنون کو اُڑا کر پردہ محمل کا

ذرا تو چین سے لینے دو عزیزو ن کیون ستاتے ہو
پڑا رہنے دو دم مارے تھکا ماندہ ہون منزل کا

وہ کھینچے تیغ مجھ پر یہ اسے ہے غلط فہمی
کہان سر مجھ سیہ رو کا کہان احسان قاتل کا

نہ موت آئی نہ عزرائیل پھر قبض روح آئے
الٰہی کسکے قبضے مین ہے قبضہ تیغ قاتل کا

کسی پہلو نکلتا ہی نہین سینے سے یہ ظالم
ترا تیر نظر ارمان بن بیٹھا مرے دل کا

نہ کھینچی تیغ او ظالم مگر دل ٹکڑے کر ڈالا
کیا ارمان کیون پورا نہ اپنے نیم بسمل کا

جبھی جانین نمونہ حشر کا خلقت کو دکھلا دو
اٹھا دو پردہ ایصاحب گرا دو شیم مشکل کا

الٰہی شکر اتنی تو جگہ اُس بت کے دل مین ہے
نکالا مجکو محفل سے بنا کر حوصلہ دل کا

دکھائی دے رہی ہے کیا ہی نیرنگی زمانہ کی
یہ کس کا رنگ اُلفت بن گیا ہے رنگ محفل کا

۶۸
سیاہ اندھیر ہے دنکو نظر آنے لگے تارے
تصور بندھ گیا انجم یہ کس زہرہ شمائل کا
۷

جان دینا بھی محبت مین نہ کچھ کام آیا
اُلٹے ملزم ہوے الزام پہ الزام آیا

ڈھونڈتا تھا تری گلیون کو کلیجہ پکڑے
وہ پر ارمان ہون ارم مین بھی نہ آرام آیا

بت پرستی مین بھی اللہ نے حرمت رکھی
مین سوے دیر بھی باندھے ہوے احرام آیا

چاندنی کیون نظر آنے لگی دھندلی دھندلی
کون سا ماہ لقا آج لب بام آیا

تو ہی کہہ حشر مین دامن ترا کیونکر تھامون
ہون وہ خود رفتہ کہ دل بھی نہ مجھے تھام آیا

نہ کرم کا ہے سلیقہ نہ ستم کا ہے وقوف
آج تک چرخ کہن کو نہ کوئی کام آیا

۶۹
ہائے محرومی لقمہ پردازی قسمت انجم
ہو گئے ہونٹ جدا وصل کا جب نام آیا
۵

ہاتھ سینے سے جدا ہجر مین اک دم نہوا
رات آخر ہوئی پر درد جگر کم نہوا

نہ بندھا دل مین تصور ترے آنیکا کبھی
میرا پہلو افق نیر اعظم نہوا

آہ سوزان نے سکھاے مرے آنسو ایسے
حیف صد حیف کہ دامان فلک نم نہوا

بات مین یار مسیحائی دکھائی تونے
زخم دل کا مرے منت کش مرہم نہوا

اُس دل آزار کے جانے پہ تو دے بیٹھا جان
جان کے جانے کا انجم تجھے کچھ غم نہوا

سارے عالم مین نور ہے تیرا
ہر جگہ پر ظہور ہے تیرا

شرق سے غرب قاف سے تا قاف
تذکرہ دور دور ہے تیرا

دل عاشق کو کیون جلاتا ہے
یہ بھی کیا کوہ طور ہے تیرا

مین کہان اور تیرا نام کہان
سب کرم کا وفور ہے تیرا

شب فرقت کو کیون دراز کیا
کیا یہ روز نشور ہے تیرا

اُس ستمگر کا کیا کرین شکوہ
اورے دل سب قصور ہے تیرا

رحم کر آسمان پہ اے باری
بندۂ پر قصور ہے تیرا

اُسکو کہتے ہین انجم عاصی
نام رب غفور ہے تیرا

جو دیکھا شمع کو دل سوز میرا
جلا ہے رشک سے پروانہ کیا کیا

سوال وصل پر محجوب ہو کر
وہ آنکا ناز سے فرمانا کیا کیا

ابھی تو خیر سے ہے پر آگے آگے — دکھائے گا دل دیوانہ کیا کیا
زبان کے بند ہونے نے بچایا — نہین معلوم مین کہتا نہ کیا کیا
ہوا باندھی ہے نالون نے تمہارے — صبا پھرتی ہے بیتابانہ کیا کیا
تصدق تیرے او بیتابیِ دل — سنا اُسنے مرا افسانہ کیا کیا
کشش اُلٹی دکھائی آہ تونے — کھنچا مجھ سے مرا جانانہ کیا کیا
نکل کر دل سے پکڑی اوٹ تل کی — تصور سے کیا پردا نہ کیا کیا
نہ نکلی جان لاکھون ظلم جھیلے — دکھائی ہمت مردانہ کیا کیا
نہین موقوف کچھ محشر پہ صاحب — کروگے تم ابھی رسوا نہ کیا کیا
نہ نکلا دم جو فرقت مین تمھاری — مرے دل مین خیال آیا نہ کیا کیا

۷ — نہ پوچھا اُسنے انجم پھر گذر ی — وگرنہ اُس سے مین کہتا نہ کیا کیا — ۶

ہمکو تو ہی یہ بتلادے ہمنے کیا اصرار ہی کیا — اچھا یہ بھی ہمنے مانا تجکو پیار ہی کیا
تجکو ظالم آنا تھا تو پھر یہ شرط فرصت کیا — تو نے پردے پردے مین تو یہ انکار ہی کیا
میری چاہت جھوٹی تھی تو پھر یہ شہرت کسنے کی — تمنے اپنے منھ سے دیکھو خود اظہار ہی کیا
تم تو میری آنکھو نین ہو تم تو میرے دل مین ہو — تمنے ظاہر کا یہ پردہ تو بیکار ہی کیا
مجھسے چارہ سازی اپنی درد فرقت کی کیا — میرے دل نے تو خود مجھکو ناچار ہی کیا
انجم میرے جذبِ الفت نے ایسا کیا ناچار — آخر اُسنے میری چاہت کا اقرار ہی کیا

۷۴ — ۹

وہ دل آرام کیون نہین آتا
دل کو آرام کیون نہین آتا

واسطے جسکے مین ہوا بدنام
لب پہ وہ نام کیون نہین آتا

یا الٰہی وہ ترک مے آشام
ہو گئی شام کیون نہین آتا

جور کیسا یہ چرخ نیلی فام
میرا گلفام کیون نہین آتا

مین نے مانا کہ دل نہین ناکام
پھر مرے کام کیون نہین آتا

بک گئے جسکے ہاتھ ہم بے دام
وہ گل اندام کیون نہین آتا

ساقیا سوچتا ہے کیا انجام
شیشہ و جام کیون نہین آتا

ہم لب گور ہو گئے ظالم
تو لب بام کیون نہین آتا

عشق کے باندھتا ہے انجم لام
خوف آلام کیون نہین آتا

ردیف با

کیون خود بخود بکھری نگہ یار کیا سبب
کیون سرنگون ہے ابروے خمدار کیا سبب

قسمت پلٹ گئی کہ نصیبا الٹ گیا
کیون خود بخود بکھری نگہ یار کیا سبب

کیا آگیا قریب زمانہ وصال کا
کیون بیقرار ہے یہ دل زار کیا سبب

طاقت کہانسے آگئی اس ناتوان مین آج
دم توڑتا جو ہے دل بیمار کیا سبب

کس سے لڑی نگاہ یہ کیسا غضب ہے
ہوتے ہین بند روزن دیوار کیا سبب

فرقت کی رات روز قیامت کہین نہو
ہوتی نہین جو صبح شب تار کیا سبب

۷۵ — ۶

انجم گئے تھے انکو سنانے کیواسطے
پھر حال دل کیا جو نہ اظہار کیا سبب

تھا دم ذبح جو سینے مین مرا دل بیتاب
ہاتھ رک رک گیا ایسا ہوا قاتل بیتاب

ہاتھ سے چھوٹ گیا دامن تسلیم و رضا
حیف صد حیف ہوا کیون دل بسمل بیتاب

تاب و طاقت جو نہ دیکھی ترے دیوانے مین
نالہ کرنے لگی ہو ہو کے سلاسل بیتاب

ایک سان قاتل و مقتول کو پایا ہمنے
آپ بیفکر ہین اور آپ کا بسمل بیتاب

باغبان کا نہین کھٹکا تجھے کچھ او صیاد
چیخ اٹھین گے اگر ہونگے عنادل بیتاب

۷۶ — ۹

تھام کر دل کو ذرا نالے کرو اے انجم
کہین ہو جائے نہ وہ رونق محفل بیتاب

چین فرقت مین تری ہمکو بھلا آیا کب
تو نے آکر دل بیتاب کو سمجھایا کب

ایک بوسہ جو دیا بھی تو خفا ہو ہوکر
اٹھ اٹھ آنسو نہ تو نے ہمین رلوایا کب

تو نے بے صبر جو سمجھا تجھے باعث کیا
تو ہی بتلا مین تری چاہ سے پچتایا کب

کوئی پابند وفا مجھ سا بھلا ہوئے گا
سیکڑون ظلم اٹھایا کیا گھبرایا کب

لاش پر آیا اگر سیمبری تو حاصل اس
تو نے کب آنیکا وعدہ کیا اور آیا کب

کب تمنا مرے دل کی ہوئی پوری کوئی
تجکو تمہارے او عربدہ جو پایا کب

چاہ مین اپنی کنوین ہمکو جھکا کے کیا کیا
اپنا دیدار ہمین آپ نے دکھلایا کب

دن جو آہون مین گذارات کٹی زاری مین
مجھسے نالان نہین رہتا مرا ہمسایہ کب

(۹) آسمان بھی تمھین کچھ رنگ دکھاتا اپنا
تمنے محفل ہی مین اپنی اُسے بلوایا کب

کیون مری بات مین ناحق کوئی بولے کیا خوب
سامنے آپکے مُنھ کیون کوئی کھولے کیا خوب

گرمیان غیرسے کر کرکے ستمگر تونے
ڈالے عشاق کے سینے مین پھپھولے کیا خوب

زندگی بھر تری فرقت مین کہانتک روئے
اپنی آنکھون سے کوئی ہاتھ ہی دھولے کیا خوب

ہمسے تو کرتے ہو عیاری کی کیا کیا گھاتین
اور بنتے ہو رقیبون کے مولے کیا خوب

مجھسے کرتے ہو ہنسی پاس بٹھا کر اُسکو
غیر پہلے ہی مری جان کو رولے کیا خوب

تم ستاؤ کوئی اُف تک نہ نکالے مُنھ سے
مُنھ مین رکھتا ہو زبان اور نہ بولے کیا خوب

ہمسے کہتے ہو کہ تمکو نہین پہچانتے ہم
ایسے ننھے مرے ایسے مرے بھولے کیا خو

ہمسے اور آپ نباہین اجی توبہ توبہ

آپ اور سے ہمسے بناتے ہین توسے کیا خوب

۷۸ ۵

منع کرتا ہے ہمین عشق بتان سے انجم
دل مین واعظ کے بھی اُٹھتے ہین ہلوسے کیا خوب

ہمسے ہوگی ترک وفا یہ اور کسیکو سنائین آپ
ہم نہین ہین حضرت ناصح لاکھ ہمین سمجھائین آپ

شرم و حیا کے پردے مین کرتے تھے ہمیشہ جفائین آپ
آپ کو ہم پہچان گئے منھ آنچل سے نہ چھپائین آپ

زلف کا تیرے انسے کوئی مضمون جو رقم ہو جاتا ہے
فرط خوشی سے لیتا ہون ہاتھون کی اپنے بلائین آپ

واہ جی واہ سیکھ لیا کیا وضع کی ہے یہی پابندی
کہتے ہین اسکو شرم و حیا ہم جان سے جائین آئین آپ

سن چکے حال پرسش محشر واعظ کی انجم حد بھی ہے
یہ تو نہین ہے حکم خدا روز ایک قیامت ڈھائین آپ

ردیف تاے فوقانیہ

۷۹

نقد جان دینے کو ہین ہم خریدار بہت
آج کل آپکی ہے گرمی بازار بہت

چاند سورج کی جو شہرت ہے تو اپنے در سے
پڑے رہتے ہین تمھارے پس دیوار بہت

خود ہین دل نہین دیتے ہین کسیکو ورنہ
دل تو کیا جان بھی دینے کو ہین تیار بہت

کون سی بات سے دین دلکو تسلی اپنے
ایک دن بھی نہ تم آئے کیے اقرار بہت

اپنے بیمار کی للہ خبر لے جلدی
بڑھتا جاتا ہے ترے ہجر مین آزار بہت

سچ ہے تم سا ہمین کاہے کو ملیگا کوئی
ہم سے مل جائینگے لیکن تمھین یار بہت

کس قدر عشق جتایا ہے غزل مین انجم
بات تھوڑی سی ہے اور باندھا ہے طومار بہت

۸۰

ولا تو چاہے اُس بت سے مدارات | قطعہ | ارے کم بخت چھوٹا منہہ بڑی بات

لیتے ہین عبث مجھسے وہ اقرار محبت | پھر سے عیان ہوتے ہین آثار محبت
کہنے ہی کو ہین آپ مسیحاے زمانہ | کچھ بھی نہ کیا چارۂ آزار محبت
کیون کہتے تھے ہم کہ یہ شہرہ ہے ہمین تک | اب کیا ہوئی وہ گرمی بازار محبت
اک حشر بپا ہے نہین معلوم خدایا | آثار قیامت ہین کہ آثار محبت
اے رشک مسیحا اگر آنا ہے تو بس آ | دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت
اے دل تجھے امید رہائی کی ہے ناحق | چھوٹا ہے کبھی کوئی گرفتار محبت

وہ اور سنا سینگے زیادہ تمھین انجم
گر کچھ بھی زبان سے کیا اظہار محبت

۸۱

دل لبھا لیتی ہے عاشق کا تمھاری بات چیت | بھولی بھولی لفظ سب پیارے پیاری بات چیت
اب یہ سب حیلے حوالے وصل سے انکار ہے | [illegible] قسمین [illegible] اب تم ساری بات چیت
کیون دم گلگشت تم ساکت ہو کچھ منہ سے کہو | کیا اڑا لیجائیگی بلبل تمھاری بات چیت
تیر ہین پلکین بھوین خنجر نگاہین برچھیان | مسکرا دینا چھری ہے اور کٹاری بات چیت
ہو چکین غزلین مری جان مرا دن پا گیا | تیرے منہ سے پیاری لگتی ہے گنواری بات چیت
باتون ہی باتون مین دل انجم کا تم نے لے لیا | [illegible] عالم [illegible] اثر کی ہے تمھاری بات چیت

ردیف تائے ہندی

۸۲

بیمار سے تیرے نہین لیجاتی ہے کروٹ
آ آکے صبا اُسکو بدلواتی ہے کروٹ

تو آکے بدلوا دے ذرا پیار سے کروٹ
بدلی نہین جاتی ترے بیمار سے کروٹ

گستاخ اگر مین ہون تو جو چاہو سزا دو
پر پھیر کے سوؤ نہ گنہگار سے کروٹ

انجم کو جو کوچے مین ترے آتی نہین نیند
سوتا ہے لگا کر تری دیوار سے کروٹ

۸۳

دے نہ دیتے رقیب دم جھٹ پٹ
کھا گئے آپ کیون قسم جھٹ پٹ

یہی عاشق کے حق مین خیر ہوئی
کھل گئے آپکے ستم جھٹ پٹ

کہین مضمون وصل بھول نجاؤن
اُسکو نامہ کرون رقم جھٹ پٹ

ابھی وہ اُٹھنے بھی نہین پاتے
یان بھر آتی ہے چشم نم جھٹ پٹ

گر کسی اور کو بلاتے ہین وہ
دوڑے جاتے ہین سنکے ہم جھٹ پٹ

کوئی کر لو گواہ وعدۂ وصل
بھول جاتے ہو تم صنم جھٹ پٹ

کیا دھرا ہے ترا وہان زاہد
تو جو دوڑا سوے حرم جھٹ پٹ

مل گئی بندش دہان و کمر
لکھدے اے آسمان عدم جھٹ پٹ

بس تھا انجم کو خنجر ابرو
تیغ کیون تمنے کی علم جھٹ پٹ

۸۴ ردیف ثائے مثلثہ ۶

آفت اپنے سر پہ لاتے ہو عبث
اُنسے انجم دل لگاتے ہو عبث

ٹھیرو ٹھیرو دم نکلتے دیکھ لو
پھر ابھی آؤ گے جاتے ہو عبث

ہم تو یونہیں کہتے ہیں قاتل ہمیں
زیر ابرو تل بناتے ہو عبث

مر رہا ہوں اے خیال یار مین
میری آنکھوں مین سماتے ہو عبث

جب نہین اُنسے امید دلدہی
انکو درد دل سناتے ہو عبث

رحم کب آتا ہے اُس بے رحم کو
اشک اے انجم بہاتے ہو عبث

۸۵ ردیف جیم ۸

ہے التجا جو وصل بتان کی خدا سے آج
شرمندہ ہے اثر بھی ہماری دعا سے آج

حسرت نکل گئی جو دل مبتلا سے آج
مہمان اُٹھ گیا مری مہمان سرا سے آج

جلدی اُسے ہے اور مجھے انتظار یار
بے طرح کا پڑا ہے یہ جھگڑا قضا سے آج

یارب بچائیو دل پُر آرزو مرا
بن ٹھن کے وہ نکلتے ہین دولت سرا سے آج

کس بے گنہ کا خون بہانے چلا ہے تو
پیدا جو شوخیان ہین ترے نقش پا سے آج

ٹکرا کے سر کو پھوڑا ہے دیوار کعبہ سے
فریاد کر رہے ہین بتون کی خدا سے آج

نازان عبث ہے دل مرادعدے پہ یار کے | پھر ٹال دیگا دے کے وہ کچھ دم دلاسے آج

۸۶ کچھ اپنے سر کا ہوش ہے تمکو نہ پانون کا ۶
انجم بگاڑ ہو گیا کس دلربا سے آج

بدلی نظر آتی ہے انکی نظر آج | گل سے زیادہ ہے یان درد جگر آج
جی مین ہے دل تھام کر بیٹھے رہین | ہو گئے فلک آسمان زیر و زبر آج
پہونچی شب ہجر مین جان پہ نوبت | مر گئے تقدیر سے مرغ سحر آج
اوج پہ ہے آج تو اپنا ستارہ | بام پہ بیٹھا ہے وہ رشک قمر آج
مین تمہی فرقت مین ہون کب سے بیٹھا | تجکو ہوئی بیخبر مری خبر آج

پہلے اُسے آسمان دے بیٹھے ہم دل
سوچنے بیٹھے ہو کیا نفع و ضرر آج

۸۷ ردیف جیم فارسی ۵

طوفان سر پہ روز اُٹھاتے ہین جھوٹ سچ | جا جا کے لوگ اُنسے لگاتے ہین جھوٹ سچ
نوبت یہان تو جان پہ آئی فراق مین | وہ گھر مین بیٹھے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ
معلوم ہو گیا کہ انھین ہین نہین تمیز | قسمین جو میرے سر کی وہ کھاتے ہین جھوٹ سچ
سوز فراق کی تو شکایت نہین ہمین | دل مین ہماسے آگ لگاتے ہین جھوٹ سچ
شاعر ہے کون عشق کہان وصل و ہجر کیا | انجم یہ ساری آپکی باتین ہین جھوٹ سچ

انجم اگر نہیں در دلدار تک پہونچ
ہو جائے کاش روزن دیوار تک پہونچ

جاتا ہے کوئی کعبے کو اور کوئی سوئے دیر
مجھ رند کی ہے خانۂ خمار تک پہونچ

نالے کی نارسائی نے عاجز کیا ہمیں
ہو جاتی ورنہ آپکی سرکار تک پہونچ

یہ کیا ہے میٹھا باتیں بناتا ہے دور سے
عیسے اگر نباہے تو بیمار تک پہونچ

لیجائیگی بہا کے کبھی سیل چشم تر
انجم کبھی تو ہوگی دریار تک پہونچ

فرد

پیچ کی باتیں یار کرتا ہے
کسطرح دل مرا نکھاسے پیچ

۸۵

ردیف حائے مہملہ

۱۷

داغ ہیں دل میں گلستان کی طرح
خار حسرت ہیں بیابان کی طرح

ذبح کرتے ہیں وہ کس نخوت کے ساتھ
ظلم بھی کرتے ہیں احسان کی طرح

دفعۃً سامان بربادی ہوا
آگیا دل کسپہ طوفان کی طرح

ہے تمنا دل کو تیغِ ناز کی
درد کی حسرت ہے درمان کی طرح

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ
تیری شرمائی ہوئی ہان کی طرح

سادہ پن نے تیرے کی آفت بپا
کیا قیامت ڈھائیگی بانکی طرح

میں بیان کرتا ہون اپنا درد دل
چپکے سنتے ہیں وہ نادانکی طرح

خاکِ مجنون ناقۂ لیلے کے ساتھ
آگے آگے ہے حدی خوان کی طرح

باتون باتونمین مری اُلفت کا حال
اُنسے کہدے کوئی بہتان کیطرح

ہے گلے مین آنکھے خالی ڈھولنا
پر اُٹھا لیتے ہین قرآن کی طرح

دیکھ کر سشمشاد قدیار کو
جل گیا سرو چراغان کی طرح

قتل کی سیرسے سبار کباد دین
لوگ اُنکو عید قربان کی طرح

سٹ گئے سب وہ لوے سب حوصلے
وصل کی راتون کے ارمانکی طرح

چارہ سازی کیا کریگا چارہ گر
چاک ہے سینہ بھی دامانکی طرح

آرزو تیر نگاہ یار کی
رہ گئی سینے مین پیکانکی طرح

حشر مین ہے ہمنے خیال یار کو
ساتھ رکھا دین و ایمانکی طرح

۹۰ عشق مین بدنام ورسوا ہو گئے
آسمان تم آہ سوزان کی طرح ۱۰

بپا ہے خلق مین اندھیر سیرے گھر کی طرح
دکھا دے جلوہ خدارا کبھی قمر کی طرح

لے اب خفا نہو آؤ گلے لپٹ جاؤ
تمام دن بھی گذاروگے رات بھر کیطرح

جو تو نہ پوچھے تو پھر کون لے خبر اپنی
قضا بھی پھر گئی ہم سے تری نظر کیطرح

یہ کس نگاہ نے بجلی گرائی بجلی پر
تڑپ رہی ہے یہ کم بخت کیون جگر کیطرح

اگر مین قتل نہوتا تو وصل ہی ہوتا
ارادہ باندھا تو ہوتا کبھی کمر کی طرح

نہ بھیجا ہمنے کبوتر تو کیا ہوا ضد سے
وہ باتین کرینگے قاصد کی بال و پر کیطرح

تو ہی بتا کہ ہے کعبہ مین کیا دھرا زاہد
جو سجدہ گاہ خلائق ہے اُسکے گھر کی طرح

یہ آج کسنے خبر اُسکے آنے کی کہدی — نکل گیا مرا دم نالۂ سحر کی طرح
بھلا مین دیکھون تو کیونکر بٹھاتا ہے رضوان — وہان بھی جاکے دھونی دونگا اُسکے گھر کیطرح
پھرا جو کرتا ہے انجم یہ گنبد گردان — بھرا ہے ہم مین بھی سودا تمھارے سر کیطرح

۹۱ ردیف خای معجمہ ۵

وصل کی کوئی بتاتا نہین کاہن تاریخ — حشر ٹھہرا کہ نہین جسکا کوئی دن تاریخ
گویا مرنا مرا ہے اصل تھا اُنکے آگے — سنگ تربت جو مرا چھوڑ دیا بن تاریخ
سال دو سال کا کیا ذکر مسیحا زمان — عمر کاٹی ترے بیمار نے گن گن تاریخ
سنگ در جن کا رہا سجدہ گہ اہل سخن — نہوئی سنگ لحد کے لیئے ممکن تاریخ
امتحان لینا جو انجم کا تھا منظور نظر — کیون نہ ٹھہرا دی کوئی او بت کمسن تاریخ

ہر ایک بات پہ یہ گفتگو تمھاری تلخ — فرد — یہ جان لو کہ ہوئی زندگی ہماری تلخ

۹۲ ردیف دال مہملہ ۷

پہونچ گئی جو مری تا بہ آسمان فریاد — فرشتے چیخ اُٹھے کہکے الامان فریاد
کیا کریگی جو بلبل یونہین فغان فریاد — لگینگی کرنے قفس کی بھی تیلیان فریاد

چلا ہون چھوڑنے جب سے کہ جوش وحشت مین
لگا ہے کرنے ترا سنگِ آستان فریاد

بتا تو کسنے ستایا ہے اِسکو اے گلچین
جو کرتی پھرتی ہے بلبل جہان تہان فریاد

لبون پہ رہ گئی ہے سبکے مُہرِ خاموشی
کبھی جو آئی ہے فرقت مین تا زبان فریاد

برا ہے گُل کے لیے تیرا رونا اے بلبل
خدا کرے نہ سُنے تیری باغبان فریاد

۹۳ ۵

نہ پوچھو کیسی گذرتی ہے ہجر مین انجم
کبھی ہے نالہ و زاری کبھی فغان فریاد

دل بھولتا نہین تری زلفِ رسا کی یاد
دیوانہ کہنے کو ہے پہ ہے کس بلا کی یاد

پھرنے لگی ہے نظرون مین گردش زمانے کی
آئی ہے جب تری نگہِ فتنہ زا کی یاد

آ آ ہنساتا ہے ترا جانا رُلاتا ہے
وہ ابتدا کی یاد ہے یہ انتہا کی یاد

دل ہوگیا ہے کیسا ہمارا جفا پسند
جب سے ہوئی ہے ایک ستم آشنا کی یاد

۹۴ ۶

عقبےٰ کو چھوڑ بیٹھے ہو دنیا کیواسطے
عشق بتان مین بھولے ہو انجم خدا کی یاد

چو آن قاتل برای امتحان شد
ز ہر نقشِ قدم محشر عیان شد

دلِ وحشی عجب سرگرمِ فغان شد
تہ و بالا زمین و آسمان شد

اجل با ابروے او ہم رکاب ست
بلا با گیسوی او ہم عنان شد

دلم از آرزو ہا گشت خالی
جرس نالان باند و کاروان شد

کنی رنگین لبِ سحر بیان را
بس مدّت خیالِ کشتگان شد

چنان فریاد کردم در تلاشت | کہ ہر نالہ محیط آسمان شد
شدم ممنون تائید الٰہی | کہ آن نامہربان ہم مہربان شد
چو از پہلوی من آن یار برخاست | دلم آناً فاناً نیم جان شد

۹۵
چو در ہجر تو نالان گشت انجم
زہر اشکے دو صد دریا روان شد

گر شب وصل دلا نالہ گلو گیر شود | مہر خاموشی لب حاصل تقریر شود
خط محبوب تقاضای تمنا گشتہ | اے خوشا وقت کہ حرف دم تحریر شود
خط شوقیہ خود را چو بہ بالش بندم | از قلق نغمہ سرا بلبل تصویر شود
پیچ و تاب دل بیتاب چو آید بہ رقم | قلم از جوش جنون زلف گرہ گیر شود

۹۶
انجم شیفتہ این درجہ فغان لازم نیست
باز آ باز کہ آن یار نہ دل گیر شود

ردیف دال ہندی

گر انہین ہے اپنی صورت پر گھمنڈ | ہمکو ہے اپنی محبت پر گھمنڈ
میرے اُنکے پھر بھلا کیونکر بنے | ختم ہے دونون کی خصلت پر گھمنڈ
کیا نہین دیکھی بلندی آہ کی | کیون فلک کرتا ہے رفعت پر گھمنڈ
کام قارون کے نہ آیا مال و زر | منعمو بیجا ہے دولت پر گھمنڈ

بادشاہِ ہفت کشور ہے تو کیا — گر نہ دو دن کی حکومت پر گھمنڈ

دیکھکر آئینہ مجکو دنگ ہے — مجکو بھی ہے اپنی حیرت پر گھمنڈ

انکو اپنی صبحِ محشر پر ہے ناز — ہمکو اپنی شامِ فرقت پر گھمنڈ

چھپ چھپا کر دیکھ بھی لینگے تمھین — ہمکو بھی ہے اپنی جرأت پر گھمنڈ

۹۷

کچھ نہین کر سکتا انجم آپکا

آسمان کو ہے جو حسرت پر گھمنڈ

۵

آپ ہم سے جو کیا کرتے ہین بیکار گھمنڈ — چاہنے والے سے لازم نہین اے یار گھمنڈ

وعدۂ وصل پہ بھی کہتا ہے انشاء اللہ — تیری ہر بات مین ہے او بتِ عیار گھمنڈ

آج مین تمکو کسی طرح نہ جانے دونگا — تم کیا کرتے ہو ہمسے یونہین ہر بار گھمنڈ

میرے دروازے سے کترا کے چلا جاتا ہے — تجھکو سکھلاتی ہے ظالم تری رفتار گھمنڈ

جس سے مطلب ہے ہمین وہ ہے سیدھا ہمسے

آسمان کرنے دو کرتے ہین جو اغیار گھمنڈ

سیکھے تیری ہی کہین وہ ستم ایجاد نہ اینڈ — باغ مین دیکھے تو سرو کو شمشاد نہ اینڈ

۹۸ ردیف ذال معجمہ ۵

ہاتھ لگ جائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ — میرے سینے پہ رہے یار کے سر کا تعویذ

تھک گئے ہم تو فسون سیکڑون کرتے کرتے — اسپہ چلتا نہین مطلق کوئی گنڈا تعویذ

گشتۂ عشق و محبت ہون لحد پر میری ۔۔۔ بدلے تاریخ کے لکھدو کوئی حب کا تعویذ
ہوا عامل بھی تری سنگ دلی کا قائل ۔۔۔ لکھ کے پتھر کے تلے اُسنے دبایا تعویذ

٩٩
کیون نہ تاثیر ہو تعویذ کی الٹی انجم
باندھا بازو پہ ہے اُس شوخ نے الٹا تعویذ
٨

ردیف رائے

شبیہ خنجر قاتل بنا کر ۔۔۔ رکھی سینے مین ہمنے دل بنا کر
جنون دلکو نہ میرے بیٹھنے دے ۔۔۔ اُٹھا دے مست لایعقل بنا کر
نگاہ بد کا اندیشہ ہے مجکو ۔۔۔ وہ بیٹھے ہین جبین پہ تل بنا کر
جو قابو تجھپہ ہوتا میرا ایجان ۔۔۔ تجھے پہلو مین رکھتا دل بنا کر
ڈرایا پرسش محشر نے ناحق ۔۔۔ پشیمان ہون تجھے قاتل بنا کر
اُٹھایا حشر مین بھی مجکو اُسنے ۔۔۔ سوال وعدہ کا سائل بنا کر
اُڑا لیچل ہواے شوق مجکو ۔۔۔ غبار رہرو منزل بنا کر

١٠٠
نکالا آرزوے دل کو انجم
تمناے دل بسمل بنا کر
١٧

لطف تو کرتا ہے مجھپر تو صنم اتنا تو کر ۔۔۔ سیر ہو جاے مرا دل بھی ستم اتنا تو کر
حال کھلجاے زمانے مین محبت کا مری ۔۔۔ قاتلا تجکو مرے سر کی قسم اتنا تو کر

خط کو پڑھتے ہی مرے آنکھون مین وہ بھر لائے اشک
اے قلم حال دل اس بت کو رقم اتنا تو کر

۱۰ اے جنون جوش محبت کا تقاضا یہ نہین
سر مرا زانو پہ رکھلے وہ صنم اتنا تو کر ۹

دل جو دکھے تو نکل جائین نہ آہین کیونکر
بیوفا عہد وفا تجھسے نباہین کیونکر

مرتے دم ہی سر بالین مرے آجا ظالم
دیکھ تو پڑتی ہین حسرت کی نگاہین کیونکر

یک بیک آگئی آفت یہ خدایا کیسی
خود بخود لڑگئین اُس بت سے نگاہین کیونکر

جان ہی تن مین نہین یونہی تو گیا دل یون ہم
دل ہی سینے مین نہین رکھتے کراہین کیونکر

دل گیا جان گئی آنکھ ہوئی بند اپنی
آہ مسدود ہوئین ملنے کی راہین کیونکر

کچھ بیان بن نہین پڑتی تو ہی بتلا للہ
چاہین کسطرح تجھے اور نہ چاہین کیونکر

یہ فریبی تری چتون یہ سہانی صورت
تو ہی بتلادے کہ ہم تجھکو نہ چاہین کیونکر

چار ہوتے ہی نگاہون کے قیامت آئی
حشر ہونیکی نکل آئین یہ راہین کیونکر

۱۰۲ چاہنے والونکی کچھ قدر نہین ہے انجم
تم جنھین چاہو بھلا وہ تمھین چاہین کیونکر ۷

تم ہی بتلاؤ کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
جو نہ روئے تو بھر ارمان نکالے کیونکر

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ وفا
عمر کو کاٹین ترے چاہنے والے کیونکر

یان تو افشائے محبت نہین کرنا منظور
توڑ کر سینہ نکل جاتے ہین نالے کیونکر

کچھ نہ کچھ چاہیے ہے تجکو بھی امداد ضرور
بے ترے بار وفا کوئی اُٹھالے کیونکر

نہ تو کی آہ نہ تڑپے تری فرقت مین ہم
زخم دل ہو گئے کیا جانیے آلے کیونکر

گرمیِ جوش محبت تو نہ تھی اے قاتل | پڑ گئے پھر تری تلوار مین چھالے کیونکر

۱۰۳ جو نہ پابند وفا تھا تو بتا اے انجم
بندھ گئے خون جگر سے ترے تھالے کیونکر ۵

ہوئی وصلت مین لڑائی کیونکر | بگڑی کس طرح بنائی کیونکر
ان بتون کا نہین بندہ کوئی | پھر یہ کرتے ہین خدائی کیونکر
ایک بوسے پہ یہ حجت صاحب | اور ہوتی ہے رُکھائی کیونکر
مجکو نظرون سے گرا کر مارا | لاش پھر تو نے اُٹھائی کیونکر

۱۰۴ تو تو مرتا ہی نتھا اُس بت پر
موت انجم تجھے آئی کیونکر ۸

آسمان چاہ جتائی کیونکر | اُنکو مطلب کی سنائی کیونکر
ہاتھ ٹوٹین جو چھوا بھی ہو ہاتھ | دُکھ گئی اُنکی کلائی کیونکر
پردۂ دل مین نہان تھا وہ یار | دیا آنکھون کو دکھائی کیونکر
عقل حیران ہے کہ اُس خالق نے | میری تقدیر بنائی کیونکر
تیغ کھینچے ہوئے آیا قاتل | دل کی اُمید بر آئی کیونکر
دل تو نکلا نہ کسی تیر کے ساتھ | حسرت دل نکل آئی کیونکر
اُنکے دل کی نہین کھل سکتی گرہ | ہو مری عقدہ کشائی کیونکر
دل نہین صاف تمھارے انجم | ہو ترے آنکے صفائی کیونکر

غش آگیا ہے یار کی تنویر دیکھکر
کہدو کہ راستہ چلین رہگیر دیکھکر

دوچند اور ہوگئی وحشت مری سوا
گردن مین طوق پانون مین زنجیر دیکھکر

وہ شمع رو جلاتا ہے مجھکو تو اسکو کیا
پروانہ کیون جلا مری توقیر دیکھکر

اے جذب عشق ایسا تو نقشہ مرا بنا
ہنس ہنس پڑے وہ شوخ بھی تصویر دیکھکر

مجھپر نہ میری آہ کا اُلٹا اثر پڑے
گرنا اگر تو اے فلک پیر دیکھکر

آنکھوں کی راہ نکلا ہے دم انتظار مین
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

کی میری آرزو پہ نکیرین نے فغان
خاک لحد سے مجھکو بغلگیر دیکھکر

حسرت بھری نگہ جو نظر آگئی انھین
آنسو ٹپک پڑے مری تصویر دیکھکر

١٠٦

انجم ہماری آہ نے اتنا کیا اثر
رونے لگے وہ خود ہمین دلگیر دیکھکر

کرین بدنام کیون ناحق ستم کا حال کہہ کہہ کر
اُسے ظالم بتایا آپ ہمنے ظلم سہہ سہہ کر

جنون عشق اے انجم لگا ہے اپنے قدمون سے
مثال آبلہ پڑتا ہے اپنے پانون رہ رہ کر

مجھے وہ گالیان دیکر کرے کیونکر نہ دلخالی
بھرے ہین کان اُنکے کچھ نہ کچھ لوگون نے کہہ کہہ کر

کسی دن او ستمگر تو نہ بیٹھا آکے پہلو مین
بلا کا درد اُٹھتا ہے ہمارے دلمین رہ رہ کر

شکایت آسمان سے تجھکو ہے بیکار اے انجم
ڈبوئی آبرو تیری ترے اشکون نے بہہ بہہ کر

١٠٧ غزل در صنعت ذو بحرین کہ ہر مصرعش دو وزن پیدا ٥

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل | وزن دوم | فاعلاتن فعلاتن فعلن

کبھی انجم اُسے ہشیار تو کر | کوئی نالہ پس دیوار تو کر
دل بیتاب کو تسکین تو ہو | نہ دے بوسہ مگر اقرار تو کر
کہین معشوق تو مشہور تو ہو | ہمین رسوا سر بازار تو کر
تجھے معلوم تو ہو حال میرا | ذرا آنے کا تو انکار تو کر

انھین انجم کبھی تو دیکھ تو لے
کسی دن حال دل اظہار تو کر

مربع

ذرا سی بات پر بیکار بیکار | اُلجھ پڑتے ہو ناحق ہمسے ہر بار
یہ ثابت ہو گیا ہے ہمکو اے یار | دل بر خاستہ را عذر بسیار

مطلع

او ستمگر بس خدا کو مان کر | قتل کر سر پر مرے احسان کر

مطلع

مرضی ہے تری میرے تڑپنے مین اگر اور | خالق مرے دیدے مجھے دل اور جگر اور

١٠٨ ردیف رائے ہندی ٧

دیتا ہے کوئی چاہنے والا بھی غمکو چھوڑ | ہم اُسکو چھوڑتے نہین دے دم ہمکو چھوڑ

مرتے ہین سیکڑون تری وعدہ وفائی پر — ظالم خدا کو مان کے قول و قسم کو چھوڑ
ہے آپسا کوئی تو بتا دیجیے ہمین — جائین کہان ہم آپکے صاحب قدم کو چھوڑ
ہوجاتا سارا آپکا بیکار حشر نشر — دیتا جو میرا یار جفا و ستم کو چھوڑ
منظور ہے وہی ہین جو کچھ خدا کرے — اب سوے کعبہ جاتے ہین بیت الصنم کو چھوڑ
لکھواتے نام آپ جو مجھ بیقرار کا — دیتے فرشتے ہاتھ سے لوح و قلم کو چھوڑ

109
پڑتے ہین ولیہ سیکڑون بل و ہزار و پیچ
انجم خیالِ کاکلِ پُرپیچ و خم کو چھوڑ
۵

ردیف زای معجمہ

مین تو آتا نہین خطا سے باز — آپ کیون آیے جفا سے باز
یار پر کوئی بات بار نہو — رکھ زبان حرف مدعا سے باز
کام دیوانگی مرے آئی — رکھ لیا پرسش خدا سے باز
پردے ہی پردے مین نبھا کیا — آیا صاحب کی مین حیا سے باز

110
دیکھ کہتے ہین رہ ارے انجم
الفت غفلت آشنا سے باز

پردہ دار در روے نورانی ہنوز — ماہ کنعان نسبت زندانی ہنوز
چارہ گر چاک گریبان را مدوز — ہست در دل شوق عریانی ہنوز
ای دلم بردی بصد ناز و ادا — واے مغروری بنادانی ہنوز

دل بتو دادم کہ جانِ من شوی | وائے ہستی دشمن جانی ہنوز
زیرِ دیوار صنم افتادہ ام | ہست برمن ظلِ سبحانی ہنوز
غرق کردی کشتی دل سیل اشک | پس چرا این جوشش و طغیانی ہنوز
نقش گشتہ صورتِ تو بر دلم | لیک حسن تست لاثانی ہنوز
بارہا شد امتحان عاشقی | وائے نادانی کہ تو دانی ہنوز
نقد جان در رونمائی دادہ | اے دلم در فکر مہمانی ہنوز

چاک کردی سینہ و دل بارہا | دست انجم در گریبانی ہنوز

مطلع

ہم جو عاشق نہیں برائے ناز | کیا کوئی بارکش اٹھائے ناز

۱۱۱ ردیف سین مہملہ ۸

ہے نہ میری چشم تر سے ترسا اب کے برس | پھر برس جا ابر تر دو ایک بار اب کے برس
تا بہ دامن کر گریبان تار تار اب کے برس | جوش پر ہے اے جنون فصل بہار اب کے برس
تیرے سر سے اترے سارا بوجھ بھار اب کے برس | اپنے اوپر سے مجھے صدقے اتار اب کے برس
سال بھر جب ایڑیاں رگڑیں تو آتنے دن پھرے | اضطرار اگلے برس تھا انتظار اب کے برس
لوٹے کھجلاتے ہیں کیسے جنون پیچل مجھے | خار صحرا کو نہ رکھا امیدوار اب کے برس
تیرے چھلوں کے جو ہم نے کھائے ہیں گل سیم | پھیکے پھیکے ہو رہے ہیں لالہ زار اب کے برس

چھٹتے ہین پھر دلبری کا شوق ہے انکو ہوا — ہم بھی لے لین دل کسی سے مستعار اکبے برس

۱۱۲

کیا نہین باقی رہا انجم سا کوئی سر فروش
باندھے پھرتا ہے جو وہ قاتل کٹار اکبے برس

۹

بنگئی ہے درد درمان کی ہوس — بڑھگئی ہے صبح ہجران کی ہوس

پھر بہار آئی بڑھے پھر ولولے — ق — پھر ہوئی چاک گریبان کی ہوس

پھر نکلا گھر سے وحشت ہے ہمین — پھر ہوئی کوہ و بیابان کی ہوس

تیغ ابرو کا چلا ہمپر نہ وار — تھی جو دلکو تیر مژگان کی ہوس

کیون نہ کھٹکے دلمین کانٹے کیطرح — گل کی بلبل کی گلستان کی ہوس

ہمنشینو کیون نہ روؤن ہجر مین — کچھ تو نکلے چشم گریان کی ہوس

حال جنت سنکے واعظ کیا کرین — ہے ہمین تو کوئے جانان کی ہوس

مرمٹا ہون تیرا جلوہ دیکھکر — گور پر بھی ہے چراغان کی ہوس

۱۱۳

کھینچتی پھرتی ہے کانٹو پر ہمین
آسمان فصل بہاران کی ہوس

۷

گر نہ ہوتا ہمین وفا کا پاس — دیکھ لیتے تری حیا کا پاس

دل نہ توڑو یہ ہے خدا کا گھر — کیا نہین ہے تو خدا کا پاس

کیجیے ذبح دم لبون پہ ہے — آپ کیون کرتے ہین قضا کا پاس

کبھی بھولے سے پوچھ لے ظالم — چاہیے کچھ تو آشنا کا پاس

نام رکھتے ہو قاضی الحاجات — تو کرو میری التجا کا پاس

پانوں دھو دھو کے پیتے قاتل کے — گر نہوتا اُسے حنا کا پاس

۱۱۴ کیون نہین گھر مین آتے انجم کے — کیا نہین اپنے مبتلا کا پاس ۷

ردیف شین معجمہ

نہین ہمکو انجم کیسیکی تلاش — جو ہے بھی تو بس اُس پری کی تلاش

ترے واسطے ہم تو کھوئے گئے — ہماری نہ تو نے کبھی کی تلاش

سنا ہے وہ آتے ہین خنجر بکف — ہوئی ہے ہمین جان بری کی تلاش

انگوٹھی سلیمان کی درکار ہے — کہ ہے آدمی کو پری کی تلاش

جسے دوست سمجھے تھے دشمن ہے وہ — نہین اب ہمین دوستی کی تلاش

گھٹا اٹھی ہے آج مستانہ خوب — کرو میکشو میکشی کی تلاش

۱۱۵ بگڑتا ہے ناحق تو زہرہ جبین — ہے انجم کو تیری خوشی کی تلاش ۵

ہے دلمین اُنکے وصل کی تکرار کی خلش — ہمسے نکالتے ہین وہ بیکار کی خلش

کیونکر رقیب سے کھٹکے نہ اپنی نگاہ مین — بلبل کے دل سے پوچھے کوئی خار کی خلش

مرقد مین بھی نہ آئی ہمین نیند چین سے — مرنے پہ بھی رہی مژہ یار کی خلش

آنے نہ پائے لاش پہ بھی وہ ہزار حیف — جاتی نہین کسیطرح اغیار کی خلش

۱۱۶ سینے سے دلکو پھینک دے انجم نکال کے — جھگڑا چکے مٹے کہین ہر بار کی خلش ۵

انکو بغل مین دیکھکر جاتا نہو تو جاے ہوش
زلف سنگھاے ہے ہمین وہ یا رب ابھی نہ آئے ہوش

سیر چمن کو گر کبھی آئے مرا وہ سرو قد
بلبل و گل کے باغبان جھٹکیں نہین اُڑاے ہوش

ہوش نہ جیب سے ہے بجا آئے وہ ہمکو دیکھیے
غش نے تو یہ دکھا دیا اور نہ کچھ دکھائے ہوش

اپنا جنون منحصر فصل بہار پر نہین
یان تو خزان مین بھی کبھی ہمنے بجا نہ پاے ہوش

ایسا ہے جو اس تو بھولگیا خود اپنا نام
یاد دے کسکی آسمان ایسے ترے بھلائے ہوش

مطلع

اب اور نہین کچھ دل بیمار کی خواہش
باقی ہے فقط اک ترے دیدار کی خواہش

ردیف صاد مہملہ ۱۱۷ ۹

بے گناہ ہے تیری پناہ کی تخصیص
کہ ہے تجھی پہ ہر اک دادخواہ کی تخصیص

جو آپ سمجھے ہین مجرم ہمین تو کچھ نہین ڈر
کہ کی ہے آپہی نے دو گواہ کی تخصیص

فراق یار مین بے روئے بن نہین پڑتی
اثر کیواسطے کر دی ہے آہ کی تخصیص

نہ دل چراتے ہمارا نہ تم خجل ہوتے
ہے بے حجاب ہے نیچی نگاہ کی تخصیص

دکھا دے اور کوئی اپنا یار زہرہ جبین
جو آسمان نہین اُس رشک ماہ کی تخصیص

پہونچ ہی جاتے کبھی پھر پھرا کے در پہ ترے
یہ تونے کاہیکو کی ایک راہ کی تخصیص

تمام خلق خدا تجھکو چاہنے لگتی
لگا نہ دیتا اگر تو نباہ کی تخصیص

وہ مجھسے کہتے ہین تم چاہتے نہین مجھکو
مرے ڈبونیکو کرتے ہین چاہ کی تخصیص

١١٨ ٥

ہے تیری ذرہ نوازی کی یہ دلیل ادنا
کہ آسمان کے ہے ہمراہ جاہ کی تخصیص

بدلا نہ مجھ فقیر کی تقدیر کا خواص
تھا خاک پاے یار مین اکسیر کا خواص

جاتی ہے جان سیکڑونکی اک اشارہ مین
ابروے یار رکھتے ہین شمشیر کا خواص

دل پیچ و تاب مین جو رہا کرتا ہے مدام
سیکھا ہے کسکی زلف گرہ گیر کا خواص

تیری وفا کا دل مرا پابند ہو گیا
رکھتی ہے تیری زلف بھی زنجیر کا خواص

سینہ کو توڑ کر نہ کرے دلمین تیرے گھر
انجم نگاہ یار مین ہے تیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ

١١٩ ٦

یان کفر سے غرض ہے نہ اسلام سے غرض
بس ہے اگر غرض تو ترے نام سے غرض

عیش و نشاط زیست ہے سب آپ سے حصول
یان شیشہ سے غرض ہے نہ ہے جام سے غرض

تم پاس ہو اگر تو برابر ہے رات دن
کچھ صبح سے غرض ہمین شام سے غرض

دل پھیر دیجیے نہ بگڑیے حضور آپ
یان بوسے سے غرض ہے نہ دشنام سے غرض

پڑ رہنے پھر کو دیجیے در پر ہمین جگہ
راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے غرض

آنکھین دلا لمین ہمین رونے کیواسطے
ناکامیون سے کام نہ ہے کام سے غرض

١٢٠ ٥

انجم کا شعر کہنے سے بکنا مراد ہے
تحسین سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

سب چلے آؤ اگر دم بھر کو تم تو یہ جاتا رہے فی الفور مرض
کہ نہیں ہے بجز بیمارئ غم ہجران مجھے کوئی اور مرض

نہیں کہتا مین تمسے کہ چارہ کرو مگر آکے کبھی کبھی دیکھ تو لو
کہ سمجھتا نہیں ہے طبیب کوئی ہے تمھارے ہی قابل غور مرض

مرے عیسیٰ دم مرے بی پروا نہ علاج سے پھیر ہاتھ اٹھا
نہیں بچنے کا یہ مریض ترا کہ ہے بڑھتا چلا بے طور مرض

نہیں اسکا تعجب یار ذرا اگر مرے دلمین درد ہو رہ رہ کر
کرے غفلت عیسیٔ دوران جب تو نہ بڑھے کیونکر درد مرض

تجھے انجم درد فراق بھلا کیون چین سے اٹھنے بیٹھنے دے
وہ مسیح نہ جب کچھ رحم کرے کرے کیون نہ جفا و جور مرض

۱۲۱ ردیف طاے مہملہ ۵

کبھی لکھتا ہون مین انکو اگر خط
چلا جاتا ہے قاصد بھول کر خط

نہین آزاد کر سکتے ہین وہ
لکیرین اپنے ماتھے کی ہین سر خط

جو تم بے اعتنائی سے نہ لکھتے
نہ دیتا ہمکو قاصد پھینک کر خط

مری قسمت سے بھولا نام قاصد
نہ لکھتے تمتو ورنہ عمر بھر خط

۱۲۲ ۵

خوشی سے اٹھ کے انجم پانون چومے
کہ لایا یار کا ہے نامہ بر خط

ہمنے تو کی نہ تھی الم و غم سے احتیاط
پھر کیا سبب جو انکو ہوئی ہے احتیاط

دل پر بلا کے پیچ نہ پڑتے ہزار ہا
کرتی جو انکے گیسوے پر خم سے احتیاط

دشمن تو اک طرف ہمین فرقت مین ہے تری
یار و رفیق و مونس و ہمدم سے احتیاط

ہاتھ آگیا ہے جب سے ترے پانکا اگال
زخم جگر کو ہو گئی مرہم سے احتیاط

انجم ڈبو نہ دے یہ کہین آبرو تری
لازم ہے تجکو دیدۂ پرنم سے احتیاط

۱۲۴ ردیف ظائے معجمہ ۷

کچھ ہمارا نہین کرتے کبھی اغیار لحاظ
پر تمھارا ہمین آجاتا ہے ہر بار لحاظ

گفتگو کرتے ہین بیباک جو ہمسے ہوکر
کیا کرین وہ کہ اٹھا دیتی ہے تکرار لحاظ

حیف جی بھر کے اُسے دیکھ نہین سکتے ہم
کرنے دیتا نہین آنکھین بھی ہین چار لحاظ

ساتھ اشکون کے بہائیگا کہانتک اسکو
کچھ لہو کا تو کرا و دیدۂ خونبار لحاظ

وصل پر روز کیا کرتا ہے ٹالے بالے
کب تلک کوئی کرے او بت عیار لحاظ

خواب ہی مین کہین سینے سے لپٹ جا آکر
اپنے عاشق سے ہے پیارے تجھے بیکار لحاظ

وصل کا بار جو وعدہ نہین کرتا انجم
منھ سے کہلنے نہین دیتا ہے اقرار لحاظ

۱۲۴ ۵

نہین ہمکو ساقی کسیکا لحاظ
اگر ہے تو کچھ بیخودی کا لحاظ

اٹھاتے ہین باتین جو نیکی کا ہم
ہے حضرت صاحب سب پہ ہی کا لحاظ

اٹھا دون ابھی بزم سے غیر کو
مگر ہے تری برہمی کا لحاظ

نہین دشمنی سے اٹھاتے وہ ہاتھ
کرون کب تلک دوستی کا لحاظ

۱۲۵
یونہی رسم انسے جو انجم رہا
نکل جائیگا اُنکے جی کا لحاظ
۵

دم رخصت جو اُنسے کہکے مین اُٹھا خدا حافظ
لگے جھنجھلا کے وہ کہنے بہت اچھا خدا حافظ

جو مین جاتا ہون اُٹھکر فی امان اللہ کہتا ہون
ترے منھ سے نہ او کافر کبھی نکلا خدا حافظ

کہا ہے کسنے تمسے جو سوچا تو جاکے بتخانے کو
تمہارے زاہد واب دین و ایمان کا خدا حافظ

حفاظت مین وہ دیکھے غیر کی تجھکو قیامت ہے
کبھی جو بدگمانی سے نہو کہتا خدا حافظ

۱۲۶
سنا ہے آج وہ بہت خوب ہی بن ٹھن کے آتا ہے
ترے دلکا ارے او انجم شیدا خدا حافظ
۵

ایک دل ہی نہین الفت کے اثر سے محفوظ
کان تک تیرے ہین مرنے کی خبر سے محفوظ

اُسنے عشقون کیا جن جنکے خدائی بھر کو
نرہا کوئی تری شوخ نظر سے محفوظ

اک نہ اک عیب لگا ہی دیا تونے ایدل
وہ بشر کون ہے جو ہے تری شر سے محفوظ

کیون نہو نام خدا آپکا کورا پنڈا
کہ ہے دل داغ محبت کے اثر سے محفوظ

ہم بیان کس سے کرین دلکی خرابی انجم
آبرو تک نرہی دیدۂ تر سے محفوظ

۱۲۷ ردیف عین مہملہ ۷

گر جفا کی نہو وفا مانع
کوئی ظالم نہین ترا مانع

چارہ گر کے اٹھی تو ہین ہاتھ
ہوگئی دردکی دوا سانع

سامنے تیرے دم نہ نکلا ہائے
حسرتون کی ہوئی قضا مانع

کیون نہ الٹی نقاب چہرے سے
حشر کی کیون ہوئی حیا مانع

کیون نہ پھیری چھری رکا کیون ہاتھ
تیرا جلاد کون تھا مانع

چھوڑ کر پردہ ہٹ گیا وہ شوخ
نالہ دیدار کا ہوا مانع

۱۲۸ — ۹

آسمان اس قمر کے آنیکا
ہوا اظہار مدعا مانع

بیوفائی کے لیے گر نہین پیمان مانع
جو ستم چاہو کرو کون ہے ایجان مانع

ہوتے ہم دیکھکے پہلو مین انھین شادی مرگ
گر شب وصل نہوتا غم ہجران مانع

اپنے تلوون ہی کے نیچے انھین مل ڈالین کبھی
تیرے نظارے کے ہین دیدۂ گریان مانع

غیر ممکن تھا ترے ہجر مین جینا لیکن
ایکدم جینے کے ہین سیکڑون ارمان مانع

ہائے کیون چھوڑ دیا سینے مین تونے قاتل
حسرت دل کے نکلنے کا ہے پیکان مانع

کیون نہ کی چارہ گری اپنے مریض غم کی
کہیے تو کون تھا اے عیسیٔ دوران مانع

توڑ کر ہم تو قفس تجھکو رہا کر دیتے
خوف صیاد سے ہے او بلبل نالان مانع

چھپ کے راتونکی اندھیرے مین نکلتا ہے حبش
کون سے ہے دنکو ترا اے مہ تابان مانع

کیا ہی دل کھول کے نالے کرون زیر دیوار
آسمان ہو نہ اگر یار کا دربان مانع

۱۲۹ ردیف غین معجمہ ۴

زخم ہوتے جاتے ہین چھل چھل کے داغ
کسکو دکھلاؤن الٰہی دل کے داغ

دیکھتے ہی چاند سا مکھڑا ترا
پڑ گیا دل مین مہ کامل کے داغ

سامنے غیرون کے کیا کھولون زبان
کچھ کا کچھ دیوین نہ یہ سب دل کے داغ

۱۳۰ داغ موسیٰ نے دکھایا ہاتھ کا
آسمان تو بھی دکھا دے دل کے داغ ۵

کسکی بلا کو ہے غرض سیر چمن کو جائے باغ
قطعہ
اپنے جگر کے سامنے آنکھون مین کیا سمائے باغ

چھلے کے تیرے ہمنے گل کھائے جو ہین ہزار ہا
سینہ ہمارا آپ ہے سرو روان بجائے باغ

دیکھنے کے گلون کے ہین لالے پڑے ہوئے ہین
جائے خزان بہار آئے جلد خدا دکھائے باغ

تا کوئی آنکے باغبان کیون نہ اڑین گلونکے ہوش
بھر گئی ہے دماغ مین بلبلون کے ہوا سے باغ

کس مین ہین ایسی قدرتین حضرت من تیرے باغبان
باغ کو تو بنا سے دشت دشت کو تو بناسے باغ

خون سے ہمارے قاتلا جو ہرون کا چمن کھلا
تیغ کی دھار پر ترے زخمی سنے ہین لگا سے باغ

دلکو تمہارے آسمان لے گیا کون غنچہ لب
سینے پہ ہاتھ رکھکے کیون کہتے ہو تم کہ ہاے باغ

ردیف فا ۱۳۱ ف

لیچلی وحشت بیابان کیطرف
ہاتھ دوڑا جیب و دامان کیطرف

اے مسیحا آنکھ اٹھا کر دیکھ لے
اک نظر بیمار ہجران کیطرف

دل نہین لیتے تو بتلا دیجئے
میل ہے ایمان کیا جان کیطرف

دیکھ لو میرے دل پر داغ کو
کیون چلے صاحب گلستان کیطرف

جذب مقناطیس ہے الفت مین بھی
دل کھنچا جاتا ہے پیکان کیطرف

رات گذری تارے ہی گنتے ہوئے
پھیلی تھی آنکھ افشان کیطرف

۱۳۲ ف

آسمان آنسو تو گنتے ہی نہین
دیکھو مت کیجئے گریبان کیطرف

نہ تھا دل ہمارا کبھی غم سے واقف
مگر اب ہے آپکے دم سے واقف

یہ بتلاؤ ہمکو کبھی پہچانتے ہو
ہمین کیا جو ہو سارے عالم سے واقف

عبث آتی ہے روز گھر گھر کے بجلی
نہین کیا مرے دیدۂ نم سے واقف

انھین حال دل کسطرح لکھ سکے ہین
نہ ہم اُنسے واقف نہ وہ ہمسے واقف

۱۳۳ — ۵

دکھایا اثر آہ نے اپنی انجم
کہ ہوتے چلے ہین وہ اب ہمسے واقف

کیا ہمنے نہ اپنی جان کا خوف
رہا لیکن تمھاری آن کا خوف

کیا کرتا ہے تو پامال دل کو
نہین کافر تجھے ایمان کا خوف

گلی مین تیری آسکتے نہین ہم
کہ ہے ظالم ترے دربان کا خوف

نہ گھٹتا ایک بوسے مین ترا کچھ
تجھے ناحق ہوا نقصان کا خوف

کبھی دل کھول کر رو لیتے انجم
نہ ہوتا گر ہمین طوفان کا خوف

ردیف قاف

۱۳۴ — ۱۱

ترے ناز تو ہین اُٹھانے کے لایق
مگر دل نہین تاب لانے کے لایق

نہ کہنے دیا جوش گریہ نے اُنسے
جو کچھ حال دل تھا سنانے کے لایق

اسی دل نے آفت مین ڈالا ہے مجھکو
یہی ہے تمھارے ستانے کے لایق

رہا تیری فرقت مین اب دل ہمارا
نہ آنے کے لایق نہ جانے کے لایق

ترے [illegible] مین دل نہ [illegible] تو کیا ہو
کہ سر ہی نہین اب اُٹھانے کے لایق

ہمارا بھی کچھ امتحان آپ کرتے
سمجھنے اگر آزمانے کے لایق

دیا ایک بوسہ نہ تمنے مریجان
نہ سمجھے ہمین منھ لگانے کے لایق

عوض سنگ کے نصب کر میری آنکھین
کہ ہین یہ ترے آستانے کے لایق

چہ میگوئیان کیون نہ ہمسے کرین وہ
ہوے ابتو باتین بنانے کے لایق

جو سرمہ نہ ہوتا تو یہ دل نہ ہوتا
نگاہون مین انکے سمانیکے لایق

۱۳۵ حسین تو بہت ہین زمانے مین انجم
مگر ہم نہین دل لگانے کے لایق ۱۰

او دل آزار مرے دلکو دکھایا ناحق
تجکو جانا ہی اگر تھا تو پھر آیا ناحق

ساتھ غیرونکو مری قبر پہ لایا ناحق
میرے مُردے پہ ستم تمنے یہ ڈھایا ناحق

تمنے نظرون سے گرا کر جو مجھے مارا تھا
دھوم سے میرے جنازے کو اُٹھایا ناحق

سارے عالم کی اگر آپکو کرنا تھی سیر
گھر مرے دلمین مریجان بنایا ناحق

ہمسے ملنے مین اگر خوف تھا رسوائی کا
اسقدر رسم مریجان بڑھایا ناحق

کیا خبر تھی کہ وہ اُٹھتے ہی چلے جائینگے
نیند سے ہمنے انھین ہاے جگایا ناحق

تھا مٹانا ہی اگر نام ونشان کا میرے
میرے اسد مجھے تونے بنایا ناحق

چاہنے والا ترا تھا کوئی کافر تو نہ تھا
جیتے جی تونے مجھے یار جلایا ناحق

لوگ ہنستے ہوے رو دیتے ہین باتون پہ مری
اپنی محفل مین مجھے تمنے بلایا ناحق

۱۳۶ آسمان ظلم اُٹھانیکی اگر تاب تھی
ایسے بیرحم سے دل تمنے لگایا ناحق ۸

نالۂ دل کو وہ سنکر نکل آیا ناحق
اُسکے آرام مین انجم خلل آیا ناحق

قتل کرنیکو مرے سیدھی نگہ کافی ہے
تیرے ابرو پہ ستمگار بل آیا ناحق

لوگ کہتے ہین وہ آتے ہین ترے دیکھنے کو
نیل اسوقت مین آنکھون سے ڈھل آیا ناحق

سخت جانی مری اسکو بھی کریگی ناقص
اپنی تلوار کو قاتل بدل آیا ناحق

تھا جو مشتاق تو آنکھونسے تجھے آنا تھا
کوے جانان مین وہ لا سر کے بھل آیا ناحق

مین تو مرتا ہون اداؤن پہ تری او قاتل
کان تک پھر مرے نام اجل آیا ناحق

تھا مرے خون سے ہاتھ اسکو جو رنگین کرنا
مہندی پھر جا کے وہ جلاد مل آیا ناحق

۱۳۷ میری فریاد کی تاثیر کا قائل جو نہ تھا
گھر سے انجم وہ تڑپکر نکل آیا ناحق ۷

میری جانب ترا تیر نظر آیا ناحق
توڑ کر سینہ مرے دل مین در آیا ناحق

باتین اغیار کی سن سنکے لگے رونے ہم
کان تو بھر چکے تھے دل بھی بھر آیا ناحق

تھا کھنچا رہنا ہی منظور اگر مجھسے تجھے
عرش سے دل مین مرے پھر اتر آیا ناحق

خود بخود ٹوٹ گئے ٹانکے مرے زخمونکے
دیکھنے کو مرے وہ بد نظر آیا ناحق

ہجر دلدار مین ہے جینے سے مرنا بہتر
چارہ سازی کے لیئے چارہ گر آیا ناحق

جان تھوڑی سی ہے باقی ابھی میرے تنین
تو خبر لینے کو او بیخبر آیا ناحق

۱۳۸ چاندنی رات مین آنا تھا اُسے گھر میرے
آسمان دن کو وہ رشک قمر آیا ناحق ۶

ترے وحشی کے دم تک تھی تری سرکار کی رونق
کہان باقی ہے وہ اب کوچہ و بازار کی رونق
اڑی ہین شہرتین ہر سو مجھے چورنگ کرینسے
نکیون دونی ہوا سے قاتل تری تلوار کی رونق
بچائے رکھ جہانتک ہو سکے گلچین کی نظرون سے
گلون کے دم سے ہے او باغبان گلزار کی رونق
مرے اشکون نے کی ہے میری پلکون کی وہ آرایش
جو دیکھی قطرۂ شبنم سے نوک خار کی رونق
تمھارے عکس رخ سے کیون نہو سینہ مرا روشن
کہ ہوتی چاندنی سے ہے در و دیوار کی رونق
ہماری حسرت دل نے ہمین بھی خاک کرڈالا
جو انجم دیکھی سرمہ سے نگاہ یار کی رونق

ردیف کاف

مری کیون زبان کو کاٹا کہ نکرسکون بیان تک
ارے او ستم کے بانی یہ ترے ستم کہان تک
مری بیخودی نے مجھکو کیا محو دید ایسا
کہ پئے ادائے مطلب نہ ہلا سکا زبان تک

ہمیں کسطرح یقین ہو کہ ملے گا یار ہمسے
کہ اثر کا خاتمہ ہے فقط اپنی ہی فغان تک

کبھی ہمنے بت کو پوجا کبھی چوما سنگ اسود
نہ ہوئی مگر رسائی ترے سنگ آستان تک

کہو یار ہن سینے خونکا کردن کیا دکھا کے دعویٰ
کہ مٹایا چارہ گر نے مرے زخم کا نشان تک

تجھے اپنا زور بازو بھلا کسطرح ہو ثابت
کہ نہ آیا پوچھنے کو کوئی تیر سے نیمجان تک

١۴٠ تجھے دل کے جلنے کا کیوں ہوا آسمان تعجب
جو یہی ہے سوز فرقت تو پھکینگی ہڈیاں تک ٧

بٹھا کرینگے مجھسے ہٹکے حضور کب تک
معتوب ہی ہوگا میں بے قصور کب تک

بیتاب ہوں کہ دلکی تاب و توان کھویا
تڑپا کریگا ناحق یہ ناصبور کب تک

ہم آج چھوڑتے ہیں آستانہ پر یہ بتلا
زاہد ملینگے ہمکو حور و قصور کب تک

اس انتظار کی حد معلوم کچھ تو ہو
بخشیگا تیرا جلوہ آنکھوں کو نور کب تک

حسن و دروزہ پر تو نازان عشق ہے آشنا
آخر غرور تیرا او پر غرور کب تک

تاکے رہینگے جاری آنکھوں سے اپنی آنسو
رحمت سے تیری ہوگا یہ رنج دور کب تک

١۴١ جیتا تو دیکھ لیتا انجم وہ شان شوکت
آخر تمہارا صاحب ہوگا ظہور کب تک ٥

نہ کیا تو نے کبھی وعدہ ملاقات کا ٹھیک — نہیں وعدہ شکن تیری کسی بات کا ٹھیک

کام رکھتے ہیں ترے ہجر میں ہم رونے سے — نہ یہاں درد کی تخصیص نہ دن رات کا ٹھیک

کب سزاوار لگے لگانیکی ملیگی ہمکو — نہ کیا آپ نے اظہار ملاقات کا ٹھیک

جگر و دل ہی کے جھگڑے میں اٹھاتا ہوں — ملے کچھ ہوتا نہیں آپکی سوغات کا ٹھیک

۱۴۲ — ع

وسوسے سیکڑوں دن آئے جو نہ آیا وہ یار

آسمان کچھ نہ رہا اپنے خیالات کا ٹھیک

کل تلک جس ناتوان کا تھا گذر گلزار تک — آج جا سکتا نہیں وہ سایہ دیوار تک

ضعف سے مجھ ناتوان کے پانوں اٹھ سکتے نہیں — تو ہی لیچل جوش وحشت کوچہ دلدار تک

مر گئے ہم سر پٹک کر تیرے دروازے پہ حیف — تو نے دکھلایا نہ ہمکو آخری دیدار تک

چپ ہی رہتا ہے سوال وصل پر وہ ہوشیار — ملے اقرار اک طرف کرتا نہیں انکار تک

دامن و جیب و گریبان پھاڑتا تو اک طرف — توڑ ڈالے ہیں جنون نے آنسوؤں کے تار تک

زخم خندان دیکھکر میرے دل رنجور کے — کھل کھلا کر ہنس پڑا وہ قاتل خونخوار تک

۱۴۳ — ۵

بھیڑ ہوگی عاشقوں کی جبکہ نکلیگا وہ ماہ

بند ہو جاینگے انجم کوچہ و بازار تک

روز تو کرتا ہے ایجاد نیا ایک سے ایک — پڑھتے جاتے ہیں ترے جور و جفا ایک سے ایک

وائے محرومی طالع جو لیا نام وصال — ہو گیا ہونٹھ تک اپنا جدا ایک سے ایک

کس لقب سے میں تجھے یاد کروں بتلا تو — نام اعلی سے ہے ترا نام خدا ایک سے ایک

دل کو تھاسون ارے ظالم کہ جگر کو روکون	۱	کہ یہان تو ہین تڑپنے مین وا ایک سے ایک

۱۲۴

کسطرح ہوش رہین اپنے بجا اے انجم

اُسکے ہین ناز و ادا ہوش رُبا ایک سے ایک

۱۱

مجھسے رہیگا جدا یار مرا کب تلک	سینے مین تڑپیگا دل بار خدا کب تلک
پاس سے اُٹھکر مرے جاتے تو ہین آپ آج	یہ تو بتا دیجیے آئیے گا کب تلک
مین بھی نہ بولونگا اب تمسے خدا کی قسم	دیکھون تو رہتے ہو تم مجھسے خفا کب تلک
اے صنم سیمبر بہر خدا غور کر	عاشق ناشاد پر جور و جفا کب تلک
آیا نہ وہ یار ادھر اور نہ بلایا مجھے	ہاتھ بھی دُکھنے لگے مانگون دعا کب تلک
ایکدن اُکتا کے اب جان ہی دیدونگا مین	صدمۂ فرقت سہون روز بھلا کب تلک
دیکھ ہی لونگا تمھین ایک نہ اک دن ضرور	دیکھون تو کرتے ہو تم شرم و حیا کب تلک
کوئی ستارہ شناس آئے تو پوچھون مین	مجھسے ملیگا مرا ماہ لقا کب تلک
ایک دن آنا انھین ہوگا میرے گھر ضرور	دیکھون تو کرتے ہین وہ عذر حنا کب تلک
میرے مسیحا سے یہ جا کے کوئی پوچھ آئے	ہجر کے بیمار کو ہوگی شفا کب تلک

انجم ناشاد کی حاجتین جو کچھ کہ ہین

اے مرے مشکلکشا ہون گی روا کب تلک

ہمین اور عشق سے توبہ کرینگے زاہد	۸	یہی چرچا ہے ہر سو لامکان تک
دکھا کرینگے تکو ہم گھور گھور کب تک	مطلع	بھاگا کرو گے ہمسے تم دور دور کب تک

ردیف کاف فارسی

۱۲۵ — ۹

میری جانب سے آ کے جا جا کے سمجھاتے ہین لوگ
وہ نہین سننے کا ضد بیکار رو لواتے ہین لوگ

شعلہ خو میرا سنے مجھ دل جلے کا حال کیون
آگ مین آگ اور بھی ناحق لگاتے ہین لوگ

میرے مرنے پر انھین کیون یہ شک ہے پوچھو کوئی
کیون سر بالین سے بیکار چلاتے ہین لوگ

کوئی کہتا ہے تجھے جلاد کوئی سنگدل
تیری جانب سے مجھے آ آ کے دھمکاتے ہین لوگ

مین نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون سکتا ہون پڑا
جھوٹ سچ قسمین تمھارے سامنے کھاتے ہین لوگ

دوستی کے پردے مین کرتے ہین مجھسے دشمنی
تمکو پھر اگلی جفائین یاد دلواتے ہین لوگ

تیری محفل مین مرا آنا جو انکو بار ہے
چھیڑ کر تجھکو مجھے باتین ہی سنواتے ہین لوگ

تم سے اور وعدہ وفا ہو یہ ہمین باور نہین
قسمین دیکر تمکو ناحق جھوٹھ بلواتے ہین لوگ

۱۲۶ — ۸

بار آیا آسمان انکی ہوا خواہی سے مین
آگ دل کی اور بھی آ آ کے بھڑکاتے ہین لوگ

میرے آنے سے تمھارے پاس گھبراتے ہین لوگ
بیٹھتا ہون مین اگر دم بھر تو اٹھ جاتے ہین لوگ

گر کبھی بھولے سے بھی آجاتا ہے میرا خیال
جھوٹ سچ باتین بنا کے انکو بہلاتے ہین لوگ

پاؤن مین مہندی وہان ملتا ہے جب وہ حیلہ جو
خون کے آنسو ہمین آ آ کے رلواتے ہین لوگ

یون تو اسکے سامنے سب اپنی اپنی کہتے ہین

جب ہمارا ذکر آتا ہے تو اُکتاتے ہین لوگ
ایسے اُلجھے ہین سلجھے دل کی گتھی کسطرح
دیکھکر مجکو اُنھین باتون مین اُلجھاتے ہین لوگ
تم نہ مانو گر تو کیون عاشق کو پھر روکے کوئی
کھینچتے ہو ہاتھ تم تو پاؤن پھیلاتے ہین لوگ
کیا اُنھون نے کچھ بگاڑا ہے مرا تبلاؤ تو
سامنے آتے ہوے کیون میرے شرماتے ہین لوگ
کر دیا مشہور ظالم اُس کو ناحق آسمان
وہ تو خود ایسا نہین پر اسکو سکھلاتے ہین لوگ

۱۴۷ ردیف لام ۱۴

مرغوب ہے جو صحبت اغیار آجکل
ناحق خفا ہے مجھسے مرا یار آجکل
پہلو مین اپنے ہے جو وہ دلدار آجکل
ہے سرد حسن و عشق کا بازار آجکل
اے شوخ تیری بات کا ہے اعتبار کیا
وہ قہقہے وہ صحبتین وہ دل لگی کہان
ٹھوکر لگا کے یار جگاتا نہین مجھے
جوبن پہ ہے حضور کا دربار آجکل
ہے اپنی زندگی مجھے دشوار آجکل
پھولا نہین سماتا دل زار آجکل
کوئی نہین ہے دل کا خریدار آجکل
ہے وعدۂ وصال مین ہر بار آجکل
اب بیٹھے روتے ہین پس دیوار آجکل
سوتے ہین میرے طالع بیدار آجکل

آتا نہ تیرے کوچہ مین ایجان جان کبھی / پر دل نے کر دیا مجھے ناچار آجکل

روتے ہین یاد مین در دندان یار کی / ہے چشم تر ہماری گہربار آجکل

جب دیکھتے ہین مجھکو تو از راہ طعن وہ / کہتے ہین کیا ہوا تجھے آزار آجکل

مجھ سخت جان کے قتل سے کیون ہاتھ اٹھا لیا / کیون باندھتے نہین ہین وہ تلوار آجکل

بوسہ جو لے لیا ہے تری چشم مست کا / دشمن ہوے ہین ابروے خمدار آجکل

سینا عبث ہے چاک گریبان کا دوستو / ممکن نہین رہے جو کوئی تار آجکل

۱۴۸ یار و رفیق اپنا بجز نالہ و فغان
انجم ہوا نہ کوئی بھی زنہار آجکل ۵

تری جدائی کی اے مسیحا نہین ہے اب دلکو تاب بالکل
شکیب و صبر و قرار نے تو دیا ہے ہمکو جواب بالکل

اٹھا کے بیٹھو تم اپنے رخسے اگر میرجان نقاب بالکل
ابھی تو ہو کر خجل چھپے گا یہ ماہ زیر سحاب بالکل

جو تیری الفت یوہین رہیگی نہ چین ہوگا مزار مین بھی
نہ آنے دیگا خیال تیرا ہماری آنکھون مین خواب بالکل

یہ آتش عشق شعلہ رویان جلائیگی آگے دیکھین کیا کیا
دل و جگر تو ابھی سے یارو [illegible] جلکر کباب بالکل

اگرچہ فرقت کی بات ہوتی تو پھر [illegible]

۱۴۹

یہ بیقراری سے نے دل کی انجم کیا ہے تمکو خراب بالکل ۵

ہمتو ہین اپنی خطا کے قائل
وہ نہین جور و جفا کے قائل

اسکی قدرت مین نہین انکو کلام
بت بھی ہین میرے خدا کے قائل

دلکو کس ناز سے لے لیتا ہے
ہم تو ہین تیری ادا کے قائل

ہمتو قادر یہ ہین کہتے ہین تمھین
کیون وہ کرتے ہین دعا کے قائل

۱۵۰

وہ بھی پھرنے لگے انجم آہین
جو نہ تھے آہ رسا کے قائل

۹

الٰہی کوئی ہوا کا جھونکہ دکھا دے چہرہ اڑا کے آنچل
کہ جھانکتا بھی ہے وہ ستمگر تو کھڑکی مین لگا کے آنچل

ضرور ڈھائیگا کوئی آفت ضرور فتنہ بپا کرے گا
یہ تیرا اٹکھیلیون سے چلنا جھکا کے گردن اٹھا کے آنچل

جو تمکو منظور ہے پھر آنا تمھین کہو پھر یہ کیسا جانا
جتا کے غصہ سنا کے باتین بڑھا کے تیوری چھڑا کے آنچل

سنی جو پانوٗن کی میرے آہٹ تو کیا ہی بن ٹھن کے سو رہے وہ
جو مین نے تلوے ملے تو فوراً الٹ دیا مسکرا کے آنچل

زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے یارب
ادا کرو نہیں ترا دوگانہ کھڑے رہین وہ بچھا کے آنچل

ضرور ہین کچھ نہ کچھ کشیدہ کہ رہتے ہین وہ دور دور ہم سے
جو پاس بھی آکے بیٹھتے ہین تو زیر زانو دبا کے آنچل

تمھین ہے صاحب لحاظ کسکا یہ کوسنا چپکے چپکے کیسا
دعا کرون مین رگڑ کے ماتھا کہو تم آمین اٹھا کے آنچل

ترا یہ بوٹا سا قد قیامت یہ چال متوالی آفت آفت
یہ پیاری صورت ستم دوپٹہ غضب کی رنگت بلا کے آنچل

سمجھ لے یہ دلمین آسمان تو وہ لوٹ ہین تیرے لوٹنے پر
جو اوڑھ کر لٹ پٹا دوپٹہ لٹاتے ہین ادا سے آنچل

۱۵۱ ردیف میم ۱۴

دیکھکر اُس یار کی تنویر ہم — خود سراپا بنگئے تصویر ہم
کچھ گلہ تجھ سے نہین اے جانجان — کر رہے ہین شکوۂ تقدیر ہم
ڈر ہے آزردہ نہو وہ تندخو — حال دل کیونکر کرین تحریر ہم
مانی و بہزاد خود حیران ہین — کس سے کھنچوائین تری تصویر ہم
یاد جب آتے ہین عارض یار کے — چومتے ہین کھول کے تفسیر ہم
جور اُس تیغ کے سہینگے کب تلک — تیرے ہاتھوں آہ بے تاثیر ہم
مثل نقش پا پڑے ہین خاک پر — تیرے کوچے مین بت بے پیر ہم
آہ و زاری بیقراری شوق و ذوق — کر چکے سب یار کو تحریر ہم

ظلم جو چاہو سیاں کر لو تم — ہونگے روز حشر دامنگیر ہم
اے ہوس لاکے کہاں پالے یار — کیا بنا سکتے نہین اکسیر ہم
کسطرح اُس دشمن جاں سے ہو وصل — کیا کرین اے دوستو تدبیر ہم
مر مٹے اسواسطے اے جانجاں — خاک بنکر ہونگے دامنگیر ہم
جس طرف دیکھو ہماری آہ ہے — بنگئے ہین ابر عالم گیر ہم

۱۵۲
شوق نظارہ جو ہے اُس رخ کا — جاتے ہین انجم مثال تیر ہم
۱۰

دل تڑپ کر رہگیا تجھ بن صنم — پھر گیا ہونٹون تلک آ آکے دم
دل تو میرا لے لیا دے دے کے دم — اُس پہ کہتے ہو نہین دمباز ہم
دے دیا بے عذر دل اُس شوخ کو — سچ یہ ہے ہین لائق تعزیر ہم
کیا خطا مجھسے ہوئی جو آپ نے — کر دیا موقوف آنا ایک قلم
تنکے چننے مین گذر جاتا ہے دن — رات بھر تارے گنا کرتے ہین ہم
دردسر کا یہ بہانہ ہے عبث — مین نہ مانونگا ترے سر کی قسم
اے دل بیتاب بنجا نامہ بر — یار کو ہم نامہ کرتے ہین رقم
وہ مسیحا تو نہ آئیگا کبھی — رک رہا کیون آنکر آنکھون مین دم
حسرت و حرمان کا لشکر ساتھ ہو — لاش بھی اُٹھے تو با جاہ و حشم
آسمان عاشق تمھارا ہے تو ہو — استقدر کرتے ہو کیون ظلم و ستم

ہر دم ہزارون روز کے ظلم و ستم اور ایک ہم
یارب یہ سو بیداد گر دو لاکھ غم اور ایک ہم

۱۵۳ — ۵

ساری خدائی ہو تری ہمکو کسی سے کیا غرض
میدان محشر مین بھی ہو اک وہ صنم اور ایک ہم

ہوش مین جب آسمان آتے ہین ہم — اپنے آپے سے گذر جاتے ہین ہم
وصل کی شب بات بھی کی تو یہ کی — رات آئی ہے بہت جاتے ہین ہم
منھ کفن سے ڈھانپ لین ہم کس لیے — اے اجل کیا تجھ سے شرماتے ہین ہم
ہجر جانان مین نہ آئی موت بھی — اس ندامت سے موے جاتے ہین ہم
خون دل پیتے ہین ہجر یار مین — لخت دل اے دوستو کھاتے ہین ہم

۱۵۴ ردیف نون ۶

جو صبح وصل وہ جانیکا نام لیتے ہین — ہم اپنے ہاتھون سے دل اپنا تھام لیتے ہین
یہی تھا حسن کا شہرہ کہ خود بکے یوسف — وہ اک ادا پہ ہزارون غلام لیتے ہین
خدا بھی پوچھے گا مجھسے تو صاف کہدونگا — یہ مجھسے چاہنے کا اتہام لیتے ہین
صدا چمن سے جو آتی ہے روز چٹ چٹ کی — بلائین غنچے تری صبح و شام لیتے ہین
بھلا جواب سخن کی امید کیا اُنسے — اشارے سے جو ہمارا سلام لیتے ہین

۱۵۵ — ۱۳

اثر ہوا مرے نالون مین اسقدر انجم
کہ سُنکے دل کو وہ ہاتھون سے تھام لیتے ہین

نہ پھندا ہے نہ کوئی پیچ گیسوے مسلسل مین
سُنا ہے سیر گلشن کو وہ مست ناز آتا ہے
ہمارا ذکر سُنکر پیتا ہے دانت اک عالم
ہوے ہم خاک جلکر دل مگر اتبک سلگتا ہے
یہ کسکے سامنے دُہرا لیا آنچل ارے ظالم
نہین اچھا یہ صاحب روز کا عذر فراموشی
اُٹھا کر دونون ہاتھونکو وہ بت انگڑائی لیتا ہے
الٰہی سخت حیران ہون لگی دلکی بجھے کیونکر
پرستش کو عبث تو اُسکی زاہد منع کرتا ہے
ارے جادو نگہ کافر نہ ہون گر غیر چشمک زن
خرام ناز پر تیرے ستمگر کون مرتا ہے
یہ او صیاد کسکو حسرت پرواز نے ملا

الٰہی آگیا پھر یہ دل کم بخت کس بل مین
بھلا دین آج ہم بھی وہ جہانکو ایک بوتل مین
لگا کر آپسے دل پڑ گئی ہے جان کل کل مین
دبا رکھا ہے اس چھوٹی سی چنگاری کو بھوبل مین
یہ کسکی آنکھ کے ڈورے پڑے ہین تیری ہیکل مین
کرو پھر وصل کا وعدہ گرہ دو پہلے آنچل مین
نہ دیکھا ہوئے جسنے دیکھلے وہ چاند کنڈل مین
نہ کوئی قطرہ آنکھو نہین نہ کوئی بوند بادل مین
خدائی کے کرشمے ہین بھرے جس شوخ چنچل مین
ملا دون اپنی آنکھونکی سیاہی تیرے کاجل مین
گلے کا کسکے گھنگرو بولتا ہے تیری چھاگل مین
یہ کسکی خاک اُڑتی ہے بگولے بنکے جنگل مین

۱۵۶

ابھی سے دلکو اے انجم چھپا دی دردکی لذت
یہ کیسا قہر ڈھایا گھُن لگایا اُٹھتی کونپل مین

۱۳

یون تو خدا کے فضل سے کہنے کو کیا نہین
پر تو نہین تو جینے کا اپنے مزا نہین
جز یار اسمین غیر کے رہنے کی جا نہین
ای آرزو دون دل ہے یہ مہمان سرا نہین
ہم سے تمھارے چاہنے والے ہزار ہا
تم سا مگر ہمارے لیے دوسرا نہین

آجاؤ تم تو درد جدائی سے کیا گلا — وہ کونسا مرض ہے کہ جسکی دوا نہین
کس دلربا کی دل کو خدایا تلاش تھی — کھویا گیا ہے ایسا کہ ملتا پتا نہین
جینے کی اپنے ہمکو توقع ہو کسطرح — مرتے ہین جسپہ ہم وہ ہمین پوچھتا نہین
دُنیا تماشہ گاہِ دو روزہ ہے آسمان — آنکو آتے ہین پہ ٹھہرنے کی جا نہین
بے سمجھے بوجھے مین نے جو دل لگا دیا — میری ہی یہ خطا ہے قصور آپ کا نہین
مین لاکھ چاہتا ہون نہ آؤن تمہارے پاس — پر کیا کرون کہ دل ہی مرا مانتا نہین
دیکھا کبھی نہ نخل تمنا کو بارور — یہ وہ شجر ہے جو کبھی پھولا پھلا نہین
طوفان نوح اُٹھا بھی اور اُٹھ کے رہ گیا — لیکن ہماری آنکھ سے آنسو تھما نہین
پامال کر رہے ہو مری حسرتون کو کیون — دل خانۂ خدا ہے کوئی کربلا نہین

١٥٧

ستار کیون نہ ڈھانپے گا تیرے گناہ کو
کیا آسمان تو پیرو آل عبا نہین

٧

اُدھر تو زندگی سے اپنی ہم اُکتائے جاتے ہین — اُدھر وہ سخت جانی دیکھکر گھبرائے جاتے ہین
عیان کیواسطے حاجت بیان کی کچھ نہین صاحب — یہان چہرے ہی سے آثار اُلفت پائے جاتے ہین
ارے جلادِ عالم ہم تو تجھپر آپ مرتے ہین — ہمارے قتل پہ بیڑے عبث اُٹھوائے جاتے ہین
زہے قسمت زہے شانِ نزول رحمت باری — یہان آنسو وہان تیر ستم برسائے جاتے ہین
سرشک دیدہ تو پہلے یہ دفتر دھو چکا یارب — ہمارے نامۂ اعمال کیون ڈھونڈوائے جاتے ہین
پئے تسکین گوارا کی کشاکش یان تیغ نالون کی — یہ ظالم آگ مین آگ اور بھی بھڑکائے جاتے ہین

توقع پرستی دُنکی بتونکے ناز اُٹھاتے ہین
یہ کیسا حشر ہی ہم پر ستم کیون ڈھائے جاتے ہین

۱۵۸

۹

فراق یار مین ہم رنج و غم بھی کھا نہین سکتے
کہ رنج و غم تو انجم ہمکو خود ہی کھائے جاتے ہین

وہ چال اٹکھیلیون سے چلکر دل و جگر روندے ڈالتے ہین
ابھی جوانی کا ہے جو عالم نہ دیکھتے ہین نہ بھالتے ہین
چلا ہے پہلو سے یار اُٹھکر غم جدائی کو ٹالتے ہین
کبھی تو ہم دل کو تھامتے ہین کبھی جگر کو سنبھالتے ہین
کبھی نہ جنکو لگایا تھا منھ گلے مین باہین وہ ڈالتے ہین
جو مانگتا ہون مین ایک بوسہ تو آپ آنکھین نکالتے ہین
اگر یہی ہے تلون اُنکا خدا ہی ہے وعدہ ہو جو پورا
کہا تھا کل آج وصل ہوگا وہ آج پھر کل پہ ٹالتے ہین
نہ تھمے رفتار ناز ڈھائے لچک نہ وقت خرام آئے
خدا ہی نازک کمر بچائے کہ پائنچے وہ سنبھالتے ہین
نہ جان بلب کیون مریض غم ہو پئے عیادت نہ آئے دیکھو
مسیح کہتے ہین لوگ جنکو وہ جان کر مار ڈالتے ہین
کبھی یہ کہتے ہین درد سر ہے کبھی یہ کہتے ہین اب سحر ہے
ستم یہ مشتاق وصل پر ہے ہزارون حیلے نکالتے ہین

نکالون ارمان کیون نہ جی کے کہ مست ہون جام عشق پیکے
ہین صدقے اس اپنی بیخودی کے کہ دوڑ کر وہ سنبھالے لیتے ہین

۱۵۹
کسیکے انجم جو ہین سکھائے تو ہین بنا رنگ آج لائے
کہ چپکے بیٹھے ہین سر جھکائے نہ بولتے ہین نہ چالے لیتے ہین
۱۵

سیر کو اچھے گئے گلزار مین
رہ گیا دل چھد کے نوک خار مین

بیخبر اب تو خبر لے آن کر
کچھ نہین باقی ترے بیمار مین

بعد مردن بھی رہین آنکھین کھلی
دم جو نکلا تھا خیال یار مین

یا الٰہی حسن کا ہوئے برا
بھر دیا جادو نگاہِ یار مین

گر قبول افتد زہے عز و شرف
پیش کش ہے دل تری سرکار مین

نام سے اُسکے غرض ہے زاہدا
فرق کیا ہے سبحہ و زنار مین

دل کا مین پاتا نہین نام و نشان
ڈھونڈ آیا کوچہ و بازار مین

رنگ لایا خون عاشق قاتلا
پڑ گئے جوہر تری تلوار مین

کام کیا مسجد سے ہے مجھ رند کو
پڑ رہون گا خانہ خمار مین

دیکھیے یہ پیچ و تاب اچھا نہین
آگیا بل ابروے خمدار مین

ڈھونڈتا ہے دل مرا سینے مین کیون
دیکھ لے پیکان مین سوفار مین

مر گیا جانباز تیرا اے مسیح
رہ گئی حسرت دل بیمار مین

دل نے کیا اچھی جگہ پائی مرے
بنگیا عشوہ نگاہِ یار مین

کس خطا کی آپ دیتے ہین سزا لیجیے حاضر ہون مین دربار مین

۱۶۰

رات دن انجم یہ کیون رہتے ہین نم
کیا بھرا ہے دیدۂ خونبار مین

۸

پھول جتنے ہین تمھارے ہار مین سب گندھے ہین آنسوؤن کے تار مین
سینے پایا تجھکو سرگردان رہا دشت مین کوئی کوئی کہسار مین
دل کے ٹکڑے او ستمگر باندھ لے کوئی خنجر مین کوئی تلوار مین
ہر جگہ ہین چاہنے والے ترے کوئی صحرا مین کوئی گلزار مین
ہے جگہ سر پھوڑ لینے کو بہت کیا دھرا ہے آپ کی دیوار مین
تو اگر دم بھر کو آ بیٹھے سیج جان آجائے ترے بیمار مین
جو بنے ای چرخ وہ ہم پر بنے پر نہ فرق آئے تری رفتار مین

۱۶۱

آنکھون ہی آنکھون مین اے انجم کٹی
رات ساری انتظار یار مین

۷

دل ہمارا آنسوؤن کو جذب کر سکتا نہین سچ یہ ہے غربال مین پانی ٹھہر سکتا نہین
حال دل تو پوچھتا ہے اور مین بیٹھا ہون چپ تو ہی بتلا اور یہ کیا ہے اگر سکتا نہین
صدمۂ فرقت سے آیا دم لبون پر بارہا اشتیاقِ وصل ایسا ہے کہ مر سکتا نہین
نیچی نظرین تیری ہین دل کے چرانے پر گواہ لاکھ تو مکرے مگر ایمان مکر سکتا نہین
سینۂ دل اسقدر پھونکے ہین سوزِ عشق نے عاشق جانباز ٹھنڈی سانس بھر سکتا نہین

ناتوانی کا یہ عالم ہے تڑپنا تو کجا
دامن قاتل بھی میرے خون سے بھر سکتا نہین

۱۶۲ — ۹

سر کے بل چلتا جو ہے انجم تمھاری راہ مین
باعث ترک ادب ہے پاؤن دھر سکتا نہین

لگی ہے مسی پان کھائے ہوے ہین
ستانے پہ بیڑا اُٹھائے ہوے ہین

غضب ہے حسینون سے دل کا لگانا
یہ آفت کے پتلے بنائے ہوے ہین

مرے خط کو پھاڑا رقیبون نے آ کے
کسی کی وہ پٹی پڑھائے ہوے ہین

اُلجھنے سے بالون کے بگڑو نہ صاحب
تمھارے ہی یہ سر چڑھائے ہوے ہین

کلیجہ ہتیلی پہ رکھ لون تو جاؤن
وہ ہاتھون مین مہندی لگائے ہوے ہین

شب ہجر جب خواب دیکھا یہ دیکھا
کہ تجھکو گلے سے لگائے ہوے ہین

تری تیغ کی آب جاتی رہی ہے
مرے زخم پانی چرائے ہوے ہین

جدھر دیکھتا ہون اُنھین کا ہے جلوہ
وہ نظرون مین ایسے سمائے ہوے ہین

۱۶۳ — ۱۰

اُتارینگے کس کس کو نظرون سے انجم
وہ کیون آج تیوری چڑھائے ہوے ہین

خدایا وہ حرارت دے ہماری آہ سوزان مین
نہ ہو پاسنگ بھی جسکا ترے مہر درخشان مین

پڑے دیکھے جو دھبے خون کے قاتل کے دامان مین
دم بسمل بھر آئے اشک میری چشم گریان مین

ہماری آہ نے ٹھنڈا کیا مہر درخشان کو
تمھارے حسن نے دھبہ لگایا ماہ تابان مین

کئی دن سے تڑپ سینے مین جو تھی وہ نہین باقی
اُلجھ کر رہ گیا دل کیا کسی کی زلف پیچان مین

ارے تو یہ نسبت کسنے دی اُسکی کلائی سے
لگا دی اور بھی اک شاخ ناحق شاخ مرجان مین

تمھارے باغ مین آکر مرا دل تنگ لایا ہے
ابھی دیکھو نیا گل آج پھولا ہے گلستان مین

اگر اشک خجالت مغفرت کا میری حیلہ تھا
تو یا رب بھر دیا ہوتا سمندر چشم گریان مین

نہ پوچھو کس طرح اپنی بسر اوقات ہوتی ہے
جو شب کاٹی تو حسرت مین جو دن کاٹا تو حرمان مین

الٰہی کیا ہوا کیون ہے یہ شکل آئنہ ششدر
یہ صورت کسکی پھرتی ہے ہماری چشم حیران مین

۱۶۴

اگر انصاف سے پوچھو تو اے نجم دونون حق پر ہین
یہ ہے بیکار کا جھگڑا پڑا گبر و مسلمان مین

۷۱

جوش پر اپنی مستیان آئین
یاد کسکی یہ شوخیان آئین

باتون باتون مین لے لیا دلکو
تمھین کیونکر یہ پھرتیان آئین

کہین اُنکو نہ یاد آیا ہون
آج کیون مجھکو ہچکیان آئین

دونون عالم ہوئے تہ و بالا
اُنکو کیون خوش خرامیان آئین

رُک رہا دم جو آکے آنکھو مین
یاد کس بُت کی انکھڑیان آئین

بال کھولے نہا رہے تھے وہ
کیا ہی گھر گھر کے بدلیان آئین

تم جو سوئے تو تلوے سہلانے
میری آنکھون کی پتلیان آئین

پھر لگاتے ہو مہندی ہاتھو مین
یاد پھر رنگ رلیان آئین

جوش وحشت کے دن پھر آ پہونچے
مژدہ اے دل کہ بیڑیان آئین

پڑ گیا ہاتھ جیب گریبان پر
ہاتھ دو چار دھجیان آئین

نخلِ اُمید بارور نہوا — پھول آئے نہ پتیان آئین
مین نے فرقت مین آہین کین جو چار — لوگ سمجھے کہ آندھیان آئین
گل سے دو گالو جو گل ہین پڑتی — یاد کسکی کلائیان آئین
مین نے لکھے یہانسے مطلبِ دل — وان سے لکھ لکھ کے گالیان آئین
رخ پہ بوسون کے بنگئے ہین نشان — غازہ ملیے کہ چھائیان آئین
حسبِ وعدہ جو کل نہ آئے تم — دل مین لاکھون بُرائیان آئین
آیا گلشن مین جب وہ سروِ سہی — گرد پھرنے کو قمریان آئین
اپنے جینے سے ہوگئی نفرت — یاد کسکی رُکھائیان آئین
جی نہ لگتا تھا حسرتون کے بغیر — خوش ہوا دل سہیلیان آئین
دل تڑپنے لگا جو سینے مین — یاد کس بُت کی شوخیان آئین

۱۶۵ اشکِ حسرت نکل پڑے انجم — اُٹھو اُٹھو کہ بوندیان آئین ۷

کسنے دکھلا دیا خرام ہمین — آگیا موت کا پیام ہمین
گردشِ چشمِ یار دیکھ بھولی — ایک جا پر نہین قیام ہمین
یاد مین تیری ہین زخود رفتہ — خود نہین یاد اپنا نام ہمین
آبِ شمشیر سے بجھا دے پیاس — رکھ نہ اے یار تشنہ کام ہمین
رات کٹتی ہے یار کے در پر — دن گذرتا ہے زیرِ بام ہمین

آپ ہی سے فقط شکایت ہے — غیر سے کچھ نہین کلام ہمین

١٦٦

پھر کرینگے خدا خدا انجم
ابتو ہے ورد اُسکا نام ہمین

١٢

سوال کیا کرون تجھ سے گناہگار ہون مین — نگاہ چار ہو کیونکر کہ شرمسار ہون مین

روا نہ رکھ کہ جہان مین ذلیل و خوار ہون مین — جو ہون سو ہون پہ ترے در کا خاکسار ہون مین

پڑا ہوا ہون بتون کی گلی مین دل تھامے — صبا سنبھل کے ذرا چل نحیف و زار ہون مین

کسی سے مطلب دل میرا حل نہین ہوتا — سوال مسئلۂ جبر و اختیار ہون مین

جفا و ظلم کا اُس سے گلا کرون کیونکر — ستم شعار رہے وہ اور وفا شعار ہون مین

تمھین بتاؤ کرے صبر کب تلک کوئی — نہ ہر کسی سے ہنسو تم نہ اشکبار ہون مین

اِسی کو کہتے ہین یا رب نصیب کی یاری — کہ یار وہ بھی نہوا اور بے دیار ہون مین

وفا کا لطف ملے گر ہزار جانین ہون — نثار تجھپہ مری جان ہزار بار ہون مین

زبان ہو بند زبانسے اگر سوال کرون — قلم ہون ہاتھ اگر مدعا نگار ہون مین

الٰہی جذب محبت مین دے اثر اتنا — کلیجہ تھام لے وہ بھی جو بیقرار ہون مین

ہزار اپنی کہون اُسکی ایک بھی نہ سنون — خدا وہ دن کرے اُس سے کہین دوچار ہون مین

١٦٧

مین مست بادۂ سب شب ہون انجم
[illegible] نہ سکے جو وہ بادہ خوار ہون مین

١٧

تو وہ رات کی تکرار ہوئی یا کہ نہین — عفو تقصیر گنہگار ہوئی یا کہ نہین

پارۂ دل بھی ہین اور لخت جگر بھی حاضر — کہیے کچھ رونق دربار ہوئی یا کہ نہین

مُنھ پہ مُنھ رکھ کے شب وصل وہ فرماتے ہین — اب تو تسکین دل زار ہوئی یا کہ نہین

آپ لپٹے ہوے سوتے ہین گلے سے میرے — کشش طالع بیدار ہوئی یا کہ نہین

جسکا اقرار قسم کھا کے کیا تھا تم نے — پھر اُسی بات پہ تکرار ہوئی یا کہ نہین

صُور پھُونکا جو سرافیل نے تو پھُنکنے دو — اُسکی پازیب کی جھنکار ہوئی یا کہ نہین

جو نہان دلمین تھا آخر وہی آیا لب پر — کیون زبان واقفِ اسرار ہوئی یا کہ نہین

دیدۂ تر نے تو اشکون کے بہائے دریا — آہ کچھ تو بھی شرربار ہوئی یا کہ نہین

مر گئے عشق [illegible] تو مرجانے دو — اُنکی کچھ گرمی بازار ہوئی یا کہ نہین

کوے جانان سے اُٹھا [illegible] — پوچھ لو قبر بھی تیار ہوئی یا کہ نہین

میری میّت کے بھی دن پھر گئے مرتے مرتے — سایہ افگن تری دیوار ہوئی یا کہ نہین

بعد مردن بھی خلش ہے یہی دلمین باقی — سیدھی ہم سے نگہ یار ہوئی یا کہ نہین

مین نہ کہتا تھا نہ بھر عشق کا دم اے دل زار — سانس لینی تجھے دشوار ہوئی یا کہ نہین

نیم بسمل مجھے چھوڑا تو ہوا کیا حاصل — پھیر چھری ذبح کو درکار ہوئی یا کہ نہین

مار ڈالا مجھے دم دے کے مسیحا تُو نے — چارہ سازی تری بیکار ہوئی یا کہ نہین

منع کرتے تھے نہ جا سیر چمن کو بُلبُل — آج آخر کو گرفتار ہوئی یا کہ نہین

۱۶۸

عقدے حل ہو گئے انجم ترے آئین سب — مدح حیدرؑ کرار ہوئی یا کہ نہین

۷

صاف ہم تم سے آج کہتے ہین — سب تمھین بدمزاج کہتے ہین
تیرے بیمار غم کو ہے وہ مرض — جسکو لاعلاج کہتے ہین
میری دھڑکن سے وہ بھی ہین بیچین — ہان اسے اختلاج کہتے ہین
کیا عناصر مین ہے تری قدرت — بس اسے امتزاج کہتے ہین
ہے شہادت کی آرزو قاتل — دلکی ہم احتیاج کہتے ہین
داغ سودا اسنے سرفراز کیا — ہم اسے اپنا تاج کہتے ہین

۱۶۹
خوب پیدا کیا ہے نام انجم
لوگ عاشق مزاج کہتے ہین
۵

حال دل بھی اب تو کچھ اظہار کر سکتا نہین — آہ تک مُنھ سے ترا بیمار کر سکتا نہین
یہ ہے آوارہ طبیعت اور وہ نازک مزاج — مین دل وارفتہ نذر یار کر سکتا نہین
ہے گوارا آئین موسیٰ کی طرح سو بار غش — اور تو کچھ بھی ترا ہمسار کر سکتا نہین
نالہ پُر درد میرے سُنکے وہ برہم ہون — اسلیے بستر پس دیوار کر سکتا نہین

۱۷۰
کھل نجائے حال غیرون پر محبت کا کہین
اسلیے انجم وہ آنکھین چار کر سکتا نہین
۱۲

نامہ بر واقف نہین دو لفظ اسے کیا کہین — حالِ دردِ دل زبانی ہم صبا سے کیا کہین
وعدہ آنے ہی کا کر لوٹا لینے کے واسطے — کچھ تو کہتے جاؤ اے عیسیٰ قضا سے کیا کہین
کوئی تو ظالم اُسے کہتا ہے کوئی سنگدل — ہم تو واقف ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون سوال وصل مین کچھ تو کہو
ہنس کے کہتا ہے وہ کس ناز و ادا سے کیا کہین

نامہ دیکر تو جو رخصت ہوا اُس سے نامہ بر
پوچھ لینا اُس گرفتار بلا سے کیا کہین

التجائے وصل کرتے کرتے برسون ہو گئے
بُت ہی جب سنتے نہین یار و خدا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون کہ نادم ہو کچھ اپنے ظلم پر
سر جھکا کر کہتے ہین شرم و حیا سے کیا کہین

کیون کرین ہم شکوہ بیرحمی قاتل عبث
موت نے مارا ہمین اُس کج ادا سے کیا کہین

جب نہین کہا تمہین مارا نہ پوچھا اُس گھڑی
پوچھتے ہو سکے اب تم دم ولا سے کیا کہین

حال دل کیونکر سنائین جا کے اُس بیرحم کو
وہ ٹھکتا ہی نہین وہ التماس سے کیا کہین

سیکڑون شکوے شکایت دل مین اپنے ہین مگر
وہ تو سنتا ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

۱۷۱

اپنی ہی خوش قسمتی کا ہمکو انجم ہے گلا
یار سے شکوہ ہو کیا آہِ رسا سے کیا کہین

۶

خدا خدا کر کے آئے بھی وہ تو منہ لپیٹے پڑے ہوئے ہین
نہ کہتے ہین کچھ نہ سنتے ہین کچھ کسی سے جیسے اڑے ہوئے ہین

ہزار ہا منتین کرینگے لپٹ کے قدمون پہ سر دھرینگے
نجانے دینگے نجانے دینگے عبث وہ بگڑے کھڑے ہوئے ہین

سوال کرتے ہین مجھ سے کیا کیا پئے خدا میرے راہ پر آ
پڑا ہین تکتا ہون تیرا رستہ نکیر و منکر کھڑے ہوئے ہین

رہی جو اُنسے تمھین کدورت تو بڑھ گئی وحشیون کی وحشت

اُڑائی اسد رجہ خاک حسرت کمر کمر تک گڑے ہوئے ہین
اِدھر تو جینے سے ہم ہین عاری اُدھر منگاتے ہو تم سواری
یہ کیسی ہین گرمیان تمھاری پھپھولے دلمین پڑے ہوئے ہین

۱۶۷ فریبی آنکھین رسیلی چتون ادا اشارہ نگاہ رہزن
یہ اپنے دو تین ہین جو دشمن نظر ین انجم ترے ہوئے ہین ۱۶۷

جب سے پہلو مین وہ نگار نہین — کسی پہلو مجھے قرار نہین
ہان بھلا کس طرح وہ مُنھ سے کہین — اُسکے سر پر تو ہے سوار نہین
ساقیا جام دے نہ تلچھٹ کا — کچھ مین کم ظرف بادہ خوار نہین
رات بھر کی یہ حسرتین ہین مری — اُنکی گردن مین باسی ہار نہین
نہ ملو چل کے ٹیڑھی ترچھی چال — دل مرا ہے یہ سبزہ زار نہین
ترک اُلفت مین کی بہت کوشش — کیا کرون دلپہ اختیار نہین
جیسا مشہور کرتے ہین اُسے لوگ — وہ تو ایسا جفا شعار نہین
اپنے کُشتون مین دیکھ لے قاتل — کوئی مجھ سا تو دلفگار نہین
لاش کیون دھوم سے اُٹھاتے ہو — مین تو شرمندہ وقار نہین
جب کہا مین نے تمپہ مرتا ہون — ہنس کے بولے کہ اعتبار نہین
تو جو آئی تو اے اجل مبتلا — کیا مقدر مین وصل یار نہین
تم ستم روز کرتے ہو ایجاد — پھر سبب کیا جو ناگوار نہین

مجھکو دم بھر بٹھالو پاس اے جان
اور مطلب کا خواستگار نہین

جرم اُلفت پہ قتل کرتے ہو
مین تو ایسا گناہگار نہین

جسکی جانب ہوا رہا تا زیست
دل مرا ہے مزاج یار نہین

مرتے دم وعدۂ وصال نکر
مجھکو منظور انتظار نہین

۱۶۲

دل نہ دینا کسی کو اے انجم
کہ نہین عشق سازوار نہین

۱۶

تم جو آتے سر مزار نہین
کیا تمھارا مین جان نثار نہین

حال درد جگر کہون کس سے
کوئی دلسوز و غمگسار نہین

مانگا بوسہ تو بولے جھنجھلا کر
کہہ چکے ہم ہزار بار نہین

گردش چشم سرمگین سے سوا
گردش چرخ کجمدار نہین

نور ہے نقش پاے دلبر کا
شمع روشن سر مزار نہین

مین جو کہتا ہون جان دیدونگا
کہتے ہین جاے افتخار نہین

اسقدر وصل مین بڑھی تکرار
اک نہین سے ہوئی ہزار نہین

رہگیا رسم ظاہری اُنسے
چاہ اب وہ نہین وہ پیار نہین

واہ کیا کہنا تیرا دست جنون
کہ گریبان مین ایک تار نہین

خاک تک میری کرچکی برباد
کیون صبا اب تو کچھ غبار نہین

برق میرے لیے تڑپتی ہے
کوئی مجھ سا بھی بیقرار نہین

پھر بھی آئینگے کہگئے ہین وہ / دلکو لیکن مرے قرار نہین
مین وہ کشتہ ہون جسکی تربت پر / پھول تو پھول کوئی خار نہین
آئین وہ قبر پر تو پوچھون مین / طبع نازک پہ اب تو بار نہین
دیکھا سیماب کو بھی برق کو بھی / دل کے مانند بیقرار نہین

۱۷۴ — ۷
دھوم ہے جسکے حسن کی انجم / کہین تیرا تو وہ نگار نہین

بزم مین اول تو مرضی پاؤن دھرنیکی نہین / اور گئے بھی تو اجازت بات کرنیکی نہین
کل کیا تھا وصل کا اقرار آج انکار ہے / اس پہ کہتے ہو مجھے عادت مکرنیکی نہین
اب نہ روکینگے چلے جانا ذرا سی دیر ہے / آرہی ہے جان ہونٹون پر ٹھہرنیکی نہین
مستعد ہین ذبح کرنیکو وہ اپنے ہاتھ سے / کون ہے جسکو تمنا آج مرنیکی نہین
اس مسیحا سے کرون کسطرح مین اظہار حال / مر رہا ہون مجھ مین طاقت بات کرنیکی نہین
سینہ و دل چھا گیا ہے حسرتون نے اسقدر / اے غم جانان جگہ اب تل بھی دھرنیکی نہین

۱۷۵ — ۱۱
آج بھی ارمان انجم وصل کے دل ہی مین ہے / صبح تک اس حیلہ جو کی نیند بھرنیکی نہین

آج مہندی لگائے بیٹھے ہین / خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین
میرے آتے ہی ہوگئے برہم / کچھ کسی کے سکھائے بیٹھے ہین
تیغ کھینچی ہے قتل پر میرے / ہاتھ مجھ سے اٹھائے بیٹھے ہین

مین شکایت جفا کی کرتا ہون
چھپکے وہ سر جھکائے بیٹھے ہین

دم چرائے ہوئے پڑے ہین ہم
وہ جو بالین پہ آئے بیٹھے ہین

امتحان کو کہا تو بولے وہ
ہم تمھین آزمائے بیٹھے ہین

کس کو نظرون سے آج اُتارینگے
کیون وہ تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

دیکھیے کب وہ شمع رُو آئے
شام سے لَو لگائے بیٹھے ہین

ٹالنا وصل کا جو ہے منظور
خود بخود مُنھ پھُلائے بیٹھے ہین

سادہ پن مین ہزار جوبن ہے
بال کھولے نہائے بیٹھے ہین

۱۷۶

کون پہلو سے اُٹھ گیا انجم
آپ کیون دل دبائے بیٹھے ہین

۵

یہ نقشے اور یہ انداز دنیا سے نرالے ہین
تمھارے دست و پا اللہ نے سانچے ڈھالے ہین

نہین چھوٹی ہین زلفین تمنے رخسار نپہ آیا
دل عاشق کے ڈسنے کو یہ کالے سانپ پالے ہین

بناگوش صنم کے حلقے دیتے ہین خبر پیہم
قمر کے گرد ہالے ہین نہین کانون مین بالے ہین

بوقت امتحان اغیار ٹھہرینگے نہ مقتل مین
ہمین جانباز عاشق جان اپنی دینے والے ہین

۱۷۷

نہین اچھی یہ باتین اے قمر کہتے ہین ہم تمسے
طریقے آسمان سے کیون یہ کاوش کے نکالے ہین

۷

دم نہین دم مین فغان کیونکر کرون
حالِ دل اُنپر عیان کیونکر کرون

دل نہین پہلو مین تو ارمان کہان
جو گذرتی ہے بیان کیونکر کرون

دل کسی قابل نہین مجبور ہون — اس کو نذر امتحان کیونکر کرون
گر کہون تم سے نہ اپنا حال زار — تمکو صاحب مہربان کیونکر کرون
اس دل آوارہ کا کیا اعتبار — اسکو اپنا رازدان کیونکر کرون
پاس داری جنون منظور ہے — ہین گریبان دھجیان کیونکر کرون

۱۴۸
آپ ہون اپنے کیے سے شرمسار
شکوہ تیرا آسمان کیونکر کرون
۲۷

منتین تیری صبا کرتے ہین — ق — لا خبر جا کے وہ کیا کرتے ہین
ہمکو گر پوچھین تو یہ کہہ دینا — رات دن آہ و بکا کرتے ہین
رات بھر لوٹتے ہین بستر پر — اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین
تنکے چنتے ہین وہ پھرون ونکو — تارے راتونکو گنا کرتے ہین
دھجیان کرتے ہین وہ اس کی کبھی — گہ گریبان کو سیا کرتے ہین
پھرون دیوانونکے مانند کبھی — آپ ہی آپ بکا کرتے ہین
رونے لگتے ہین کبھی آپ ہی آپ — خود بخود گاہ ہنسا کرتے ہین
ہوکے حیران کبھی آئنہ سان — منہ کو اک کے تکا کرتے ہین
کبھی ویرانے مین جا بیٹھتے ہین — کبھی گلیون مین پھرا کرتے ہین
کبھی خاموش ہین مثل تصویر — کبھی نالے ہی کیا کرتے ہین
گر کوئی پوچھتا ہے کیسے ہو — کہتے ہین شکر خدا کرتے ہین

مختصر حال یہ ہے شام و سحر		آپکا نام جپا کرتے ہین
گر ہوئی رونے سے فرصت کوئی دم		اس غزل کو وہ پڑھا کرتے ہین
تمسے عاشق پہ جفا کرتے ہین	غزل	بخدا آپ برا کرتے ہین
ترک کرتے ہین محبت ہمسے		دیکھیے دیکھیے کیا کرتے ہین
آپ نے خوب نکالی یہ چھیڑ		میرے رونے پہ ہنسا کرتے ہین
زلف دکھلا کے مرے دلکو حضور		کیون گرفتار بلا کرتے ہین
ہین جو کچھ حال بیان کرنا ان		باتون مین ٹال دیا کرتے ہین
دل کے آئینہ مین ہم روز انکا		آپکو دیکھ لیا کرتے ہین
واہ کیا خوب ہے طرز گفتار	ق	آپ تو سحر کیا کرتے ہین
مردے جی اٹھتے ہین و یا تو نہین		زندہ در گور رہا کرتے ہین
انکی شوخی کا ہوا قائل مین	ق	خوب وہ وعدہ وفا کرتے ہین
بوسے کا ہوتا ہے اقرار اگر		گالیان مجھکو دیا کرتے ہین
طرز الفت سے وہ آگاہ نہین	ق	بات کرنے مین حیا کرتے ہین
نیچی نظرون سے مگر گاہ بگاہ		اک نظر دیکھ لیا کرتے ہین
دل مرا کہتا ہے مجھ سے انجم	ق	آپ کیون رنج سہا کرتے ہین

چھوڑ دیجے اس بت ہرجائی کو
کیون عبث جان فدا کرتے ہین

ضیق مین پڑ جائیگی دیکھا گلا پہین کی جان
بات صبا اگر کوئی پڑ گئی بلبل کے کان

مین نے تو شکوہ کبھی تیرا کیا بھی نہ تھا
پھر یہ مری فرستے دم بند ہوئی کیون زبان

جان بھی گر دیوین ہم کوئی نہ پوچھے ہمین
سیکڑون تم پر مرین یہ بھی خدا کی ہے شان

کہنے ہی کو تھے مسیح یا کوئی اچھا ہوا
واہ جی وا دیکھ لی آپ کی اونچی دکان

تجھکو یقین ہو نہو ہم تو ہین عاشق ترے
ہان میان یا نہان ہم ہین ترے مہمان

سر پہ تو اپنے یہان آن ہی پہونچی اجل
آپ ابھی تک مگر کرتے رہے امتحان

١٨٠ ١٣

اپنی جفاؤن پہ وہ ہونگے نہ نادم کبھی
چھوڑینگے اے آسمان اپنی نہ وہ آن بان

جب سے عاشق ترا ہوا ہون مین
ایک آفت مین مبتلا ہون مین

اے اجل جلد آ خدا کے لیے
دیر سے منتظر ترا ہون مین

تو تو ہے بیوفا و بے پروا
تجھ سے کیونکر بھلا نبا ہون مین

دلربا دل فریب دل آرا
کہ تو کیونکر تجھے نہ چاہون مین

فرقت یار مین رہا زندہ
اس ندامت مین مر رہا ہون مین

ٹیس اوٹھتی ہے دل مین رہ رہ کر
کیون نہ آٹھون پہر کراہون مین

اے بتو اسقدر ستم نہ کرو
آخرش بندۂ خدا ہون مین

ہاتھ دھرتے ہین لوگ کانون پر
گویا ناقوس کی صدا ہون مین

کہین دلکا پتہ نہین ملتا
خاک گلیون کی چھانتا ہون مین

لو لگی ہے کسی کے آہنگی
صورت شمع جل رہا ہون مین

تم تو اچھے رہو زمانے مین
خیر یونہین سہی برا ہون مین

کیون اٹھاتا ہے اپنے کوچے سے
کہین تیرا نہ نقش پا ہون مین

۱۸۱ بیوفا ہے وہ شوخ اے انجم
کیون نہ مشہور باوفا ہون مین **۷**

ہمین جان کنی سے مفر ہو تو جانین
دلا آچکی شب سحر ہو تو جانین

نظر مین نہین سب جچے جور آسمان کے
اگر تجھ سا بیداد گر ہو تو جانین

گئے گر فلک تک یہ نالے تو کیا ہے
جو اس بت کے دل پر اثر ہو تو جانین

شب و روز یون اشک بہنے سے حاصل
کبھی انکا دامن بھی تر ہو تو جانین

جلاتی ہے ناحق ہمین آگ دل کی
اگر سوکھ کر بحر بر ہو تو جانین

ہمین کیا جو ہو کوئی خضر طریقت
ہمارا کوئی راہ بر ہو تو جانین

۱۸۲ جو دم بھر کو انجم وہ آئے تو کیا ہے
اگر عمر یون ہی بسر ہو تو جانین **۸**

کسے بیکار دل لگائے کون
روز صدمے نئے اٹھائے کون

جب نہین کچھ امید دلداری
غم و رنج فراق کھائے کون

بیٹھے بٹھلائے اپنا دل دیکر
دشمن جان تمھین بنائے کون

تمکو تو یاد ہے دل آزاری
پھر تمھین دلربا بنائے کون

بات اتنی بھی اپنی کھو دیوے
تم یہ چاہت بھلا جتائے کون

نہ تسلی نہ کچھ تشفی دو
پھر تمھین درد دل سنائے کون

جب نہین کرتے خود وہ دلجوئی
پوچھنے غمزدونکو آئے کون

۱۸۴ آسمان کے سوا بتا تو فلک ۱۴
تیرے ظلم و ستم اٹھائے کون

نہ یہ شب ہونے دے برسون نہ ہونے دے سحر برسون
برسنے پر جو آجائے تو برسے چشم تر برسون

بھلا بتلا تو کس اُمید پر دین جان ہم اپنی
نہ آیا ایک دن بھی تو رہے وعدے مگر برسون

نہ پوچھو ہم نے فرقت مین بسر اوقات کیونکر کی
مہینون لخت دل کھائے پیا خون جگر برسون

شب فرقت کا کیا تم پوچھتے ہو حال اے یارو
یہ وہ شب ہے نہین ہوتی کبھی جسکی سحر برسون

خط جانان کبھی تو کوئی لیکر آ ہی جائیگا
اسی اُمید پر تکتے رہے دیوار و در برسون

ہمارے دل سے بھولے اور تو سب وصل کے سامان
مگر اک خندہ زیر لب رہا پیش نظر برسون

نہ دکھلاؤ گے جب تک طالبان دید کو جلوا
رہیگا یونہین کوچے مین تمھارے شور و شر برسون

ستمگر تو نے دکھلا کر ہمین گردش نگاہونکی
مہینون خاک چھنوائی پھرایا دربدر برسون

وہ ٹھوکر بھی نہین آکر لگاتے اب تو مرقد کو
رہا کرتا تھا زانو جنکا اپنے زیر سر برسون

مقدر کی طرح وہ بیوفا بھی پھر گیا ہم سے
کبھی اب خواب مین بھی وہ نہین آتا نظر برسون

الٰہی کیون ہے اسرافیل نازان صور پر اپنے
مرے نالے دو عالم کو کرین زیر و زبر برسون

نہ منھ اپنا دکھائینگے تجھے میدان محشر مین
کرینگے ہم تری رحمت کے پردے مین بسر برسون

جو انجم ایک دن بھی آہ دکھلائے اثر اپنا
رہے سینہ بسینہ ہم سے وہ رشک قمر برسون

تمھارا نام کسے ورد صبح و شام نہین
وہ کون ہے کہ جو کرتا تمھین سلام نہین

چھپا چھپا کے یہ ہم سے کلام کا کرنا
دلیل ہے کہ تری بات کو قیام نہین

وصال و ہجر کی لذت وہان کہان زاہد
سنا ہے ہمنے کہ جنت مین صبح و شام نہین

غضب ہی کرتی ہے اُسکی زبان کی لکنت ۔ کلیم سے کہنے مین اُسکے ہمین کلام نہین

لیا ہے دل مرا تمنے تمھین سے نالش ہے ۔ جو منتقم ہو تو پھر سے لیتے انتقام نہین

یہ کیا سمجھکے مجھے آپ کرتے ہین آزاد ۔ حضور آپ کا بندہ کوئی غلام نہین

کہان وہ یار کہان تو کہان وصال اُسکا ۔ یہ اور کیا ہے دلا گر خیال خام نہین

سمایا ہے جو مری آنکھو مین وہ ہرجائی ۔ مری نگاہ کو بھی ایک جا قیام نہین

یہ میرے پاس رسول اپنا تمنے کیون بھیجا ۔ مرے تمھارے تو نامہ نہین پیام نہین

حیا کے پردے مین کرتے ہین وہ جفا مجھپر ۔ کہ میرے سامنے لیتے وہ میرا نام نہین

کھو رقیب کی باتین مین کسطرح کاٹون ۔ مری زبان ہے کچھ تیغ بے نیام نہین

ہماری روح تو مدت کی چل بسی ہوتی ۔ یہ خیر گذری کہ دیکھا ترا خرام نہین

تمھارے ہی لیے اورونسے ملتے جلتے ہین ۔ جو تم ملو تو ہمین کچھ کسی سے کام نہین

جو بھول جائے تجھے تو حرام ہے کھانا ۔ پیے جو یاد مین تیری تو مے حرام نہین

خدا کا گھر اسے کہتے ہین عالم و جاہل ۔ مگر کچھ انکو مرے دلکا احترام نہین

۱۸۶

تمھارے دلکی بھلا بات کسطرح سمجھے
کوئی ولی نہین انجم کوئی امام نہین

۶

آہی کھپ گئی کس گلبدن کی گات آنکھو نمین ۔ پھرا کرتی ہے پتلی کیطرح دن رات آنکھو نمین

خیال کاکل مشکین نے اک اندھیر ڈھایا ہے ۔ تصور بنگیا ہے پردۂ ظلمات آنکھو نمین

تمنا ہے جو وہ خاک قدم قسمت سے ہاتھ آئے ۔ رکھون سرمہ بنا کر قبلۂ حاجات آنکھو نمین

نہ آئینکا اُنھین اک عذر یاد مفت ہاتھ آیا
کھٹکتی ہے خدایا اتنویہ برسات آنکھونمین

کرشمے تیری قدرت کے سمجھ مین کچھ نہین آتے
سماتی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات آنکھونمین

۱۸۷

شب ہجران تو کاٹے ہی نہین کٹتی تھی اے انجم
شب وصلت کٹی کسطرح باتون بات آنکھونمین

۷

آپ کیون مجھ سے لیتے ہین قسمین
دل تو میرا ہے آپ کے بس مین

مین کلیجے ہی سے لگا رکھتا
آپ ہوتے اگر مرے بس مین

کون جھوٹا کہے اُنھین جب ہون
ایک وعدے پہ سیکڑون قسمین

اُنکے وعدے کی کوئی حد بھی ہے
دل کو کبتک رکھون مین ڈھارس مین

چھوڑا اے چرخ میرے یار کا رنگ
دھبہ آتا ہے تیری اطلس مین

تمکو مین بوسہ ہم تمھین دل دین
بدلہ ہو جائے یون ہی آپس مین

۱۸۸

دلکو کیا بیٹھے روتے ہو انجم
جان لیوا ہین چاہ کی رسمین

۷

دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین
تجھپہ قابو مرا چلتا ہی نہین

نخل اُمید بھی ہے طرفہ شجر
جو کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

دلکے ارمان بھلا کیا نکلین
دم تو کمبخت نکلتا ہی نہین

جان دینے کو میرے سچ سمجھو
یہ وہ وعدہ ہے جو ٹلتا ہی نہین

چرخ نے رنگ ہزارون بدلے
اُنکا انداز بدلتا ہی نہین

ہم اسی غم مین اُگلتے ہین لہو — نیمچا تیرا اُگلتا ہی نہین

۱۸۹ — ۹

آسمان آہون سے پتھر گھل گئے
وہ کسی طرح پگھلتا ہی نہین

یہ غصہ اور یہ طیش و عتاب ہمسے کیون — بغیر جرم و خطا اجتناب ہمسے کیون
یہ چھیڑ چھاڑ بھلا شیخ و شاب ہمسے کیون — یہ رد و قدح عذاب و ثواب ہمسے کیون
ہزار بار کہا ہمنے لاجواب ہے وہ — پھر اے نکیر سوال و جواب ہمسے کیون
ہمین سے ہجر کی شب مُنھ چھپا کے بیٹھ رہا — یہ سرد مہری تری آفتاب ہمسے کیون
کُھلا نہ بھید ذرا ایسے ہو گئے مانوس — یہ عشق حضرت عالی جناب ہمسے کیون
نہ آئے کوئی گنے کوئی ہجر کی گھڑیان — یہ طولِ شب کا الٰہی حساب ہمسے کیون
تم اپنی چال سے خود آپ ہو سمجھ سکتے — یہ پرسش قلق و اضطراب ہمسے کیون
یہ چھپی چھپی نگاہین رُکی رُکی باتین — یہ احتراز یہ شرم و حجاب ہمسے کیون
اسی کے چلتے تو دی جان ہمنے اے انجم — خفا ہے پھر دل خانہ خراب ہمسے کیون

۱۹۰ ردیف واو ۲۰

رسائی کا مرے نالونکی مانع آسمان کیون ہو — جو ہو تاثیر آہون مین تو محنت رائگان کیون ہو
شکایت جب نہو پیا تو پھر منھ مین زبان کیون ہو — نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر تاب و توان کیون ہو
ہماری بھی نہ بانپر تو ہی تُو او باغبان کیون ہو — نہو گر ہمصفیر اپنی تو بُلبل ہم زبان کیون ہو
نہین اپنا عقیدہ او دل پُر آرزو تجھ سے — جو پردہ دار اُلفت ہو تو جلنے مین دھوان کیون ہو

تم اپنے شعلۂ رخ کے نہین قائل تو تپلاؤ | نہو سوزش اگر دلمین تو سینے مین طپان کیون ہو
نہو تم بات کے پورے نہو تم قول کے سچے | لگاؤ ہاتھ گر پورا تو کوئی نیمجان کیون ہو
جلانا غیر کا منظور ہے یا مارنا میرا | ۱۴ بتاؤ تو سہی تم آج مجھپر مہربان کیون ہو
ستاتے ہو تلافی کرکے ناحق دل کے زخمونکو | نشانی کچھ تو رہنے دو کہ عاشق بے نشان کیون ہو
نہ کر تو قتل مجھکو جان بلب ہون خود ہی مین غم سے | تری گردن پہ او قاتل مرا بار گران کیون ہو
اجازت سانس لینے کی اگر فرقت مین ہو مجھکو | تو نالہ آکے میرے حلق کا پھر دربان کیون ہو
تلاش یار مین ناحق پھرے کوئی بھی آوارہ | جو ہو تم صاحب خانہ کوئی بے خانمان کیون ہو
یہ ہمسے کج ادائی کیون یہ ہمسے روٹھنا کیسا | نہین عاشق اگر ہم پھر ہمارا امتحان کیون ہو
کھٹکتے ہو جو دل لیکر بتاؤ تو سبب اسکا | نہین گر دشمن جان تم تو پھر خواہان جان کیون ہو
نہین فصل بہاری گر گریبان ٹکڑے کیون ہوتے | نہو وے جوش وحشت گر تو دامن دھجیان کیون ہو
نہ دل ہی مین جگہ اسکی نہ آنکھون ہی مین جا اسکی | کوئی بتلاؤ تو وہ یار میرا میہمان کیون ہو
ترے میخانہ کو ساقی کرین کیونکر نہ ہم سجدہ | نہوئے گر در کعبہ تو اسکا آستان کیون ہو
زبان کھولون نہ کھولون سامنے غیرونکے بتلاؤ | ۲ اجازت دو تو یہ پوچھون کہ مجھسے بدگمان کیون ہو
نہون گر چاہنے والے تو تم یوسف نہ کہلاؤ | نہون گر حسرتین دلمین تو پورا کاروان کیون ہو
نہین گر داور محشر کی پرسش کی تمھین پروا | تمھین بتلاؤ پھر یون مجھسے تم دامن کشان کیون ہو

۱۹۱

سنا ہے ہم نے انجم دل سے دلکو راہ ہوتی ہے
۵
جو یہ سچ ہے تو میرے انکے کوئی درمیان کیون ہو

۸

کب کہتا ہون مین بوسہ تم دست کے چلے جاؤ
دل لے کے مرا بدلے بوسے کے چلے جاؤ

تا حشر یہان نیت سیر اپنی نہوئے گی
دکھلا کے تماشے تم جلوے کے چلے جاؤ

اے شمس و قمر چاہو گر اپنی ضیا دونی
گرد اُسکے ذرا پھر کر چہرے کے چلے جاؤ

جلدی ہے فرشتو کیا کہدونگا جو کہنا ہے
لکھتے ابھی دفتر تم شکوے کے چلے جاؤ

یہ خون بھرا دامن دیکھے نہ کوئی دشمن
تم پاس سے اب میرے لاشے کے چلے جاؤ

کھائی تھی قسم تم نے جانیکی نہین اب ہم
تھی شرط وفا یہ ہی جل دیکے چلے جاؤ

دروازہ نہ کھولینگے ہوتی ہے سحر ہوئے
ایسا نہ ہو کھلتے ہی کھٹکے کے چلے جاؤ

گر اشک بہا دیوین تو اسکا عجب کیا ہے
تم بیچ مین کیون انجم ریلے کے چلے جاؤ

کس منہ سے بھلا کہدون اے یار چلے جاؤ
ہان پھیر دو گردن پر تلوار چلے جاؤ

تم دیکھ تو لو ہین کل جیتا ہون کہ مرتا ہون — آنے کا ذرا کر کے انکار چلے جاؤ

۴ جب حشر بپا ہوگا دیدار دکھا دینا — تم روز یوہین کرتے اقرار چلے جاؤ

یہ کسنے کہا آکر تم جان بچا ہی لو — بیمار کو دکھلا کے دیدار چلے جاؤ

بوسہ ابھی لے دیکے تم سر سے بلا ٹالو — بیکار بڑھاتے کیون تکرار چلے جاؤ

مین نے کہا بوسہ پر مین بیچتا ہون دلکو — وہ ہنسکے لگے کہنے بازار چلے جاؤ

کیا پوچھتے ہو ہمسے دیوانونکا حال اپنے — تم بیڑیونکی سنتے جھنکار چلے جاؤ

ہے یار سر بالین اب آؤ فرشتو تم — تا حشر مرا لکھتے اظہار چلے جاؤ

۱۴۳ جاتے ہو جو کعبے کو جاؤ مگر اے انجم — یہ کسنے کہا بتؔ کے گھر بار چلے جاؤ ۱۳

غم واندوہ کے مارے کو جلاتے جاؤ — ہو مسیحا تو کچھ اعجاز دکھاتے جاؤ

کچھ علاج دل بیمار بتاتے جاؤ — باتین دو چار رہی اے یار سناتے جاؤ

خاک مین مجھکو اگر تم نہ ملاؤ نہ سہی — لاش تو میری ٹھکانے سے لگاتے جاؤ

اسی بیساختہ پن نے تو مجھے مارا ہے — اور ایسی کوئی تلوار لگاتے جاؤ

وعدۂ وصل مین ہر روز بکھیڑا کیسا — طول محشر تو نہین ہے جو بڑھاتے جاؤ

تم نہ آؤ گے تو ہم بھی نہین اب جینے کے — یوہین آخری دیدار دکھاتے جاؤ

روح جاجا کے مری تنسے پھری آتی ہے — اپنی آواز نہ للہ سناتے جاؤ

غیر ممکن ہے کہ مین اور جیون فرقت مین — جاؤ پر مجھسے بھی تم ہاتھ اٹھاتے جاؤ

ذبح کرکے نہ مجھے یون ہی تڑپتا چھوڑو
کچھ مرے دل کے بھی ارمان مٹاتے جاؤ

نہین آنا تمھین منظور نہ آنا لیکن
جاتے جاتے تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ

خون دامن سے چھڑا کے نہ مرا دل توڑو
حشر مین ملنے کی کچھ آس لگاتے جاؤ

سنتے ہین قبر مین نام آپکا پوچھینگے ملک
گر یہ سچ ہے تو ہمین نام بتاتے جاؤ

۱۹۴ ۱۳

حال دل کہنے مین تاخیر نہ کرنا انجم
جسقدر بڑھ سکے اظہار بڑھاتے جاؤ

دل خداوندا حسینون پر کبھی مائل نہو
کوئی میری طرح تیغ ناز کا بسمل نہو

چاک کرکے میرا سینہ ڈھونڈھتا ہے تو عبث
دل مرا زیر کف پا تیرے اے قاتل نہو

دیکھکر میرے سویداے دل پر داغ کو
ہنسکے کہتے ہین کسی معشوق کا یہ تل نہو

بال بکھراے کھڑے ہین اپنے کوٹھے پر وہ آج
پھر بلاے تازہ کوئی دیکھیے نازل نہو

دل تو مین لایا ہون صاحب نذر دینے کے لیے
پر یہ ڈرتا ہون کہ شاید آپکے قابل نہو

تیرے ہی دم سے تو ہے اپنی نشاط زندگی
تو نہو گر بزم مین تو رونق محفل نہو

جب کیا اس سے سوال وصل تب بولا وہ شوخ
یہ وہ مطلب ہے جو ساری عمر بھی حاصل نہو

جسم خاکی کیون بنایا تو نے اے بار آلہ
یہ کسی لیلی شمائل کا کہین محمل نہو

کردیے زیر و زبر اک آہ مین دونون جہان
دیکھنا او قاتل کہین تیرا تو یہ بسمل نہو

لے لیا بیتابی دل سے جو بوسہ یار کا
بولا سمجھا کر کہ اتنا مست لایعقل نہو

گالے مانے ہے تو خنجر لے آنکر پھر خدا
اے مسیحا مجھ مریض عشق سے غافل نہو

نبض پہچھے اُسکو دکھلانا یہ پہلے سوچ لو — جسکو سمجھے ہو مسیحا وہ کہین قاتل نہو

۱۹۶ — ۱۷

سر بکف انجم چلے جاتے ہو راہ شوق مین
جان دینا سہل سمجھے ہو مگر مشکل نہو

کب مین کہتا ہون دل مرا دے تو — خاک ہی مین اسے ملا دے تو
نام قاتل اگر خدا پوچھے — کیا بتاؤن مجھے بتا دے تو
خط تقدیر گر نہین مٹتا — میرا نام و نشان مٹا دے تو
دیر کیا ہے قیامت آنے مین — پردۂ در ذرا اُٹھا دے تو
روح گھبرا نچا ہے مرقد مین — دل نالان ذرا صدا دے تو
دل تجھے کسنے یون کیا بیچین — اے مرے دردکش دعا دے تو
نہین ممکن اُٹھاؤن تجھ سے ہاتھ — گو مجھے نظرون سے گرا دے تو
میرے زخمون پہ تو نمک تو چھڑک — کچھ تو قاتل مزا چکھا دے تو
دل نخوت پسند کو اے اشک — طرز افتادگی بتا دے تو
حشر مین حشر ہو ابھی برپا — اپنا جلوہ اگر دکھا دے تو
دربدر رہون تلاش مین تیری — راہ سے اب مجھے لگا دے تو
مر کے باقی رہا نشان تو کیا — اے صبا خاک تک اُڑا دے تو
نہ ہٹے پاؤن راہ اُلفت سے — یارب اتنا تو حوصلہ دے تو
اپنے در سے اگر اُٹھاتا ہے — دوسرا کوئی در بتا دے تو

آپ وہ یا نہ آئے اے قاصد
حال جا کر مرا اُسنا دے تو

سہل ہو جائے موت کی اُلجھن
جلوۂ آخری دکھا دے تو

۱۹۶
اشک رکنے نہ پائین اے انجم
دل جگر دونون کو بہا دے تو
۱۱

کیا اظہار مدعا اہتو
عفو کیجے ہوئی خطا اہتو

باز آیا مین ایسی چاہت سے
ہو نہین سکتی التجا اہتو

جو مسیح آئے بھی تو کیا ہوگا
ہو گیا درد لا دوا اہتو

تیری بیفائدہ نصیحت سے
دم لبون پر ہے ناصحا اہتو

اب بھی باقی ہے وصل سن تکرار
تیرے وعدے پہ مر مٹا اہتو

بوسہ مانگا تو ہنسکے کہنے لگے
نیا سیکھا ہے چوچلا اہتو

کعبۂ دل مین گھر بنایا ہے
ہو گئے بُت بھی باخدا اہتو

بُت پرستی تو کی بہت اے دل
کچھ دنون کر خدا خدا اہتو

مرضِ عشق بڑھ گیا ایسا
نہین ہو سکتی کچھ دوا اہتو

مختصر کر پیام وصل اے دل
منہ کھڑا نے لگی صبا اہتو

۱۹۷
با وفائی پہ میری اے انجم
وہ بھی کہتے ہین مرحبا اہتو
۲۱

قتل پر کیون ابھی کستے ہو کمر دیکھ تو لو
مصحفِ نظر دے نسے مری جان ادھر دیکھ تو لو

رحم کرنا کہ نہ کرنا یہ تمھاری مرضی ۴
گو کہ بچنا مرا دشوار ہے پر دیکھ تو لو

حشر مین تم بھی ذرا آکے دکھا دو صورت ۲
کون ہوتا ہے اِدھر کون اُدھر دیکھ تو لو

آنا موقوف خوشی پر ہے تمھاری لیکن
ساتھ چلکر مرے پیارے مرا گھر دیکھ تو لو

قتل کرتے ہو جھجکتے ہوے تم کیون مجھکو
کچھ کسی کا تو نہین خوف و خطر دیکھ تو لو

منھ سے گر بولنا منظور نہین ہے نہ سہی
آنکھ اُٹھا کر مری جان ایک نظر دیکھ تو لو

جان بلب کتنے ہین اور مر گئے کتنے عاشق
بام پر آکے تم اے رشک قمر دیکھ تو لو

بال بکھرے ہوے چہرے سے ہٹا لو اپنے
رات رہتی ہے کہ ہوتی ہے سحر دیکھ تو لو

وہ کدر ہی رہین یا کہ صفائی ہو جاے
جوش مین آکے تم اے دیدۂ تر دیکھ تو لو

چاک کرتے مرا سینہ تو نہ منھ کو موڑو
دل ہے اے جان تڑپتا کہ جگر دیکھ تو لو

نہ ابھی ظلم سے تم ہاتھ اُٹھاؤ صاحب
نفع ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ضرر دیکھ تو لو

اپنے کشتون کی ابھی لاش نہ دفناؤ تم
کوئی مجھ سا تو نہین خستہ جگر دیکھ تو لو

چپکے کیون بیٹھے ہو گردنکو جھکاۓ صاحب
چار آنکھین نہ کرو ایک نظر دیکھ تو لو

دم بخود چپکے پڑے رہتے ہو انجم ناحق
آہ منھ سے کرو نالون کا اثر دیکھ تو لو

چاک کرتے ہو ابھی کس لیے نامہ لیکر
مرگ عاشق کی نہ لکھی ہو خبر دیکھ تو لو

پہنچون کو نہ جھٹک کر مرے پہلو سے اُٹھو
بل نہ کھا جاے کہین پتلی کمر دیکھ تو لو

امتحان کے لیے آج انکا ذرا منھ تو چھوؤ
جا[illegible]تا ہے کہ ہوتی ہے مفر دیکھ تو لو

[illegible] تڑ اُٹھے گھبرا کے ہو گھر کو چلے
دل دھڑکتا ہے کہ بجتا ہے گجر دیکھ تو لو

یہ نہیں کہتا کہ تم راہ چلو ادھری سے — گھر بنایا ہے سر راہ گذر دیکھ تو لو

درد دل کی ابھی کچھ میری نہ تدبیر کرو — نبض اسے چارہ گر و بار دگر دیکھ تو لو

۱۹۸ — ۱۱

آج تم بھی چلو دیکھ آؤ اسے اے انجم — کوئی کہتا ہے پری کوئی بشر دیکھ تو لو

آنکھیں اپنی ڈھونڈھتی ہیں یار کے دیدار کو — اسلیے تکتے ہیں پہروں روزن دیوار کو

چھوڑ دو تم یا تو صاحب صحبت اغیار کو — یا تسلی دو ہمارے اس دل بیمار کو

درد و غم اور آہ و نالہ یاس حرمان ہیں رفیق — بار ہے محفل میں اپنی اب انھیں دو چار کو

مانع گریہ جو ہوتے ہو تو میں زار و نحیف — توڑ کب سکتا ہوں یارو آنسوؤں کے تار کو

خنجر ابرو لگایا تم نے میں کرتا ہوں آہ — کر چکے تم وار اپنا روکو میرے وار کو

جبسے دیکھی ہے گل رخسار جانانکی بہار — آنکھیں پھوٹیں آجتک دیکھا بھی گلزار کو

دیر چھوڑا اے بتو جاتے ہیں اب کعبے کو ہم — ہاتھ میں لے سبحہ پھینکا توڑ کر زنار کو

امتحان عاشقان منظور ہے تمکو اگر — دیر پھر کیا ہے نکالو میان سے تلوار کو

کوچۂ جانان میں جانا ہو تو کہنا اے صبا — غیر ممکن ہے شفا پانا ترے بیمار کو

جسکو پایا اپنے ہی مطلب کا پایا آشنا — آزمایا خوب ہم نے یار اور غمخوار کو

۱۹۹ — ۷

مشکلیں جتنی ہیں انجم ہونگی سب آسان ابھی — [illegible] لے تو حامی اپنا حیدر کرار کو

جس زبان پر ہو ترا افسانہ ہو — کوئی ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو
یہان تو ہے دیدار سے تیری غرض — دیر ہو کعبہ ہو یا بتخانہ ہو
جسکو دیکھا جلتے ہی دیکھا یہان ۴ — شمع ہو عاشق ہو یا پروانہ ہو
ہمکو تو دو گز زمین درکار ہے — شہر ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو
دور ساقی مین کسے گردش نہین — شیشہ ہو ساغر ہو یا پیمانہ ہو

۲۰۰ کیا قیامت ہو جو انجم حشر مین — کوئی سودائی کوئی دیوانہ ہو ۵

آنکھ ہم سے ذرا ملاؤ تو — کیون خفا ہو سبب بتاؤ تو
مرتے دم آکے دیکھ جاؤ تو — نہ جلانا ہمین یہ آؤ تو
حال کھلجائے تمپہ الفت کا — تم کبھی ہمکو آزماؤ تو
دیکھ لو کیسی ہوتی ہے چاہت — دل کسی سے ذرا لگاؤ تو

۲۰۱ بے سبب کیون خفا ہو انجم سے — جی مین کیا ہے اجی بتاؤ تو

یہ نہین ممکن کہ تجھ سے ترک اپنی چال ہو — تجکو کیا پیس جائے کوئی یا کوئی پامال ہو
جوش وحشت اے جنون اتنا تو ابکی سال ہو — طوق گردن میرا انکے بانہ کا خلخال ہو
دل مرا قائل نہین محشر کی رستاخیز کا — مجھکو [illegible] مین کبھی نہ کوئی چال ہو
باز آیا ناصحا مین اس نصیحت سے تری — ہمدمی ایسا ذکر کر جو اپنے حسب حال ہو

توبھی سینے سے تڑپکر دل ذرا باہر نکل
اُنکے آنیکا اگر منظور استقبال ہو

مجھکو مارا ہے تری الھڑپنے کی چال نے
سنگ تربت پر بھی کندہ سورۂ زلزال ہو

۲۰۲ ۱۱

آسمان ہم روتے ہین اک ماہوش کی یاد مین
چادر مہتاب اپنے ہاتھ کا رومال ہو

نہین کہتا کہ تو آکر بچالے مرنے والونکو
مگر سن لے کبھی توکان دھر کر اُنکے نالونکو

کوئی کہتا ہے آتے ہین کوئی کہتا ہو آئینگے
خدا آباد رکھے دم دلاسا دینے والونکو

مرے دلکی گرہ اکدن نہ کھولی لے بیدردی
یہ طرہ ہے کہ سلجھاتے ہو گھونگر والے بالونکو

قیامت ڈھائی جسنے چاند سے تشبیہ دی انکو
لگایا عیب حسن عارضی کیون گورے گالونکو

لحد پر برق وابر آآکے کرجاتے ہین آبادی
خدا خوش رکھے ان دونو تڑپنے رونے والونکو

جدھر سے تم نکلتے ہو قیامت آتی ہے برپا
خدارا چھوڑو ترچھی ترچھی ٹیڑھی ٹیڑھی چالونکو

جگر اور دلکی بیتابی سے بیزار ناک مین دم ہے
کہان سے اسقدر قوت ہوئی ان خستہ حالونکو

ابھی تو چشم گریان کیطرح سے پھوٹ بہتے ہین
اگر تم نشتر مژگان سے چھیڑ دو دلکے چھالونکو

نہ یان کچھ حاصل دنیا نہ وان کچھ حاصل عقبیٰ
غرض کیا ہے جو پوچھے کوئی ایسے خستہ حالونکو

ذرا ہنس ہنسکے تم بھی توکرو بجلی کو شرمندہ
کیا ہے مات آنکھون نے مری ساونکے جھالونکو

۲۰۳ ۷

اگر کی تمنے مشق عشق توبیکار کی انجم
نہین اب پوچھتا کوئی یہان صاحب کمالونکو

کارگر کسکے ہوا تیر نظر دیکھین تو
کسنے سینے کو بنایا ہے سپر دیکھین تو

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے ۔ او کماندار تری ترچھی نظر دیکھین تو
یون ہی دل تھام کے ہم نالے کیئے جائینگے ۔ بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو
دیکھین کسطرح اُنھین رحم نہین آتا ہے ۔ حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو
سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُر ارمان ۔ عمر کس طرح سے ہوتی ہے بسر دیکھین تو
قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین ۔ پہلے کہدو کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

۲۰۴ ۔ اُنسے بیرحم سے کی ہین نے محبت انجم ۔ میرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو ۔ ۸

ولہ

دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنسکے گرائین بجلی ۔ ہم بھی موجود ہین منھ آنکھونسے برسانے کو
گلبدن دل پہ ترے چھلے کے گل کھا کھا کر ۔ ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو
ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم ۔ بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو
ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے ۔ ناحق آبیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو
جان جاتی ہوئی قالب مین سے پھر آئی ۔ آپ کیون جاتے ہوے کہتے گئے آنے کو
سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو ۔ شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو
کیا تعجب ہے جو کہلاؤن غریق رحمت ۔ گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

۲۰۵ ۔ جھوٹ سچ کیلیئے کیا یہ کرم حضرت عشق ۔ کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو ۔ ۵

دل لیکے بُرائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

ستم

کبھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھونمین
یہ بُت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

جو بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رُکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

تا زیست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اُٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

یون فغان کر حال دل افشا نہو
دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو

اُسکی حسرت پر نظر کر بے وفا
تو نے جھوٹون بھی جسے پوچھا نہو

گل چمن مین کرتے ہین گوشیان
کچھ ہمارا آپکا چرچا نہو

یا الٰہی یہ ٹپکتا ہی رہے
حشر تک زخم جگر اچھا نہو

چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے
حیف ہمسا بھی کوئی رسوا نہو

جان پر سیری ہے لیکن تم سے
دشمنون کا بال بھی بیکا نہو

ہو گیا مین عشق مین ضرب المثل
کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو

کیون نہ جا گین وصل مین اُسکے نصیب
ہجر مین جو چین سے سویا نہو

عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا
اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے
او کمانداز تری ترچھی نظر دیکھین تو

یون ہی دل تھام کے ہم نالے کیئے جائینگے
بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو

دیکھین کسطرح اُنھین رحم نہین آتا ہے
حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو

سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُر ارمان
عمر کس طرحسے ہوتی ہے بسر دیکھین تو

قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین
پہلے کہدو کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

۲۰۴ اُنسے بیرحم سے کی ہین نے محبت انجم ۸
میرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو

ولہ

دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنس کے گرائین بجلی
ہم بھی موجود ہین منھ آنکھو نسے برسانے کو

گلبدن دل پہ ترے چھلے کے گُل کھا کھا کر
ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو

ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم
بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو

ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے
ناحق آ بیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو

جان جاتی ہوئی قالب مین مرے پھر آئی
آپ کیون جلتے ہوئے کہتے گئے آنے کو

سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو
شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو

کیا تعجب ہے جو کہلاؤن غریق رحمت
گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

۲۰۵ جھوٹ سچ کیا یہ کیا یہ کرم حضرت عشق
کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو ۵

دل لے کے جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

کبھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھون مین
یہ بت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

جو بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

تا زیست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

یون فغان کر حال دل افشا نہو
دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو

اسکی حسرت پر نظر کر بے وفا
تو نے جھوٹون بھی جسے پوچھا نہو

گل چمن مین کرتے ہین گوشیان
کچھ ہمارا آپ کا چرچا نہو

یا الٰہی یہ ٹپکتا ہی رہے
حشر تک زخم جگر اچھا نہو

چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے
حیف ہم سا بھی کوئی رسوا نہو

جان پر میری بنے لیکن ترے
دشمنون کا بال بھی بیکا نہو

ہوگیا مین عشق مین ضرب المثل
کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو

کیون نہ جاگین وصل مین اسکے نصیب
ہجر مین چین سے سویا نہو

عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا
اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

عشق کے ہاتھوں اٹھا ہے وہ مرض — چارہ گر جسکا کوئی چارا نہو
جان دی ہے جو تیری بے پروائی پر — حیف اسکی کچھ تجھے پروا نہو
ساری دنیا جسکو کہتی ہے شفق — وہ کسی کے خون کا دھبا نہو
ہے غضب ظالم اسے تو بھولجاے — مرتے دم تک جسے تجھے بھولا نہو
جسپہ دھوکا ہے تجھے زنار کا — وہ ہماری آنکھ کا ڈورا نہو
میرے گھر میں اور تو آئے بھلا — راستہ ظالم کہیں بھولا نہو

کیا قیامت ڈھائے سمجھیں وہ شوخ
پرسش محشر کا گر دھڑکا نہو

تم اک نگاہ میں صاحب کمال کرتے ہو — مطلع — کسی کو ذبح کسی کو حلال کرتے ہو

۲۰۴ ردیف ے ۱۰

آپ نے ظلم ڈھائے کیا کیا کچھ — دل کے ارمان مٹائے کیا کیا کچھ
عالم بیخودی میں جا کر ہم — کیا کہیں دیکھ آئے کیا کیا کچھ
آئنے نے بگاڑا اسکا مزاج — اسنے عشوے سکھائے کیا کیا کچھ
ستیاناس ہو محبت کا — عیب اسنے لگائے کیا کیا کچھ
کچھ بھی حاصل ہوا نہ اے اشکو — تم نے طوفان اٹھائے کیا کیا کچھ
پھیر اس دیدۂ فسون گر نے — شعبدے آزمائے کیا کیا کچھ
شب وصلت نہ اک فریب چلا — اسنے فقرے بنائے کیا کیا کچھ

وہ بنا ہے ابھی فقط دلسوز
دل ہی لیجاے کوئی پہلو سے

دیکھین آگے جلاے کیا کیا کچھ
روگ اسنے لگاے کیا کیا کچھ

(۲۰۸)
پرسش حشر سے بچے انجم
رستے ہیں وحشت مین پلے کیا کیا کچھ
(٦)

قدر پہلے کچھ نہ جانی تو نے سمجھانیکی آہ
گرمی بازار تیری ہو وہ بیچارہ جلے
شیشہ و سبو اور ساغر کیون پڑے ہین خاک پر
چونک اُٹھا نالۂ دل سنکے وہ آفت خرام

تا بہ لب اے جوش گریہ اب نہین آنیکی آہ
پھونک دیگی شمع محفل تجکو پروانیکی آہ
لائی کیا بھونچال ساقی تیرے میخانیکی آہ
کیا قیامت خیز تھی کمبخت دیوانیکی آہ

(۲۰۹)
یار اپنا چاہیئے ہے اپنے اوپر مہربان
کیا کریگی تیرا انجم اپنے بیگانے کی آہ
(٦)

حاصل ہوا فراغ تری اک نظر کے ساتھ
خورشید تا بہ حشر الٰہی جلا کرے
کیون رات دن برستا ہے منھ جھوم جھوم کر
تھا دیکھنا بلندیِ عرش عظیم کو
کچھ آنکھ سے تمھارے سوا سوجھتا نہین

دل بھی مرا گیا مرے درد جگر کے ساتھ
رخصت ہوا وہ رشک قمر بھی سحر کے ساتھ
کیا شرط باندھ لی ہے مری چشم تر کے ساتھ
اے آہ و نالہ کیون نہ گئے تم اثر کے ساتھ
تار نظر لپٹ گیا موے کمر کے ساتھ

(۲۱۰)
دل بھی دیا تو کیسے ستمگر کو آسمان
الفت جو کی بھی تم نے تو کس بیخبر کے ساتھ
(٦)

رہ جائے کیون نہ آنسو نٹے ڈبڈبا کے آنکھ
پچھتا رہے ہین آپ بھی صاحب لگا کے آنکھ

نرگس بھی میری طرح متحیر ہے کسلیے
حیران بنا دیا ہے اسے کسنے دکھا کے آنکھ

کیا تم نے مجکو اپنی نظر سے گرا دیا
کیون دیکھتے نہین مری جانب اُٹھا کے آنکھ

ثابت نہو کسی پہ نظر التفات کی
اسواسطے وہ کرتے ہین باتین جھکا کے آنکھ

اتنے سے سن مین ہین تری چالاکیان غضب
سینے سے کیا نکال لیا دل بچا کے آنکھ

کیا آج تم نے دل پہ لڑائی کی ٹھان لی
باتین جو ہمسے کرتے ہو صاحب لڑا کے آنکھ

۲۱۱

کیونکر نہ اُنپہ دل کے چُرانیکا ہو گمان
انجم وہ مسکراتے ہین ہمسے چرا کے آنکھ

۱۳

قصور مجھسے ترا کوئی گر ہوا ہو تو کہہ
علاوہ چاہنے کے اور کچھ خطا ہو تو کہہ

یہ کس لیے ہین نگاہین پھری پھری مجھسے
خدا نکردہ اگر دل ترا پھرا ہو تو کہہ

ہماری موت ہے ظالم لکھی ترے ہاتھون
اجل کا نام نہ لے گر تری ادا ہو تو کہہ

ہماری عمر کٹی تجکو سجدے ہی کرتے
جو سنگ در ترا خالی کبھی رہا ہو تو کہہ

مسیح کہنے کو کوئی جو ہو تو ہمکو کیا
ہمارے درد جگر کی اگر دوا ہو تو کہہ

مین اپنے ضعف کے صدقے کہ آبرو رکھلی
کبھی جو بھولے بھی زانو سے سر اُٹھا ہو تو کہہ

ہمارا دل نہین کیون تیری نذر کے لایق
ترے سوا جو کسی اور کو دیا ہو تو کہہ

اسے تو مارا ہے عیسی ترے تغافل نے
ترا مریض جو شرمندہ قضا ہو تو کہہ

ڈبو یا تجکو تو اے دل تری محبت نے
ہماری آنکھ سے قطرہ کوئی گرا ہو تو کہہ

ہماری

بلا مین تو نے پھنسایا ہمین عبث ظالم
جو تیری زلف کو ہم نے کبھی چھوا ہو تو کہہ

یہ آج کیا ہے جو تو پاس سے اُٹھا میرے
جو حشر اور کسی دن پہ اُٹھ رہا ہو تو کہہ

کہان تلک ارے جلاد کوئی صبر کرے
ترے ستم کی اگر کوئی انتہا ہو تو کہہ

۲۱۴

کسی کو چاہے کوئی اسمین کیا ترا انجم
بتون کا بندہ اگر بندۂ خدا ہو تو کہہ

۹

یون تو ان آنکھون سے ہم نے او بت کہنے کو دنیا دیکھی
لیکن ساری خدائی بھر تیری صورت یکتا دیکھی

کھیل سے گئے کیون جان پہ انجم تم نے ابھی کیا دنیا دیکھی
مرنے لگے خوبان جہان پر تیری میری دیکھا دیکھی

درد جگر کم تھا کہ نہین تھا یہ تو بتا دم تھا کہ نہین تھا
کہہ تو مریض مین کچھ بھی دیکھا نبض جو تو نے مسیحا دیکھی

اُسکو بھلا کیونکر چین آیا دل کو کیا کہکر سمجھایا
صورت تیری جسنے ستمگر تھام کے اپنا کلیجا دیکھی

وصل کی شب برہم ہی رہا وہ تا بہ سحر اُلجھا ہی کیا وہ
بل نہ گیا ابرو سے اُسکی زلف بھی ہم نے سلجھا دیکھی

واہ رے وا اے نالۂ سوزان دیکھ لی تیری ٹھنڈی گرمی
دل نہ پسیجا اُس کافر کا آگ بھی تو نے بھڑکا دیکھی

اُسکے دل سے گئی نہ کدورت و لگی دلہی مین رہگئی حسرت
ہم نے جھڑی اشکون کی برسون ان آنکھونسے برسا دیکھی
ایک ذرا سے حشر پہ واعظ اُسکو ڈرانا اللہ اللہ
جسنے بتون کی گلی مین برسون روز قیامت برپا دیکھی

۲۱۳ ۹
جیسی زیست ہماری گذری دشمن کی بھی یون نہ بسر ہو
انجم حضرت دل کی بدولت ہم نے مصیبت کیا کیا دیکھی

عرش و کرسی کی خبر لائے ہین لانیوالے
ایک موسیٰ ہی نہ تھے طور کے جانیوالے
طور کو تم نے جلایا تو بڑی بات نکی
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے
میرے مرقد کو بھی آکر کبھی ٹھکرا جا تا
ارے او فتنۂ محشر کے جگانیوالے
ایک عالم ترے عاشق نے کیا خاک سیاہ
وہی نالے کیے تھے طور جلانیوالے
کب تلک اپنے کرشمے ہمین دکھلاؤگے
اسے میان روز نئے طرز دکھانیوالے
میری تقدیر جو پلٹے تو تعجب کیا ہے
سنتے ہین بگڑی بناتے ہین بنانیوالے
تم جو آنکھونمین مری آئے تو احسان کیا
آنکھین کیا دلمین سماتے ہین سمانیوالے
لاکھ ہو مانع فریاد مگر کیا ہوگا
عرش کو سر پہ اُٹھا لینگے اُٹھانیوالے

۲۱۴ ۱۰
اپنی قسمت نہین ایسی کہ ہو دیدار انجم
منتظر جنکے ہین کب آئین وہ آنیوالے

آنیکا آپ ہم سے وعدہ جو کرنہ جاتے
کیون ہم پڑے سسکتے مدت تلک مرنجاتے

سوے عدم اگر ہم شوریدہ سر نہ جاتے
دکھلاتے اپنی طاقت اے آسمان تجھے ہم
اچھا ہوا سوے ہم آغاز عشق ہی مین
گراپنے نالۂ شب پہلو تہی نہ کرتے
فردوس سے بھی آتا گر کوئی ہمکو لینے
یہ لطفِ شاعری ہے ورنہ حضور دیکھین
پھرتے جو نازپیارے لکونا اپنے بہاتے
گر ہوتی جان پیاری کیون مرتے آپ پر ہم

تیری گلی سے ہرگز یہ شوروشر نجاتے
نالے اگر ہمارے حد سے گذر نجاتے
ورنہ تری نظر سے ہم بھی اتر نجاتے
آتے جو شام سے وہ پھر تا سحر نجاتے
تیری گلی کو ہرگز ہم چھوڑ کر نجاتے
خنجر جو ہوتے ابرو دلین اتر نجاتے
ابتک ہزار دفتر شکوونسے بھر نجاتے
الفت کا نام سنکر پہلے ہی ڈر نجاتے

رسوا نہوتا یون وہ ساری خدائی بھر مین
چھپ چھپکے تم جو انجم اُس بُتکے گھر نجاتے

جان دینے کا نہین سر سے سوا اور کوئی
درد بھی مجھکو دیا عشق بھی مجھکو بخشا
ہم نے مانا کہ تمھین چاہتے ہین لاکھون پر
ہم ابھی اپنی محبت سے اُٹھاتے ہین ہاتھ
مین نے پوچھا کہ تمھین ہول جانکا خواہان
قتل بھی ہوچکا لیکن نہین نکلی حسرت
سر جھکائے ہوے حاضر ہین ابرو کو ہاتھ

بس بدل دیجیے اب طرز ادا اور کوئی
تیرا بندہ نہین کیا بار خدا اور کوئی
یہ تو بتلاؤ کہ رسوا بھی ہوا اور کوئی
چاہنے والا اگر ہم کو دکھا اور کوئی
ہنسکے وہ عربدہ جو کہنے لگا اور کوئی
او ستمگار ابھی ہاتھ لگا اور کوئی
ہمسا پاؤگے نہ جویاے رضا اور کوئی

۲۱۶ — ۹

آسمان تو نے جو انجم سے نکالی کاوش
کیا زمانہ مین نہین اُسکے سوا اور کوئی

ستم ایجاد و جفا پیشہ و بیداد گرے — جسکی آئی ہو اجل تجھسے محبت وہ کرے

اک اشارہ مین یہان اپنا ہوا کام تمام — لوگ کہتے ہین غلط ایک نظر سے خوش گذرے

جب اجل آئی تو وہ بھی سر بالین آئے — یہ بھی اک اُنکا ستم ہے یہ بطرح دگرے

بیوفا یہ بھی کوئی طرز وفا ہے ﷲ — تجھکو پروا بھی نہو دوسرا بیموت مرے

تم جو کہتے ہو وہان بھی نہ ملیگی تجھے داد — خیر یوہین سہی خالق مرا وہ دن تو کرے

اٹھو اُکتا کے لبون پہ مرا دم آیا ہے — اے مسیحا نے مان بہر خدا ایک نظرے

کیا عجب حشر مین بھی حشر بپا کر دیوے — تیرا دیوانہ گریبان درو شوریدہ سرے

تا خدا ترس خدا را نہ مجھے ترسا تو — ظلم اتنا تو کیا کر کہ مرا جی تو بھرے

۲۱۷ — ۱۴

انجم آنکھین تری کاہیکو لگی رہتی ہین
گاہ بر رہ گذرے گاہ سوے بام درے

آنکھین ہو رہے ہین گمان کیسے کیسے — ستم ڈھا رہے ہین فغان کیسے کیسے

سنو دل لگا کر جو قاتل تو دیکھے — دکھاتی ہے جوہر زبان کیسے کیسے

خزان دامن گل مین آکر چھپی ہے — تجسس مین ہین باغبان کیسے کیسے

نہ اب تک ہوا میری اُلفت کا باور — اسی پر ہوئے تھے امتحان کیسے کیسے

تصور مین تیرے جو ہین بند آنکھین — نظر آرہے ہین سمان کیسے کیسے

سلامت رہیں میرے دیدے جہانمیں
ہوے انسے دریا رواں کیسے کیسے

نہ دامن تلک ہاتھ پہونچا ہمارا
سے اذن تاب و تواں کیسے کیسے

مین ہی کچھ نہیں اُسکا بندہ بنا ہون
ہیں سجدے میں کروبیاں کیسے کیسے

تری سرد مہری نہ کچھ بھی ہوئی کم
ہوے نالے آتش فشاں کیسے کیسے

ہے چاہِ زنخدان ترا چاہ بابل
گرے منہ کے بھل نکتہ دان کیسے کیسے

ذرا خواب غفلت سے چونکا نہ قاتل
گرا ہے ستم کشتگان کیسے کیسے

شب وصل اُس عربدہ جو نے ارمان
کیے زیر دامن نہان کیسے کیسے

نہیں چین سے مُردے بھی سونے پائے
غضب کرتی ہیں شوخیان کیسے کیسے

۲۱۸ ملے وہ جو میدان محشر مین انجم
چلے مجھسے دامن کشاں کیسے کیسے ۳۲

نہ ہوئی صاف طبیعت ہی تو ہے
رہ گئی دلمیں کدورت ہی تو ہے

بھا گئیں دل کو ادائیں اُنکی
کھپ گئی آنکھوں میں صورت ہی تو ہے

میری میت پہ نہ آئے نہ سہی
نہ ہوئی آپ کو فرصت ہی تو ہے

نہیں کرتا میں جفا کا شکوہ
آپ کیا کیجیے عادت ہی تو ہے

نہیں آتا کسی پہلو آرام
نہیں کٹتی شبِ فرقت ہی تو ہے

نکلی قاتل نہ ترے تیر کے ساتھ
دل ہی میں رہ گئی حسرت ہی تو ہے

مجھسے عاصی پہ یہ بخشش یہ کرم
بندہ پرور تری رحمت ہی تو ہے

نہ ٹلی سر سے بلائے فرقت
پڑ گئی جان پہ آفت ہی تو ہے

ہم نے پھیرا نہ دل اپنا تجھ سے	جان دے بیٹھے مروت ہی تو ہے
حشر برپا ہے تری قامت سے	یہ بھی انداز قیامت ہی تو ہے

۲۱۹ ۹

نہ رہا ضبط کا یارا انجم
نہ چھپی ہم سے محبت ہی تو ہے

یار بدظن کہین نہو جائے	دوست دشمن کہین نہو جائے
ضبط کر آہ اے دل سوزان	حال روشن کہین نہو جائے
موت بھی ہم سے کرتی ہے اغماض	تیری چتون کہین نہو جائے
دل نہ دے یار اپنی کاکل کو	دیکھ ناگن کہین نہو جائے
دلمین ظالم خیال ظلم نہ کر	موم آہن کہین نہو جائے
اے جنون میری پردہ داری کر	چاک دامن کہین نہو جائے
رشتۂ الفت صنم اے دل	طوق گردن کہین نہو جائے
لب گلرنگ پر دھڑی نہ جما	برگ سوسن کہین نہو جائے

۲۲۰ ۵

نہ لگا ہاتھ زلف کو انجم
دیکھ الجھن کہین نہو جائے

یہ عشق بتان غضب نہ ڈھا دے	کافر نہ کہین ہمکو بنا دے
یا اسیری کوئی خطا بتا دے	یا رسم و رہ جفا اٹھا دے
یا نام نہ رکھ مسیح اپنا	یا درد جگر مرا مٹا دے

اے اشک تو فرش کو ڈبو دے | اے آہ تو عرش کو ہلا دے

٢٢١

مانے کہ نہ مانے یار انجم
اپنی سی تو کرکے تو دکھا دے

١٣

خاک مین ہمکو ملا رکھا ہے | کچھ ابھی اور اُٹھا رکھا ہے
کونسی دلمین ہے حسرت جسنے | غمکدہ دلکو بنا رکھا ہے
مر گئے پر ملک الموت آئے | اب یہان پوچھو تو کیا رکھا ہے
جان لے لینے کا سبحان اللہ | آپ نے نام قضا رکھا ہے
کیون چلے کعبے کو تو اے زاہد | کیا وہین خاص خدا رکھا ہے
سارے عالم سے ستمگر تو نے | اپنا انداز جدا رکھا ہے
وصل گر مرنے ہی پر ہے موقوف | ہمکو کیون تو نے جلا رکھا ہے
سب یہ ہین یارون کی باتین اے یار | عرش پر تجھکو چڑھا رکھا ہے
ہم جبھی جانین بتاؤ تو بھلا ۴ | دلمین کیا ہم سے چھپا رکھا ہے
دیکھیے روشنیِ طبع ذرا | نام گیسو کا بلا رکھا ہے
چھانتے خاک جو ہین دیوانے | پوچھو تو خاک مین کیا رکھا ہے
ہے برائی بھی بھلائی کی جگہ | کیا محبت مین مزا رکھا ہے

٢٢٢

موت سے ہو گئی کیا انجم یاس
تہ خنجر جو گلا رکھا ہے

٨

زلف بتان کو کیون چھیڑو کیا اسمین تمھارا رکھا ہے
اس سودے مین ستے ہوا انجم مفت خسارا رکھا ہے

قتل کریگا کسکو قاتل آیا تو کیون تیغ بکف
اُسکے سر سے پہلے یہان سر اپنا اُتارا رکھا ہے

اُبھرے ہوے ہین بحر فنا سے جبتک ہے یہ تار نفس
اُسنے اسے دل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا رکھا ہے

عاشق صادق سے وہ پھیرے آنکھ بھلا یہہ ممکن ہے
بھی دل لینے کا اُسنے ایک اشارا رکھا ہے

تو تو نہ آیا گھر مین ہمارے ہم ہی چلے آئے تو کیا
اسمین بھی او وعدہ شکن کیا تیرا اجارا رکھا ہے

آنکھین ہمکو دے کے یہان دیدار کا تو مشتاق کیا
دیکھے کوئی یہ بیدردی محشر پہ نظارا رکھا ہے

واہ ری قسمت ابتک اُسکو مرنا میرا باور ہی نہین
سارے جہان نے کشتۂ حسرت نام ہمارا رکھا ہے

۲۲۳ دیکھ نہ جانا اُس طرف انجم دشت بلا ہے کوچۂ قاتل
کھنا مان ہمارا ورنہ مفت مین مارا رکھا ہے ۹

آنکھین آمادہ جو ہین دریا بہانیکے لیے	دل سراپا زخم ہے پانی چھڑانیکے لیے

صور اسرافیل سے عاشق کو تیرے کیا غرض / ایک نالہ بس ہے سو طبقے ہلا نیکے لیے

صبر کی بھی انتہا ہے بندہ پرور کب تلک / کیا ہمین پیدا ہوے ہین آزمانیکے لیے

تیری مرضی گر اسی مین ہے کہ ہو دیدار عام / ہمنے آنکھون پر قدم سارے زمانیکے لیے

ایک ساغر مین نہین چھکنے کا مین مست ازل / بھر دیا ہوتا خم گردون چڑھانیکے لیے

جو کہ خود مرنے پہ میرے غش تھی کل سو جانسے / لیجیے وہ آج آئے ہین جلانیکے لیے

اے غم فرقت گھلا دے تن بدن میرا مگر / چھوڑ دے آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

شوق سے تو پیش کر دامن کے ٹکڑے حشر مین / ہم بھی ٹکڑے دل کے لائے ہین دکھانیکو لیے

۲۲۴

کچھ عذاب حشر کا انجم ہمین کھٹکا نہین
اشک بس ہین آتش دوزخ بجھانیکے لیے

۱۱

چال کیون چلتے ہو اٹھلائی ہوئی / کیا پسند طبع رعنائی ہوئی

دل چرانے پر گواہی دیتی ہین / جھپی جھپی آنکھین شرمائی ہوئی

ہو گئی ہین بل مری تقدیر کا / تیری کالی زلفین بل کھائی ہوئی

مرتے دم باتین نہ کیجے صلح کی / موت کبھی پھر جائیگی آئی ہوئی

اسکے کوچے سے کہین آئی نہو / کیون صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے / جان ہے جینے سے اکتائی ہوئی

دل تو کیسا تن بدن سے پھنکنے لگا / آگ ہے یہ کیسی بھڑکائی ہوئی

واہ وا کیا خوب تم نے چال کی / مجھ سے اور میری ہی سکھلائی ہوئی

زندہ در گور ایک عالم ہو گیا — یہ قیامت کسکی ہے ڈھائی ہوئی
آنسوؤنکا مینھ نہ کیون برساؤنین — دل پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی

۲۲۵ وہ نہ اپنا ہے نہ ہوئیگا کبھی
مفت انجم اتنی رسوائی ہوئی ۵

دل لے کے ہمارا پھرتا ہے یہ کون وتیرہ تیرا ہے
کرتا ہے چھیڑ چھوڑ کی باتین کیون ہر بات مین تیرا میرا ہے
تم چہرہ اپنا دکھلادو کچھ راہ خلاصی بتلادو
اک زلف کا سودا سر مین ہے اک کالی بلانے گھیرا ہے
اس آنیکی کیا مجکو خوشی پابندی اسمین کاہے کی
بھولے سے ادھر بھی آنکلے اک جوگی کا سا پھیرا ہے
ہم آپ ہین ایک بلا سے بد کیا ہم سے کریگا کوئی کد
اغیار کرین ہم سے کاوش منھ ہمکو سارا تیرا ہے

۲۲۶ ہم جانسے اپنی جاتے ہین پر دل سے یہ جاتا ہی نہین
اس عشق کا ہوئے برا انجم کیا اسنے ڈالا ڈیرا ہے ۱۹

خود بخود دل ہی بیٹھا جاتا ہے — غش پہ غش آج ہمکو آتا ہے
پیشوائی کو دل جو جاتا ہے — اسکے کوچے سے کون آتا ہے
میری بگڑی ہوئی بنا ورنہ ۴ کارسازی مین فرق آتا ہے

ہمتو کہتے ہین درد دل اُس سے
وہ ہمین گالیان سُناتا ہے

کیا اُٹھاتے ہین نکیر بھلا
ہم یہ سمجھے کہ تو جگاتا ہے

یارو ہم خاک کھائین ہجر مین غم
غم ہمین خود ہی کھائے جاتا ہے

ترک عشق بتان نہوئے گا
ناصحا کیون ہمین ستاتا ہے

مین تو خود دل سے ہون ترا بندہ
لن ترانی کسے سناتا ہے

ہم بھی جی ہی پہ کھیلے بیٹھے ہین
دیکھین کب تک وہ آزماتا ہے

نخل اُلفت بھی ہے عجیب شجر
روز ایک طرفہ گل کھلاتا ہے

مجھ سے پوچھے کوئی ستم کو ترے
کون ظالم تجھے بتاتا ہے

چھوڑ اے سنگدل دل آزاری
دلربائی کا لطف جاتا ہے

کیا لڑائی کی ٹھان لی جی پر
سرمہ آنکھون مین کیون لگاتا ہے

اے جنون جوش مین نہ لا دل کو
سوتے فتنے کو کیون جگاتا ہے

بات کرنی جسے نہ آتی تھی
چٹکیون مین وہ اب اُڑاتا ہے

ہم نے مر کر بتا دیا اُسکو
دیکھ دم اس طرح سے جاتا ہے

دست رنگین مین آئنہ لیکر
آگ پانی مین وہ لگاتا ہے

ہمتو ہین تیرے دیکھنے والے
کب نظر مین کوئی سماتا ہے

۲۲۷
کیا کیا تم نے حیف اے انجم
کوئی بے سمجھے دل لگاتا ہے
۹

نمک پیز گر تیری صورت نہوتی
تو پیدا دہن مین یہ حلاوت نہ ہوتی

ہماری عیادت کو آیا زمانہ
جو تم پوچھ لیتے قباحت نہ ہوتی

ہوئی خیر آیا نہ دیوانہ تیرا
قیامت مین کیا کچھ قیامت نہ ہوتی

ابھی اپنے پہلو سے مین پھینک دیتا
جو اس دل مین تیری محبت نہ ہوتی

جو آتا بھی وہ حسب وعدہ تو کیا تھا
سحر تک لڑائی سے فرصت نہ ہوتی

شکایت سے اُس بت کے قاصد کو بیجا
پیمبر جو ہوتا سماعت نہ ہوتی

مری روح آرام پاتی نہ ہرگز
اگر تیرے کوچہ مین تربت نہ ہوتی

مری خاک کو وہ نہ برباد کرتے
اگر اُنکے دلمین کدورت نہ ہوتی

۲۲۹ جو الفت کا اظہار ہوتا نہ انجم
خدا سے بھی تجکو ندامت نہوتی ۸

نہوتا جنون گر محبت نہ ہوتی
یہ نوبت نہ آتی یہ ذلت نہ ہوتی

جو دمساز ہوتا نہ میرا مسیحا
رقیبون سے دم بھر بھی مہلت نہوتی

نہ تھا عذر کچھ دل کے دینے مین مجکو
جو تجھ مین مکرنیکی عادت نہ ہوتی

بلا مین پھنسایا ترے گیسوؤن نے
یہ سودا نہ ہوتا جو الفت نہ ہوتی

ذرا بھی جو وہ چھیڑ دیتے کسی دن
تو پھر ختم دل کی حکایت نہ ہوتی

مرا دل جلانا تھا منظور اُنکو
رقیبون سے کیون گرم صحبت نہوتی

جو غیرون کو وہ سر چڑھاتے نہ اتنا
تو بیزار ہم کبھی اُنکی صحبت نہ ہوتی

ترے اک اشارہ مین دلکو نہ دیتا
مروت جو او بے مروت نہ ہوتی

۲۲۹ پریزاد ہوتا جو اے آسمان وہ ۷
تو زنہار یہ آدمیت نہ ہوتی

اک ذرا پردے سے باہر آئیے
جلوہ مثلِ ماہ دکھلا جائیے
جذبۂ شوق شہادت کہتا ہے
کوچۂ جانان مین سر کٹوا سبئیے
پھیر سے خنجر گلا کٹتا ہے جلد
چرکے دیدیکے نہ یون تڑپائیے
طالب بوسہ جو مین اُس سے ہوا
ہنسکے بولے پہلے مُنھ بنوائیے
ہو مریض عشق کو جلدی شفا
کوئی تو ایسی دوا بتلائیے
دل کی حسرت تو نکل جاے مری
خواب ہی مین ایک دن آجائیے

۲۳۰ انجم دل خستہ کو شاہ نجف ۹
روضۂ اقدس پہ اب بلوائیے

نگہ کیا اور مژہ کیا اے صنم اُسکو بھی اُسکو بھی
سمجھتے ہین قضا کا تیر ہم اِسکو بھی اُسکو بھی
پڑے تھے دل کے پیچھے اُسکو تو غارت کیا تُنے
رہا اب دین و ایمان لو صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
اگر لے ہو ل اک بوسے پہ میرا دین و ایمان تو
مین دیدونگا ترے سر کی قسم اِسکو بھی اُسکو بھی
حقیقت مین تفاوت کچھ نہین شیخ و برہمن مین

سُنا ہے ہم نے بھرتے تیرا دم اِسکو بھی اُسکو بھی

گرا دیتا ہے آنکھون سے مری سنبل ہویا ناگن
تمھاری کاکل پیچان کا خم اِسکو بھی اُسکو بھی

کبھی تیوری چڑھانا اور کبھی مُنھ پھیر کر ہنسنا
ترا عاشق سمجھتا ہے ستم اِسکو بھی اُسکو بھی

ہماری آبرو کیا اور دلِ پُر حوصلہ کیسا
ڈبو دیتا اری او چشم نم اِسکو بھی اُسکو بھی

کیا اقرار بوسہ دینے کا دین گالیان تمنے
فقیرِ عشق ہون سمجھا کرم اِسکو بھی اُسکو بھی

۲۳۱ خط محبوب و پائے نامہ بر قسمت سے ہاتھ آئے
لگا آنکھون سے انجم دمبدم اِسکو بھی اُسکو بھی ۱۱

کونسا طرز جفا ہے جو نہین یاد تجھے
آسمان مان گیا او ستم ایجاد تجھے

پھیر دی اُلٹی چھری میرے گلے پر تو نے
ذبح کرنا بھی نہ آیا ارے جلاد تجھے

جو ستم تو نے کیے دل نے اُٹھائے بخوشی
تیرے ناشاد نے ہر طرح کیا شاد تجھے

تو نے برباد کیا مجکو تو اسکا نہین غم
میرا اللہ ہمیشہ رکھے آباد تجھے

رات دن یون ہی مرے تڑپانے سے پھر کیا حاصل
نہین مرغوب جو ظالم مری فریاد تجھے

پرسشِ روزِ قیامت سے ڈرایا تو کہا
ہم جو چاہین تو وہان بھی نہ ملے داد تجھے

بیقراری نہین لازم ہے قفس مین بلبل
چاہیے پیروی خاطر صیاد تجھے

لے کے دل خاک مین اک روز ملائیگا ضرور
خوب سمجھا ہون ارے بانی بیداد تجھے

قید کیون فصل بہاری مین کیا بلبل کو
موت آجائے الٰہی کہین صیاد تجھے

دیکھ اچھا نہین عشق قد جانان اے دل
دار پر کھینچے گا وہ غیرت شمشاد تجھے

۲۳۲ ۷

یون جلائے حق وناحق نہ کبھی اے انجم
آدمی زاد جو سمجھے وہ پریزاد تجھے

میرے جانب یہ گمان لو واہ وا اچھی کہی
مجھ سے اور یہ امتحان لو واہ وا اچھی کہی

ہم تمھین چاہین بھلا ایسا ہمارا منہ کہان
تم کہان اور ہم کہان لو واہ وا اچھی کہی

پوچھتے ہو مجھ سے تم ناحق شب فرقت کا حال
مجھ سے اور ہووے بیان لو واہ وا اچھی کہی

دم تو لے جان جہان رکتا تھا تیرے ہجر مین
اب لگی رکنے زبان لو واہ وا اچھی کہی

لیکے دل اب پھیرتے ہو یون گل و گر شگفت
پھینکدو چاہو جہان لو واہ وا اچھی کہی

وصل کی شب میری جان ہے او ٹلکی کبھی بہار
قول ہووے درمیان لو واہ وا اچھی کہی

۲۳۳ ۶

چاہ اے انجم چھپائے سے چھپے ممکن نہین
عشق اور رہوئے نہان لو واہ وا اچھی کہی

ٹوٹتا ہے دم ترا بیمار اٹھتے بیٹھتے
ٹیستا ہے زخم دل ہر بار اٹھتے بیٹھتے

یاد مین اسکے در دندان کی روتا ہون جو مین
ٹوٹتا ہے موتیون کا ہار اٹھتے بیٹھتے

گو کہ طاقت ہم مین اصلا راہ چلنے کی نہین
آہی جاتے ہین مگر اے یار اٹھتے بیٹھتے

پہلے ایجان بوسہ پر انکار کی عادت نہ تھی
اب تو تو کرنے لگا تکرار اُٹھتے بیٹھتے

دل تو ہے بیتاب لیکن کیا کرین کچھ بس نہین
ورنہ لپٹا کرین کرتا پیار اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی بڑھ گئی ہے اسقدر اب عشق مین
لڑکھڑا جاتا ہون مین اے یار اُٹھتے بیٹھتے

صدقے ہوجاؤنمین اس اٹھلا کے سونے پر ترے
لون بلائین تیری اے دلدار اُٹھتے بیٹھتے

خوف رہتا ہے یہی ایجان سُن لیگا کوئی
ورنہ حال دل کرون اظہار اُٹھتے بیٹھتے

۲۳۴

کہتے ہین انجم کسی سے دل لگایا ہے ضرور
طعنے دیتے ہین مجھے ہر بار اُٹھتے بیٹھتے

۶

تڑپا کیا دل بھی غم فرقت مین جگر بھی
اے یار مگر تو نے نہ لی میری خبر بھی

دل لیکے مرا مجھسے کر گئے یہ عداوت
مجھکو نہ تھی اصلا بخدا اسکی خبر بھی

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین تمھاری
جھنجھلا کے وہ بولے کہین جھگڑا چکے مر بھی

ہم حسرت دیدار مین مرجائین مگر تم
صورت نہ دکھاؤ گے ہمین ایک نظر بھی

دل تو تمھین پہلے ہی سے ہم دے چکے ایجان
اب پھر بھی نہ راضی ہو تو حاضر ہے جگر بھی

۲۳۵

اس منزل دنیا سے یونہین چل بسے انجم
افسوس لیا ساتھ نہ کچھ زاد سفر بھی

۱۱

جب سر شام ترے گیسوے پیچان دیکھے
رات بھر ہم نے عجب خواب پریشان دیکھے

طالب دید ترے جتنے مریجان دیکھے
دربدر خاک بسر چاک گریبان دیکھے

ایسا ڈوبا دل مضطر نہ ملا تھل بیڑا
آج اے دیدۂ گریان ترے طوفان دیکھے

دل نہ پھر حشر تلک قصد کرے جانیکا
کوچہ زلف کی گر بھول بھلیان دیکھے

خود بخود شوق شہادت مین اسر جھک جائے
تیغ کو تیری جو قاتل کبھی عریان دیکھے

رات کو چاند گہن کا ہوا دھوکا مجھکو
رخ پر نور پہ گیسو جو پریشان دیکھے

تارے گن گن کے کرے صبح تمہارا مہجور
گر تمھین ہاتھ پہ چنتے ہوئے افشان دیکھے

جان سے دونون سر دست اٹھا بیٹھین ہاتھ
برہمن دیکھے تجھے خواہ مسلمان دیکھے

ضبط گریہ نہو قاتل سے باین سنگدلی
چاک کرکے جو مرا سینہ سوزان دیکھے

مجھکو کہتا ہے کہ دل اور سے الجھایا ہے
جیتے جی دوستو اس شوخ کے طوفان دیکھے

۲۲۶

آسمان جو کہ ہوا اس ماہ کا عاشق کیونکر
آنکھ اٹھا کر وہ سوئے مہر درخشان دیکھے

۱۱

تم خفا ہو اے صنم کس واسطے
روٹھتے ہو دمبدم کس واسطے

ہم تو حاضر ہین تمہاری جو خوشی
پھر یہ ہین ظلم و ستم کس واسطے

میرے رونے پر وہ ہنستا بھی نہین
گریہ پھر اے چشم نم کس واسطے

جبکہ ہر شے کو فنا ہی ہے تو پھر
خواہش جاہ و حشم کس واسطے

وہ تو میت پر بھی آنے کے نہین
جان دین پھر اپنی ہم کس واسطے

تم تو بزم غیر مین خوش خوش پھرو
ہم اٹھائین رنج و غم کس واسطے

وہ مسیحا تو نہ آئے گا کبھی
رک گیا آنکھون مین دم کس واسطے

تھی اگر ترک وفا مد نظر
پھر یہ تھے قول و قسم کس واسطے

آپ نے تیوری چڑھائی کس لیے | کھینچ لی تیغ دو دم کس واسطے
کوے جانان چھوڑ کر اے زاہدو | خواہش باغ ارم کس واسطے

۲۳۷ انجم بے خانمان کو اسقدر
دیتے ہو رنج و الم کس واسطے ۳

آنکھ آہوے صید افگن ہے | مردم شوخ دیدہ رہزن ہے
حور بھی دیکھ لے تو شرما جائے | تجھپہ نام خدا وہ جوبن ہے
مرگیا وہ جسے ڈسا اسنے | گیسوے یار ہے کہ ناگن ہے
مین تو کشتہ ہون تیرہ بختی کا | گھر پہ کیون چراغ روشن ہے
کیا خطا تیری ہم نے کی اے چرخ | بے سبب کیون ہمارا دشمن ہے
رات دن بولتا ہے بے کوکے | دل نالان بھی طرفہ ارگن ہے
دل مین رہنا بھی اُسنے چھوڑ دیا | اسقدر یار مجھسے بدظن ہے
حسرتین بیڑیان ہین پانوُن کی | آرزو میری طوق گردن ہے
پھر ہرے ہوگئے ہین داغ جگر | آج کل پھر بہار گلشن ہے
رات دن ہے جو زلف یار کی یاد | کیا بتاوُن جو دل کو اُلجھن ہے
سبزۂ خط پہ مرمٹا ہون مین | ابر تربت پہ سایہ افگن ہے
روز کرتا ہے اک نیا حیلہ | کسقدر یار شوخ و پرفن ہے

۲۳۸ کچھ کسی کا گلا نہین انجم | دل سوا سب کے اپنا دشمن ہے ۱۳

یاد کس کسکو کیا ہے نہین معلوم مجھے
آئی کس کسکی قضا ہے نہین معلوم مجھے

مجھسے دل لیکے وفا کیجیے گا یا کہ جفا
عندیہ آپکا کیا ہے نہین معلوم مجھے

کوئی للہ مرے یار سے پوچھے تو سہی
مجھسے خوش ہے کہ خفا ہے نہین معلوم مجھے

کس سے دل مانگون مین اپنا کرون کس سے شکوہ
کسکے زیر کف پا ہے نہین معلوم مجھے

گالیان کیون نہین دیتے ہین وہ بیباکی سے
آج کیون شرم وحیا ہے نہین معلوم مجھے

دیر سے کام نہ مجھکو نہ حرم سے مطلب
کون بت کون خدا ہے نہین معلوم مجھے

کس جگہ جاؤن کہان ڈھونڈھون کرون کیا تدبیر
کیا ترے گھر کا پتا ہے نہین معلوم مجھے

بال بکھرائے ہوے یار چلا آتا ہے
آئی یہ کیسی بلا ہے نہین معلوم مجھے

حال دل اُنسے جو پوچھا تو کہا جھنجھلا کر
عالم الغیب خدا ہے نہین معلوم مجھے

کسنے دیوانہ کیا چاند سا مُنھ دکھلا کر
کونسا ماہ لقا ہے نہین معلوم مجھے

قتل کس کسکو کیا تیغ ادا سے اُسنے
کون ممنون قضا ہے نہین معلوم مجھے

کیون نہین تیغ ادا سے مجھے بسمل کرتے
کیا تڑپنے مین مزا ہے نہین معلوم مجھے

۲۳۵

دل اُسے دون کہ نہ دون کچھ تو بتاؤ انجم
وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے نہین معلوم مجھے

۶

غم ہجر کے گئے دن گذر ہوا آخر اپنا وصال ہی
پہ یہ کیا غضب ہے پئے خدا تجھے آج تک ہے ملال ہی
ہے انوکھا اُسکا جمال ہی نہ وہ بدر ہے نہ ہلال ہی

نہین بنتی کوئی مثال ہی بلغ العلی بکمالہٖ
مری آہ نے یہ کیا اثر کہ وہ آنکر ہوئے جلوہ گر
شب تار ہجر ہوئی سحر کشف الدجی بجمالہٖ
ہے اُسی کی شان مین لافتی ہے اُسکی ثنا مین ہل اتی
ہے اُسی کی شان مین انما حسنت جمیع خصالہٖ
مین سوال وصل ہون کر رہا وہ یہ کہتا ہے کہ نا نونگا
یہ عجب طرح کا ہے مخمصا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہی
مجھے کس طرح نہ خیال ہو کہ نہ انجم اُنکو ملال ہو
کسی بات کا جو سوال ہو نہین اتنی اپنی مجال ہی

وصل سے تو جدائی بہتر ہے
صلح سے تو لڑائی بہتر ہے
اک ہمین ہین بُرے ترے آگے
اور ساری خدائی بہتر ہے
آشنا بنکے کون اُٹھائے ستم
اس سے نا آشنائی بہتر ہے
ایک عرصے سے منتظر تھا مین
اے اجل تو جو آئی بہتر ہے
مطلب دل حصول ہو کہ نہ ہو
پر دہانتک رسائی بہتر ہے
اُنکا پنجہ ہے مہر سے پُر ضو
یہ نو سے کلائی بہتر ہے
در شبیر پر چلو انجم
اب وہین جبہہ سائی بہتر ہے

جب صفائی نہین تو پھر کیا ہے
یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے

میرے آگے اشارے غیرونسے
کج ادائی نہین تو پھر کیا ہے

ایک بوسے پہ اسقدر تکرار
یہ رکھائی نہین تو پھر کیا ہے

ہم سے مانا کہ وہ بھی راضی ہون
پر رسائی نہین تو پھر کیا ہے

جان جاتی ہے خوبرو یون پر
موت آئی نہین تو پھر کیا ہے

گٹھا ماتھے پہ ہاتھ مین تسبیح
پارسائی نہین تو پھر کیا ہے

۲۴۲ ۵

لے کے دل وہ مکر گئے انجم
یہ ڈھٹائی نہین تو پھر کیا ہے

ذرا تو حال دل اے گریہ لب تک آنے دے
فسانہ شب فرقت انھین سنانے دے

مین سر کے بل ترے کوچے مین لا کھڑا آؤن
اگر یہ ضعف ذرا بھی قدم اُٹھانے دے

کہا جو مین نے کہ فرقت مین جان جاتی ہے
وہ ہنسکے ناز سے کہنے لگا کہ جانے دے

ہزار چاہا کہ کچھ درد دل کہون اُنسے
مگر تسلسل گریہ بھی لب تک آنے دے

۲۴۳ ۱۱

تو اُسکی یاد نہ دل سے بھلائیو انجم
اگر وہ بھول گیا ہے تو بھول جانے دے

مری جان جدائی نہ ہو گی تو ہو گی
کسی دن لڑائی نہ ہو گی تو ہو گی

انھین شرم ہے اور یہان شوق سجدہ
اگر ہاتھا پائی نہ ہو گی تو ہو گی

نہین اتنی جرأت کہ قدمون پہ گر کے
کہ اُنسے صفائی نہ ہو گی تو ہو گی

ذرا جذبۂ دل مدد کر خدا را
جو اُن تک رسائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہ کچھ حسن و خوبی مین فرق آیا ہوگا
یہ دولت لٹائی نہ ہوگی تو ہوگی

رہائی اسیر محبت کو تیرے
اگر موت آئی نہ ہوگی تو ہوگی

نئے ظلم ایجاد کرتے رہو تم
جہان مین دُہائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہین باک غیرون سے ملنے مین اُنکو
جو دل مین بُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

ہر اک بات پر آفرین جب کہین سب
تو پھر خود ستائی نہ ہوگی تو ہوگی

محبت کی جو آنکھ تھی آگے تیری
جو تو نے چُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

۲۴۴
محبت کا گر کھل گیا حال اُنپر
تو انجم رُکھائی نہ ہوگی تو ہوگی
۱۳

میری جانب بھی خدا را دیکھیے
دیکھیے اسے ماہ پارا دیکھیے

نشۂ الفت سے ہین عشاق مست
رنگِ بزم اسے بزم آرا دیکھیے

آئیے اسے رشک عیسی آئیے
دم نکلتا ہے ہمارا دیکھیے

اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
مر نہ جائے غم کا مارا دیکھیے

تا بکے ترچھی نگاہین تا بکے
سیدھی نظرون سے خدارا دیکھیے

مانیے کہنا نہ کیجے ذکرِ غیر
حال کھل جائیگا سارا دیکھیے

بوسۂ شمشیر ابرو لے لیا
حوصلہ اسے جان ہمارا دیکھیے

شام سے وہ یون ڈراتے ہین مجھے
صبح کا نکلا ہے تارا دیکھیے

چھیڑنے کو سے کہتے ہین وہ ہر گھڑی
کون ہے کسنے پکارا دیکھیے
بام پر پھر بیٹھتے ہین آکے آپ
پھر رقیبون نے ابھارا دیکھیے
ہین نے پوچھا تمکو دل دون یا ندون
ہنسکے بولے استخارا دیکھیے
کھولکر جوڑا لگا کہنے وہ شوخ
سورۂ والیل سارا دیکھیے

۲۴۵

راز الفت اُسسے انجم کیون کہا
ہو نہ جاے آشکارا دیکھیے

۱۱

آج کل ایسی ناتوانی ہے
بار سر سے بھی سرگرانی ہے
میرا خط اسکو دے کے کہدینا
تیرے عاشق کی یہ نشانی ہے
کیون نہ آجاے دل حسینون پر
زاہدا عالم جوانی ہے
مجھ مصیبت زدہ کا حال نہ پوچھ
ایک قصہ ہے اک کہانی ہے
آج ہی مار ڈال اے ظالم
آخر اک دن تو جان جانی ہے
خاک اے چشم تر تھمین آنسو
دل ہی سینے مین پانی پانی ہے
کیا گنہ میرا بھا گئی جو مجھے
تیری صورت ہی خوشنمانی ہے
کہین چھوڑے سے چھوٹتی ہے
ناصحا چاہ استخوانی ہے
کیون نہو جائین چھلنی چھلنی پاؤن
تیرے کوچے کی خاک چھانی ہے
یا الٰہی بھرے نہ زخم جگر
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
حیف دل اسپہ آگیا انجم
جو کہ ظلم و ستم کا بانی ہے

۲۴۶

کرے جو چپہچے بلبل ہزار بن تیرے
کھلے نہ غنچۂ دل زینہار بن تیرے

یہ بیخودی ہوئی اے شہسوار بن تیرے
چھٹی عنان شکیب و قرار بن تیرے

مثال خار ہوا لالہ زار بن تیرے
خزان ہوئی ہے مجھے فصل بہار بن تیرے

قطعہ

تڑپتے گذری شب انتظار بن تیرے
نہ نیند آئی کسی طرح یار بن تیرے

کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے یا علیؑ کہکر
مین چیخ چیخ اُٹھا بار بار بن تیرے

مریض ہجر کی جلدی خبر لے اے عیسیٰ
لبون پہ آگئی ہے جان زار بن تیرے

۲۴۷

ہر ایک پھول بھی انجمؔ کو اپنے بستر کا
مثال خار ہے اے گلعذار بن تیرے

۹

رہ نجائے کوئی دلمین تمہارے ارمان باقی
وہ بھی ہوجائے ابھی جو ہو مریجان باقی

کیون ستانیکو مرے وصل کی شب بول اُٹھا
ہے ابھی رات بہت مرغ خوش الحان باقی

اپنے بیمار کا کیا خاک کیا تونے علاج
درد دل ہی کا اگر رہگیا درمان باقی

آف زبانسے نہین کرتے نہین کرتے لیکن
دلمین تو ہے خلش ناوک مژگان باقی

کردیا دست جنون نے مجھے بالکل عریان
نہ رکھا نام کو بھی تار گریبان باقی

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکبار کیا
تا قیامت رہا گردن پہ یہ احسان باقی

نہ بچے گا ترا بیمار ذرا دیکھ آکر
بات رہجائیگی اے عیسیٰ دوران باقی

سب چھٹے پر نہ چھٹا دوریٔ جانان کا غم
رہگیا اک یہ مری جان کا خواہان باقی

۲۴۸

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل یہ بولا وہ ماہ
سچ کہو ابھی ہے انجمؔ کوئی ارمان باقی

۶

نہ آج تک تو دلا زور بل قضا کے چلے ہماری جان چلی لیجیے وہ آ کے چلے
ہٹا لو چہرے سے اپنے ذرا پریشان بال یہ صبح ہوتے ہوئے دوپہر ڈھلا کے چلے
تسلیوں میں بھی انکی ہے ظلم کا پہلو کلیجہ تھام لیا جب گلے لگا کے چلے
ابھی تو آنکھ لگی تھی ترے تصور میں نکیرین لیجیے مرقد میں بھی جگا کے چلے
بھلا یہ چوری ہے صاحب کہ سینہ زوری ہے لڑا کے آنکھ نگاہوں میں دل چرا کے چلے

٢٢٩ یہ ڈر رہا ہوں کہ اندھیر کچھ نہ ہو انجم
الٰہی خیر ہو آنکھوں میں وہ سما کے چلے ١٢

زبان کس طرح باز آئے فغان سے فغان کو لاگ ہے میری زبان سے
جلا دل شعلۂ ہجر بتان سے شرر اٹھنے لگے ہر استخوان سے
مرا نام و نشان گر پوچھنا ہو تو پوچھو بلبل بے خانمان سے
نہیں شکوہ ترا آتا زبان پر کہوں میں حال اپنا کس زبان سے
اگر سر پھوڑنا ہی ٹھہرا اے جان تو پھر کیا کام تیرے آستان سے
یہ آزار محبت نے کیا زار نہ اٹھا تار یک مجھ ناتوان سے
میں ہوں شوریدہ سر الجھے نہ جلاد قدم اپنا اٹھا لے درمیان سے
مجھے بھی ساتھ لیلو جانے والو رہا جاتا ہوں پیچھے کاروان سے
نہ شرماؤ ذرا آنکھیں ملاؤ یہ بتلاؤ کہ آتے ہو کہاں سے
تمہارا دل تو پتھر ہے مری جان میں ایسا دل بھلا لاؤں کہاں سے

بھلا او سنگدل کیا پوچھتا ہے | تڑپنے کا مزا مجھ نیم جان سے

۲۵۰

جو سر کاٹا مرا قاتل نے انجم
سبکباری ہوئی بار گران سے

۱۰

حیاؤ شرم کے صدقے ہنسی منہ پر نہین آتی
یہان آ بیٹھو پھر دیکھون تو مین کیونکر نہین آتی

مرے ہی واسطے اندھیر ہے یہ اے ستم تابان
وگرنہ چاندنی راتون کو کس کے گھر نہین آتی

بھروسے پر تری رحمت کے کرتا ہون گنہ لاکھون
ذرا بھی میرے دل مین دہشت محشر نہین آتی

بیان کرتا ہون جب حال شب فرقت تو کہتے ہین
تمھاری سی مجھے بیکار کی ٹر ٹر نہین آتی

کراہت تھی جسے روز نخستین اندر آنے مین
وہی ہے روح جو اب جسم سے باہر نہین آتی

ترے دیوانے بستی سے گئے صحرا کی جانب کو
بہت مدت ہوئی آواز شور و شر نہین آتی

مین خود اپنے دل وحشی کی نادانی کا قائل ہون
حقیقت مین ابھی اسکو محبت کرنی نہین آتی

نہین معلوم کب شمشیر کھینچے ہم پہ وہ قاتل
ہمیشہ سنتے آتے ہین قضا کہکر نہین آتی

نہا کر بال سکھلاتے ہین وہ اور دیکھتا ہون مین
یہ کیسی ہے بلا یارب جو میرے سر نہین آتی

(۲۵۱) وہ پوچھین یا نہ پوچھین تم تو چاہے جاؤ اے انجم
تمھین نام خدا غیرت تو رتی بھر نہین آتی (۱۱)

کوچے مین گر جگہ نہ ملیگی مزار کی
مٹی خراب ہوگی ترے خاکسار کی

صورت کوئی نکلتی نہین وصل یار کی
تسکین ہو کس طرح سے دل بیقرار کی

گلشن مین بلبلون نے کیا آکے پھر ہجوم
پلٹی ہوا رُت آگئی فصل بہار کی

جاتا رہے یقین سے مرا درد سر ابھی
ملجائے یار و خاک اگر پائے یار کی

پردا اُٹھا دیا ہے یہ کس بے حجاب نے
برچھی نگہ کی کسنے مرے دل کے پار کی

ہرگز نہ اُسنے صحبت اغیار ترک کی
حالانکہ مین نے یار کی منت ہزار کی

عاشق پٹک کے سر پس دیوار مرگیا
دل تو دیا تھا جان بھی تم پر نثار کی

اصرار اُسنے جب کیا اقرار وصل پر
سو بار گر نہین کی تو ہان ایک بار کی

آسان نہین مقابلہ دندان یار سے
بنجائے آبرو پہ دُر شاہوار کی

ایک ایکدن برس کے مقابل ہے اے صنم
اک اک گھڑی پہاڑ ہے شب انتظار کی

(۲۵۲) انجم مری مدد کو ہین مشکل کشا علیؑ
پروا نہین ہے کچھ مجھے روز شمار کی (۱۲)

امید مہر پر اک حسرت دل ہم بھی رکھتے تھے
تمنا وصل کی اے ماہ کامل ہم بھی رکھتے تھے

کبھی گلزار داغ عشق سے دل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی اک تازہ گلشن اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے

کسی دن تو وہ بحر حسن آکر زیب بر ہوتا
کہ آغوش تمنا شکل ساحل ہم بھی رکھتے تھے

الگ تو بزم سے اٹھکر ہوس سن لیتا تو کہدیتے
کہ کچھ کچھ التجا اے زیب محفل ہم بھی رکھتے تھے

ہمیں بے موت کیوں مارا اجل تو کس لیے آئی
ہوائے بوسۂ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارے دل کا عقدہ کیوں نہ اے غنچہ دہن کھولا
ہوس بوسے کی تھی تھوڑی سی مشکل ہم بھی رکھتے تھے

کریں اب کیا کہاں ڈھونڈھیں گنوایا کوئے گیسو میں
کبھی یادش بخیر اے ہمدمو دل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارا امتحان بھی او قدر انداز لازم تھا
دل مجروح و مضطر جان بسمل ہم بھی رکھتے تھے

کیا پامال اسکو کیوں نہ تم نے ساتھ سبزے کے

تمہارے زیر پا ایجان جان دل ہم بھی رکھتے تھے

نہیں اب کثرت داغ جنون سے سینے لائق ہدیہ
کبھی دل پیشکش کرنے کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

حقارت سے نہ دیکھو آج ہم کو اے پری پرولیہ
کبھی تم سا کوئی زہرہ شمائل ہم بھی رکھتے تھے

عجب ہے کیا ہوئی اُلفت دا ایجان دونون جانب کی
یہی دل تم بھی رکھتے تھے یہی دل ہم بھی رکھتے تھے

یونہیں شب بھر جلا کرتے تھے یاد شعلہ رُخ مین
یہی سوزش کبھی اے شمع محفل ہم بھی رکھتے تھے

۲۵۱ لب جان بخش پر کیا فوق دیتے چشم فتان کو
کہا انجم کچھ تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

عفو تقصیر جو ہوتی تو بڑی بات نہ تھی
کوئی مشکل تو یہ اے قبلہ حاجات نہ تھی

تجکو منظور اگر ہم سے ملاقات نہ تھی
ترک الفت ترے نزدیک تو کچھ بات نہ تھی

سر بسر دور ہوے رنج و الم فرقت کے
اور کیا تھا یہ اگر تیری عنایات نہ تھی

خاک ہوتا تر و تازہ مرا نخل اُمید
سیر سے اشکونکی جھڑی تھی کوئی برسات نہ تھی

بیوفا تم ہوے کی ترک محبت مین نے
عشق بازی مرا شیوہ تمہاری ذات نہ تھی

۲۵۲ کیون نہ اظہار کیا حال دل اپنا انجم
آج تھا حشر کا دن وصل کی تو رات نہ تھی ۱۴

نالون کا اذن دے دل ناچار کے لیے
اس درجہ قید تازہ گرفتار کے لیے

کچھ مختصر سا حال نہین میرا لیے خدا
دو چار حشر ہون مرے اظہار کے لیے

چھلا بھی قول کا نہ مجھے آپنے دیا
اقرار نامے لکھو مرے اقرار کے لیے

مجھ ناتوان کے قتل پہ کیون کھینچیے جو تیغ
کافی ہے اک اشارہ تو دو چار کے لیے

اپنے ہی کوچے مین مجھے دفنا نا بعد مرگ
مرتا ہون تیرے سایۂ دیوار کے لیے

قدمون کی تیرے خاک جو آجاے میرے ہاتھ
سرمہ بناؤن دیدۂ بیدار کے لیے

بوسہ دے تو دے مجھے دو چار گالیان
اکسیر ہے یہی ترے بیمار کے لیے

اے آرزوؤ اتنا تو لازم نہین ہجوم
تھوڑی جگہ تو دل مین رہے یار کے لیے

جانِ حزین و لخت جگر پارہ ہاے دل
لایا ہون نذر دینے کو سرکار کے لیے

پچھلے سے مستعد ہین وہ جانیکے واسطے
سوتے سے اٹھ کے بیٹھے ہین تکرار کے لیے

محشر مین کام کچھ ترے دیوانے کا نہ تھا
بلوا لیا ہے رونق بازار کے لیے

چرکے ہزارون دل پہ لگے تیغ ناز کے
بوسے لپٹ لپٹ کے جو تلوار کے لیے

ظالم خدا کے واسطے آنا جو ہو تو آ
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

۲۵۵

انجم ذرا دکھائیے نازک خیالیان
تشبیہ ڈھونڈھیے کمر یار کے لیے

۱۱

چشم کہتی ہے کہ شرمندہ ہے بارش مجھسے
آہ کہتی ہے خجل رہتی ہے آتش مجھسے

جان دیتے ہے مجھے پاس رضاجوئی کا
آپ کیون ہوتے ہین ناحق متوحش مجھسے

جان دیدون بس دیوار تڑپکر اے دل
اس سے بڑھکر نہین ہو سکتی ہے کوشش مجھسے

خال رخسار کے بوسے پہ بگڑتے ہین حضور
اتنی سی بات پہ لازم نہین رنجش مجھسے

کج ادائی سے کیا قتل مجھے پہلے تو
سے کتنے دمساز ہو اب کرتے ہو سازش مجھسے

حال دل سنکے تجاہل سے وہ فرماتے ہین
مین نہ سمجھا تھا کہ ہوتی ہے گذارش مجھسے

سال بھر دیدۂ گریان سے بہائے جو اشک
ابکی برسات مین شرمندہ ہے بارش مجھسے

اک نظر دیکھنے پر کرتے ہو یہ جور و ستم
یا کوئی اسکے علاوہ بھی ہے کاوش مجھسے

بندگی کا نہین کچھ خاک ادا ہوتا حق
ان بتون کی نہین ہو سکتی پرستش مجھسے

جذبۂ عشق نے اتنا تو اثر دکھلایا
اب تو خود ملنے کی رکھتے ہین وہ خواہش مجھسے

٢٥٦

نام لے دونگا دل زار کا اپنے انجم
حشر کے دن جو کریگا کوئی پرسش مجھسے

١٣

دیکھا نہین جب سے تجھے اے ماہ لقا ہے
بیتابیِ دل درد جگر حد سے سوا ہے

معلوم نہین کوے صنم کونسی جا ہے
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون نہین اُسکا پتا ہے

بیمار محبت ہون مین بیکار دوا ہے
خاک در جانان ہی مجھے خاک شفا ہے

بکھری ہوئی چہرے پہ ترے زلف دوتا ہے
یا چاند پہ چھائی ہوئی یہ کالی گھٹا ہے

گھبرا گیا دم مجھکو بتاؤ تو یہ کیا ہے
یارو یہ شب ہجر ہے یا کالی بلا ہے

یہ بندہ تو ہر بات مین راضی برضا ہے
بیجا بھی کہو تم تو مری جان بجا ہے

وہ حسن خدا داد ترا نام خدا ہے
جسنے کہ تجھے دیکھا کہا صل علیٰ ہے

کیون مجھ سے چھڑایا مرے دلدار کو تونے | ہاے فلک پیر مجھے تجھ سے گلا ہے
وہ طرز ملاقات و عنایات و محبت | سب بھول گئے یاد فقط جور و جفا ہے
بیتابیِ دل اپنی بیان کرتا ہون جب مین | وہ ہنسکے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کسواسطے روٹھے ہوے بیٹھے ہین حضور آپ | بتلائیے تو کونسی بندے کی خطا ہے
لادے خبر یار رہیگا ترا احسان | تجھ سے یہی مطلب مرا اے باد صبا ہے

۲۵۷ انجم تجھے کچھ خوف نہین روز قیامت
حامی ترا ہر وقت رسول دوسرا ہے ۱۴

رقیبون کا تری محفل مین کسدن تھا گذر پہلے | عنایت کی نظر ان پر کہان تھی اسقدر پہلے
تڑپتا تھا کہان سینے مین دل شام و سحر پہلے | نہ تھے عاشق کسی پر ہم نہ تھا درد جگر پہلے
بڑھایا تھا جو لے دل اسقدر رسم محبت کو | انھین شاید نہ تھی ترک وفا مد نظر پہلے
ترا احسان بھی ہوتا ہماری جان بھی بچتی | قضا سے اے مسیحا تو چلا آتا اگر پہلے
نہ دیتا دل کبھی تمکو بلا سے جان ہی جاتی | نہ تھی مجھکو تمھاری بیوفائی کی خبر پہلے
تو دل لیکے اب کرنے لگے بے اعتنائی تم | وہی آخر کو پیش آیا مجھے تھا جسکا ڈر پہلے
گلا میرا ابھی کٹجائے نہ بازو بھی ترا دُکھے | ذرا خنجر کو قاتل تو لگا لے سان پر پہلے
کیا شکوہ جو مین نے اگلی باتون کا تو وہ بولے | فقط وہ امتحان تھا ہمکو منظور نظر پہلے
اگر اُس شاہ خوبان کی حضوری مجکو حاصل ہے | تو دو نہین نذرہا کر دو یہ ہم داغ جگر پہلے
بنایا کرتا ہے تو اب تو لاکھون جھوٹ سچ فقرے | کہان آتی تھین یہ باتین تجھے او فتنہ گر پہلے

نہیں معلوم ہوتا کچھ پڑا کیا حادثہ اس پر
کبھی رہتی نہ تھی آنکھوں پہ یوں چشم تر پہلے

پریشاں کرتے تھے کب آ کے مجکو صورت گیسو
الجھ پڑتے نہ تھے اسطرح تم ہر بات پر پہلے

۲۵۸
اگر ملک عدم کا قصد تم رکھتے ہوئے انجم
مناسب ہے کرو تیار سامان سفر پہلے
۵

نہ کر ذبح اے ظالم مجھے شمشیر سے پہلے
مجھے آگاہ کر دینا مری تقصیر سے پہلے

ازل کے روز سے آشفتۂ گیسوئے لیلیٰ ہوں
نہ کیونکر سلسلہ ہوتا مجھے زنجیر سے پہلے

اثر دکھلایا کیسا جذبۂ شوق شہادت نے
چھری گردن پہ میری پھر گئی تکبیر سے پہلے

نہ کیونکر بعد عارض خط جاناں کا تصور ہو
سبق درس ہے قرآن کا تفسیر سے پہلے

۲۵۹
فروغ اپنا نظر آئیگا انجم روز محشر میں
جو ہوگا عشق صادق حضرت شبیر سے پہلے
۱۲

تمہیں خیال ہمارا اگر نہیں نہ سہی
ہمارے حال کی تمکو خبر نہیں نہ سہی

میں اب کبھی نہ کہونگا نہ ملیے غیروں سے
نباہ آپ کو مد نظر نہیں نہ سہی

جو آپ آئے یہاں آپ ہی کا احسان ہے
ہماری آہ کا صاحب اثر نہیں نہ سہی

مری طرف سے تمہیں ہے خیال جھوٹ کا
چلو میں عاشق شیدا اگر نہیں نہ سہی

ہم اپنی روح کو قاصد بنا کے بھیجینگے
ترا گذر جو وہاں نامہ بر نہیں نہ سہی

خدا کے واسطے عاشق سے کچھ ہنسو بولو
دہن تو رکھتے ہو صاحب کمر نہیں نہ سہی

جفا و ظلم کا امکان کون مانع ہے
تمہارا اسمیں اگر کچھ ضرر نہیں نہ سہی

کبھی تو نخل محبت بھی بارور ہوگا | جو آج او چمن آرا ثمر نہین نہ سہی

ہم اپنے سر کو کہین اور جا کے پھوڑینگے | بتو تمھارا اگر سنگ در نہین نہ سہی

ہوائے حسرت دیدار لے اڑیگی مجھے | مثال مرغ اگر بال و پر نہین نہ سہی

بہت بجا ہے جو وحشی خطاب مجھکو ملا | حضور زخیر جو بندہ بشر نہین نہ سہی

۲۶۰ رسائی آہ جگر سوز کی تو ہے انجم
جو اُنکے کوچے مین اپنا گذر نہین نہ سہی ۲۵۰

نہ تو گل کوئی نہ بوٹا نظر آتا ہے مجھے | گلشن دل مرا اُجڑا نظر آتا ہے مجھے

دیکھکر کہتا ہے عالم ترے دیوانے کو | کسی دیوار کا سایا نظر آتا ہے مجھے

ملک الموت نہین ہے سر بالین آیا | قاصدا ے جان تمھارا نظر آتا ہے مجھے

اُس مسیحا سے جو ظاہر مرض عشق کیا | ہنسکے بولا تجھے سودا نظر آتا ہے مجھے

پھر رقیبون پہ عنایت کی نگاہین ہین وہی | پھر مزاج آپ کا بدلا نظر آتا ہے مجھے

بعد مدت کے جو آئینۂ عارض دیکھا | اپنا بگڑا ہوا نقشا نظر آتا ہے مجھے

اپنے رونے کا تصور جو کبھی کرتا ہون | ایک اُمڈا ہوا دریا نظر آتا ہے مجھے

دیکھنے میرا جنازہ وہ لب بام آئے | اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے

ہے یقین اب دل عاشق تہ و بالا ہونگے | کان مین یار کے بالا نظر آتا ہے مجھے

چاندنی مین جو نکلتا ہے مرا مہ پارہ | چاند کا نور سوایا نظر آتا ہے مجھے

بوسے کے دینے مین تو آج ہے ایسی تکرار | وصل مین وعدۂ فردا نظر آتا ہے مجھے

دل مین ہے عشق صنم پر ہے یہ جوش وحشت
عین آبادی مین صحرا نظر آتا ہے مجھے

دوڑ جاتا ہون سوئے در وہین ہو کر بیتاب
خواب مین بھی جو وہ آتا نظر آتا ہے مجھے

بیٹھے ہین آج جو خلوت مین وہ بیباکانہ
اُسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

تپش مہر درخشان پہ جو کرتا ہون نگاہ
زخم دل کا مرے پھاہا نظر آتا ہے مجھے

میرے لاشے پہ تجاہل سے وہ فرماتے ہین
کسی بیرحم کا مارا نظر آتا ہے مجھے

آج زلفونکے بنانے مین ہین مصروف حضور
دل کہین آپکا اُلجھا نظر آتا ہے مجھے

لب جان بخش سے قم کہکے جلایا مجکو
تو تو کچھ رشک مسیحا نظر آتا ہے مجھے

کون کہتا ہے فلک پر یہ شفق پھولی ہے
خون عشاق کا دھبا نظر آتا ہے مجھے

نقد دل نذر جو دیتا ہون کبھی مین جا کر
ہنسکے فرماتے ہین کھوٹا نظر آتا ہے مجھے

مجھ سے فرماتے ہین وہ تذکرہ عشق نہ کر
آج و فتر ہی یہ اُلٹا نظر آتا ہے مجھے

حال کیا پوچھتے ہو درد جگر کا میرے
آج کچھ کل سے زیادہ نظر آتا ہے مجھے

اُسنے خلوت مین جو اظہار کیا اُلفت کا
ہنسکے کہنے لگے فقرا نظر آتا ہے مجھے

کچھ نہ کچھ کی ہے مرے نالۂ دل نے تاثیر
آج مُنھ آپ کا اُترا نظر آتا ہے مجھے

۲۶۱

کہہ گئے تھے وہ ہم آئینگے بشرط فرصت
انجم اس وعدے مین وہ گا نظر آتا ہے مجھے

۸

ایک تیری نگاہ کیا بدلی
سارے عالم ہی کی ہوا بدلی

یہی دو تین ہین جنون انگیز
سبزہ دریا شفق ہوا بدلی

قول جتنے کیے تھے بھول گئے | لے کے دل بات دلربا بدلی

اُنکے آنہین کیون خلل ڈالا | ستیاناس ہو ترا بدلی

دیکے بدلے گئی ہماری جان | کیون ادا تونے کج ادا بدلی

تیرے زخمی کی لاش پہ قاتل | روئی آکے بار ہا بدلی

تھوپ لی ہمنے دلکے زخمو نپر | اُسنے تلو دن کی جب حنا بدلی

۲۶۰

آسمان ہل گئے طبق ساتون
ہم نے کروٹ جو اک ذرا بدلی

۷

نہ کرنا کوئی چارہ تو کہ یہ درد جگر جاسے | تجھے کیا کام اسے عیسیٰ جیئے کوئی کہ مر جاسے

بھی ہے گنگھی چوٹی اک قیامت ڈھائی اُسنے ہے | بپا اندھیر ہو کا کل جو چہرے پر بکھر جاسے

چڑھائے بیٹھے ہو کیون آستین ایذا رسانی پر | ابھی سے ہے زخم دل آلا ذرا دم لو کہ بھر جاسے

مجھے روتے ہوئے دیکھا شب وصلت تو وہ بولا | بھلا ایسے برستے مین کوئی کسطرح گھر جاسے

گیا چھوڑ کے اسے راستے ہی سے پلٹ آیا | تمھارے کان تک صاحب مری کیونکر خبر جاسے

وہ کمسن ہے ابھی کیا جانے مرتا ہے کوئی کیونکر | نہ آئے میری میت پہ ندانا کردہ ڈر جاسے

۲۶۳

تقاضا وصل کا انجم زیادہ نامناسب ہے
کہین ایسا نہو وہ آج پھر انکار کر جاسے

۸

خدا نے وہ صورت بنائی تمھاری | کہ عاشق ہے ساری خدائی تمھاری

کوئی صورت وصل جلدی نکالو | بہت شاق ہے اب جدائی تمھاری ۱۲

لیا مین نے بوسہ تو کیون اتنا بگڑے
یہ اچھی نہین ہے رکھائی تمھاری

مرے دل پہ بس ہو گئی نقش پیمان
وہ اس دن کی بے اعتنائی تمھاری

نہ تھی مجھکو امید قسمت سے اپنی
خدا ہی نے صورت دکھائی تمھاری

نہ مارو مجھے پھینک کر پھول اے جان
نہ دکھ جائے نازک کلائی تمھاری

تمھین بے طلب دیدیا دل جو مین نے
یہ ہے میری جان رونمائی تمھاری

۲۶۴
وہ بوسے شب وصل جھنجھلا کے انجم
یہ اچھی نہین ہاتھا پائی تمھاری
۱۱۴

صنم ہے یا خدا کیا جانے کیا ہے
ہمارا دلربا کیا جانے کیا ہے

نہ سنبل ہے نہ کالا ہے نہ ناگن
تری زلف رسا کیا جانے کیا ہے

کسی پہلو نہین آرام تجھکو
تجھے اے دل ہوا کیا جانے کیا ہے

نہین معلوم کعبہ ہے کہ قبلہ
خم ابرو ترا کیا جانے کیا ہے

مرا دل لو گے تم یا جان لوگے
تمھارا عندیہ کیا جانے کیا ہے

جفاؤن سے تری بھرتا نہین دل
تڑپنے مین مزا کیا جانے کیا ہے

نہین تو اس سے ہے امید بخشش
مگر اسکی رضا کیا جانے کیا ہے

نظر پھیری نہین تو نے تو ہم سے
یہ پھر عشوہ نما کیا جانے کیا ہے

تصور مین جو کی ہین بند آنکھین
دکھائی دے رہا کیا جانے کیا ہے

بھلا تو آشنا ہوگا کسی کا
ارے نا آشنا کیا جانے کیا ہے

قیامت ہے قد بالا تمھارا — نگاہ فتنہ زا کیا جانے کیا ہے
نکلتا ہے دھوان جو آہ کے ساتھ — یہ اسے دل جل رہا کیا جانے کیا ہے

۲۶۵ — ۱۲

بھلا مین کیا اُسے بتلاؤن انجم
وہ مجھ سے پوچھتا کیا جانے کیا ہے

درد دل بھی سُنا نہین سکتے — اُنسے اُلفت جتا نہین سکتے
ذکر اُلفت بھی لا نہین سکتے — ہم زبان تک ہلا نہین سکتے
ضبط کی تاب لا نہین سکتے — راز الفت چھپا نہین سکتے
چار آنکھین جو ہون تو کیونکر ہون — شرم سے سر اُٹھا نہین سکتے
کون پہلو سے اُٹھ گیا اے دل — آپ مین ہم جو آ نہین سکتے
آہ و زاری تو ہے خلاف وفا — ہم تمھین منھ دکھا نہین سکتے
ہم تو اُنکے لیے جہان سے گئے — وہ لحد تک بھی آ نہین سکتے
ستیاناس ہو محبت کا — نام قاتل بتا نہین سکتے
عیب تجھکو لگا نہ دے کوئی — اسلیے دل لگا نہین سکتے
بڑھ گئے اسقدر مرے ارمان — دلمین بھی اب سما نہین سکتے
خوف یہ ہے نہ محو ہو جاؤن — نام میرا مٹا نہین سکتے

۲۶۶ — ۱۱

ذبح وہ کس طرح کرین انجم
ہاتھ مجھ سے اُٹھا نہین سکتے

جنون ابھی تو گریبان مین تار باقی ہے
رُکے نہ ہاتھ کہ فصل بہار باقی ہے

شب فراق کی گھڑیان تو گن چکا اے دل
خدا بچائے کہ روز شمار باقی ہے

اُڑاتی پھرتی ہے بیکار خاک گلیون کی
صبا ابھی تو ہمارا غبار باقی ہے

نہین ہے دیر یہان اپنی جان جانے مین
تمھارے آنیکا بس انتظار باقی ہے

ہوئی ہین اور تو سب دل کی حسرتین پوری
بس ایک حسرت دیدار یار باقی ہے

خطِ غبار مین لکھا جو خط ہوا ثابت
کہ دلمین یار کے اتبک غبار باقی ہے

ہزارون گالیون پر بھی نہ نکلی دل کی بھڑاس
یہ دلمین آپ کے کب کا بخار باقی ہے

ذلیل و خوار ہمین کر چکا زمانے مین
ابھی کچھ اور دل بیقرار باقی ہے

لپٹ لپٹ کے نہ کسطرح سوؤن مرقد سے
کہ دلمین آرزوے وصل یار باقی ہے

برائے پنجتن پاک وہ بھی پوری ہو
جو آرزو مری پروردگار باقی ہے

۲۶۳

نصیب تھا ہمین جو کچھ وہ نذر یار کیا
بس انجم ایک دل داغدار باقی ہے

۱۱

جو واقف ہو تم دل کے حالات سے
دکھاؤ نہ پھر یون ہر اک بات سے

زیادہ جو ہے اپنی اوقات سے
وہ ہے آپ ہی کی عنایات سے

سہے کون ہر روز کا رنج و غم
مین باز آیا ایسی ملاقات سے

نہین مین مسلمان کافر سہی
مگر آپکو کیا مری ذات سے

مرا حال دل تو جو سنتا نہین
بھرے ہین ترے کان کس بات سے

نہ ہوگا میسر کبھی وصل یار — دلا باز آ ان خیالات سے
شب وصل دُگھڑا جو تھا صبح کا — گھٹتا — وہ جاتا کسی دو گھڑی رات سے
دیا دل تو اُس بے وفا کو مگر — خدا ہی بچاۓ گا آفات سے
چلے جوش وحشت میں صحرا کو ہم — جو نکلے کبھی کنج خرابات سے
ہٹا دو جو زلفوں کو چہرے سے تم — نکل آۓ دن دوپہر رات سے

۲۶۰ — رکھا آسمان اُنکے قدموں پہ سر — لیا بوسہ پا اسی گھات سے — ۱۱

مری آہ بھی پُر اثر ہو گئی — کہ اُس بے خبر کو خبر ہو گئی
گلے پر مرے پھیری قاتل نے تیغ — تلافی دردِ جگر ہو گئی
نہ احسان قاصد گوارہ کیا — مری روح خود نامہ بر ہو گئی
وہ آنے لگے جب مری قبر پر — مری خاک خود راہ بر ہو گئی
وہ کاجل لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنے — لگاوٹ جو مدِ نظر ہو گئی
پس مرگ بھی جوش وحشت رہا — مری خاک بھی دربدر ہو گئی
نہ آیا ابھی تک وہ وعدہ خلاف — سرِ شام کی دوپہر ہو گئی
لگا پھر ٹپکنے مرا زخمِ دل — خدا جانے کسکی نظر ہو گئی
میں سمجھا تھا مرجاؤنگا ہجر میں — خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی
تری بھولی باتوں نے بسمل کیا — یہ میٹھی چھری کارگر ہو گئی

۲۶۹ — ۱۰

نکل جائینگی حسرتین آسمان
جو امداد خیر البشر ہو گئی

تم جو وعدہ نہ کر گئے ہوتے ۲ ہمتو مدت کے مر گئے ہوتے
پھول رکھنا نہ تھا جو تربت پر | کاش پتھر ہی دھر گئے ہوتے
در گذر تم نہ کرتے گر صاحب | جان سے ہم گذر گئے ہوتے
آہ دن کو جو تم دکھاتے آنکھ | نشے سب کے اتر گئے ہوتے
خیر گذری نہ روئے ہجر مین ہم | ورنہ جل تھل تو بھر گئے ہوتے
ابھی کیون تو نے پھیری جلد نگاہ | زخم دل اور بکھر گئے ہوتے
قہر تھا وہ جو آتے محشر مین | حشر ہوتا جدھر گئے ہوتے
کھولدی دل کی چوری آنکھون نے | ورنہ وہ تو مکر گئے ہوتے
تم جو آتے تو کیا نہ مرتا مین | مگر اپنی سی کر گئے ہوتے

۲۷۰ — ۹

دل کو گھر ہی مین چھوڑ جاتے تم
آسمان جب ادھر گئے ہوتے

بطرز دلبری بیداد کیجے | جفاؤن مین ادا ایجاد کیجے
ہماری عاجزی اعجاز ہو جائے | پیمبر ہون اگر آزاد کیجے
یہ کیسا عالم بالا کا جھگڑا | اجی پہلو مرا آباد کیجے
لہو ملکر شہیدون مین سے کہتے ہین | ہمارے نام پر بھی صاد کیجے

تمنا بڑھ نہ جائے حد سے زائد — ہمین شاہ نجف اب یاد کیجے
ہماری خاک سے صحرا بھرے ہین — جہان تک چاہیے برباد کیجے
اشارون سے تو لیلی جان صاحب — ذرا منھ سے بھی کچھ ارشاد کیجے
پریشان ہے بہت انجم خدارا — شہید کربلا امداد کیجے

۲۷۱

مزاج یار رہو جائے نہ برہم — نہ اے انجم بہت فریاد کیجے

۷

اُسنے آنیکا جو وعدہ کیا جاتے جاتے — دم مرا سینے مین رکنے لگا آتے جاتے
خاک مین مجھکو جو تم نے نہ ملایا نہ سہی — لاش ہی میری ٹھکانے سے لگاتے جاتے
تیرے دیوانون کا دیکھے تو کوئی جوش و خروش — سوے محشر بھی ہین اک شور مچاتے جاتے
ہمتو سمجھے تھے کہ نالون سے تسلی ہوگی — یہ تو ہین درد مین درد اور بڑھاتے جاتے
ساتھ لینا تھا ہمین بھی تجھے اوپیک صبا — ہم بھی ہمراہ ترے ٹھوکرین کھاتے جاتے
تم نے کاندھا نہ دیا لاش کو میری نہ سہی — ایک ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاتے

۲۷۲

یون نہ جانا تھا انھین پاس سے اٹھکر انجم — کوئی آفت ہی مرے سر پہ وہ ڈھاتے جاتے

۱۷

عبث وہ تند خو مجھ سے خفا ہے — کوئی پوچھو تو میری کیا خطا ہے
جہان مین ایک آفت سی بپا ہے — بھلا یہ کونسی تیری ادا ہے
برا ہو اس محبت کا الٰہی — کہ عاشق کے لیے یہ بھی بلا ہے

حسین تمکو بنایا ہے خدا نے — جو ہم عاشق ہوے تو کیا خطا ہے
کیا کرتے جو ہین ہر وقت فریاد — سُنا ہے آہ کو ہم نے رسا ہے
نہ پوچھا اُس مسیحا سے کسی نے — ترے بیمار کی بھی کچھ دوا ہے
کبھی سنتے ہین گر وہ میری آواز — تو ہنس کر کہتے ہین دیکھو تو کیا ہے
ہمارے دل نے ہم پر قہر ڈھایا — تری جلاد اسمین کیا خطا ہے
نہین سُنتا جو میرا حال دل تو — کسی نے تجھ سے کیا کچھ کہدیا ہے
ہماری مشکلین آسان کر دو — تمھارا نام تو مشکل کشا ہے
لگا دی ہے جو دلمین آگ اُسنے — تو پانی چشم تر مین بھر دیا ہے
جو بلبل کر رہی ہے چہچہے آج — چمن مین کوئی تازہ گُل کھلا ہے
عبث مرتا ہے اُس بیرحم پر تو — دل نادان یہ تجھکو کیا ہوا ہے
کھڑے ہین چُپکے پٹ کی آڑ مین وہ — ہمارے دلمین اک کھٹکا لگا ہے
کرون کیون دل نہ مین رو رو کے خالی — کہ آنکھون مین مری دریا بھرا ہے
کیا کرتا ہے گردش رات دن کیون — ترا اے آسمان کیا سر پھرا ہے

۲۷۳

پیو مے خوب جی بھر بھر کے انجم — قیامت تک در توبہ کھلا ہے

۹

ہمین زاہد جو کافر جانتا ہے — تو پھر پتھر کو تو کیون مانتا ہے
نہ پوچھا اُسنے مجھکو کون ہے تو — ہوا ثابت کہ وہ پہچانتا ہے

تو مجھ سے چھیڑ نہ کر کافر خدا را
ارے قرآن کیون گردانتا ہے

کہون کس سے کہ کیا ہے یار میرا
اُسے کچھ میرا جی ہی جانتا ہے

بہت چاہا نہ بولون یار تجھ سے
مگر ظالم یہ دل کب مانتا ہے

نہین چھلنی ہمارا دل نہو گا
ہماری بات کیون تو چھانتا ہے

نہ دینگے جان ہم کہنے پہ اُسکے
رقیب روسیہ کیون تانتا ہے

بھلا کیونکر اُسے سمجھائے کوئی
وہ کافر کب کسی کی مانتا ہے

۲۷۴ — ۷

غضب ہے چھیڑنا اُس فتنہ گر کو
یہ انجم دلمین کیا تو ٹھانتا ہے

چل بسے جو کہ تھے جانے والے
اب نہین پھر کے وہ آنے والے

مجھکو دکھلادے مرا اختر بخت
چاند سورج کے بنانے والے

لوگ کہتے ہین تمھین راحت جان
تم تو ہو دل کے دکھانے والے

ہم سے او بار مصیبت اُٹھے
ہم تو ہین ناز اُٹھانے والے

تیری رحمت ہے غضب پر غالب
روز محشر کے ڈرانے والے

کبھی بھولے سے ادھر بھی آجا
سوتے فتنے کے جگانے والے

۲۷۵ — ۵

دل بھی مل ڈال کبھی انجم کا
ارے مہندی کے لگانے والے

ترے ہی سر کی مجھے قسم ہے بیان زیادہ نہ اسمین کم ہے

کہاں یہ سنبل مین پیچ و خم ہے جو تیری زلفون مین خم ہے
یہ کس اسیر بلا کی جان مضطر کہ تو نے پھیرے ہزارون خنجر
یہ دل مین اپنے سمجھ سمجھ کر ابھی تلک باقی اسمین دم ہے
جفائین تیری اُٹھائین لاکھون کبھی نہ شکوہ زبان سے نکلا
نہ تو نے اسیر کبھی قدر جانی یہ کیا ستم ہے یہ کیا ستم ہے
ہوا ہے ثابت مری طرف سے ہے اسکے دلمین غبار باقی
غبار کے خط مین اسنے اسے دل جواب نامہ کیا رقم ہے

۲۷۶ کسی کو خط لکھ رہے ہو کیا تم تمھارے ہوش و حواس ہین گم
یہ آج کیا فکر ہے جو انجم جھکا ہے سر ہاتھ مین قلم ہے

باعث ترک ملاقات بتاؤ تو سہی
چاہنے والا کوئی ہمسا دکھاؤ تو سہی
کیسی ہوتی ہے محبت نہین معلوم تمھین
ایک دو دن کہین دل تم بھی لگاؤ تو سہی
بیوفائی کی ہے تہمت چلو مانا ہم نے
ہان بھلا ہم سے ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی
جان دیدونگا مگر تمکو نہ جانے دونگا
اُٹھ کے پہلو سے بھلا تم مرے جاؤ تو سہی
نہین ملنے کی جو مرضی ہے نہ ملنا ہمسے
بات کرنا کہ نہ کرنا مگر آؤ تو سہی
دیکھ لو جیتے ہین یا مرتے ہین مشتاق صدا
اپنی آواز ذرا انکو سناؤ تو سہی

۲۷۷ بیطرح بگڑے ہوے بیٹھے ہین جانے کیلیے
آسمان آج کوئی بات بناؤ تو سہی

آسمان باغ بھی ہے یار گل اندام بھی ہے
مے بھی ساقی بھی ہے شیشہ بھی ہے اور جام بھی ہے

تجھکو چاہا تو بتا کونسی تقصیر ہوئی
ظلم کے واسطے ظالم کوئی الزام بھی ہے

ہجر مین تیرے کسی نے نہ خبر لی آکر
ایک نالہ وہی جو صبح بھی ہے شام بھی ہے

روز تم بیٹھے کھلاتے ہو شگوفے تازے
یہ تو بتلاؤ تمھین اور کوئی کام بھی ہے

کیون تڑپتا ہے دلا آٹھ پہر سینے مین
ارے کمبخت گھڑی بھر تجھے آرام بھی ہے

کوئی تقصیر بھی بتلاؤ کہ ناحق ناحق
بل بھی ہے تیوری پر ہونٹھون پہ دشنام بھی ہے

۲۷۵ آپ کو چاہیے انجم پہ ترحم کرنا
چاہنے والا بھی ہے آپکا بدنام بھی ہے ۹

خدا جانے وہ یار آئے نہ آئے
لحد مین بھی قرار آئے نہ آئے

نہ آئے دو گھڑی کو ایک دن تم
بلا سے دو ہزار آئے نہ آئے

محبت اس لیے ظاہر نہین کی
کہ تمکو اعتبار آئے نہ آئے

نہ آئے تم عیادت کو ہماری
تمھین کیا اور چار آئے نہ آئے

یہ صورت اور یہ بھولی بھولی باتین
تمھین بتلاؤ پیار آئے نہ آئے

تری محفل مین او قتال عالم
یہ تیرا دل فگار آئے نہ آئے

اڑائین خاک تیرے در کی اغیار
مرے دل مین غبار آئے نہ آئے

خزان ہی مین دکھا دے جوش وحشت
جنون فصل بہار آئے نہ آئے

۲۷۶ ہوئے تم عشق مین بدنام انجم
اسے ملنے مین عار آئے نہ آئے ۷

باغ عالم کا یہی اسلوب ہے — کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے
کون کہتا ہے جفاؤن کو برا — جو ادا ہے تیری خوش اسلوب ہے
کسطرح عاشق انھین راضی کرے — کوئی کیا جانے کہ کیا مرغوب ہے
کیون نہ آنکھون سے گر اشکون کے ساتھ — اور سے دل افتادگی ہی خوب ہے
بیخودی مین ہوگئین گستاخیان — مین ہون شرمندہ تو وہ محجوب ہے
اٹھو ہم سے رنج و غم اٹھتے نہین — دم نکلجائے تو ایدل خوب ہے

۲۰۰

خاک انجم رنگ دیوگی غزل
یہ زمین سرتا بہ پا مرطوب ہے

۷

درد سے مملو ہے جو آواز ہے — ہر صدا مین اک طرحکا ساز ہے
خندہ زن مجھپر خلائق کیون نہو — کوئی کیا جانے کہ یہ کیا راز ہے
جور پر جور اسلیے کرتا ہے وہ — اُسکو اپنے ناز پر بھی ناز ہے
کسکا جلوہ دیکھا وقت جانکنی — مرنے پر بھی چشم حیرت باز ہے
اُسکے آتے ہی چلے ہم جانسے — لیجیے انجام کا آغاز ہے
حال دل اُسنے چھپا سکتا نہین — میری حیرت آپ ہی غماز ہے

۲۸۱

دم ہی دم مین دم ہمارا لے لیا
آسمان کیا یار بھی دمباز ہے

۷

دل آفت رسیدہ پر مرے بیداد کسنے کی — سے مجھے بھولا ہوا تھا کون سی یاد کسنے کی

دکھا دی کسنے صورت مجھکو ظالم نے اپنی
جفا مجھ پہ در پردہ دل ناشاد کسنے کی

قیامت کس لیے آئی یہ محشر کیوں بپا ہوا
کلیجہ تھام کر ظالم تری فریاد کسنے کی

سمجھا او دل محبت کا مزا بتلا دیا کسنے
تری مٹی خراب و خانماں برباد کسنے کی

کسے تھی جان جو کہوا دیں ایسا کون تھا بے دل
خدا جانے جہاں میں عاشقی ایجاد کسنے کی

نہیں آیا سر بالیں جو وہ عیسی نفس میرا
بوقت جان کنی پھر یہ مری امداد کسنے کی

۲۸۲
مرے دلمیں ارے انجم بنایا کسنے گھر اپنا
مری اجڑی ہوئی بستی یہ پھر آباد کسنے کی
۱۰

پاؤں ہم اسکے ایک بار پڑے
ٹھوکرے ہم پہ دو ہزار پڑے

دل نے بندہ بنا دیا بت کا
ایسے دل پر خدا کی مار پڑے

چل بسے اور ساتھ والے سب
رہ گئے ہم نحیف و زار پڑے

کرکے وعدہ نہ جب وہ کوئی آیا
دلکو کس طرح پھر قرار پڑے

دیکھکر اپنے در پہ کہتا ہے
ایسے ایسے یہاں ہیں دو ہزار پڑے

کام سلجھا نہ میرا صورت زلف
پیچ پر پیچ بے شمار پڑے

اسکے کشتوں میں ناتواں ہم ہیں
اٹھ سکے کیا کہ لہو کی دھار پڑے

ہم نہ چھوڑینگے اس ادا کا عشق
دل پہ چھریاں گلیں کٹار پڑے

دم مرا گھٹتا ہے اٹھا ناصح
یہ گریباں کے ہیں جو تار پڑے

۲۸۳
مختصر کر پیام وصل انجم
کہ صبا پر نہ کوئی بار پڑے
۹

غضب لائی ہماری ناتوانی
ہوئی مشکل زبان تک بات آنی

ذرا محشر تو ہولے دیکھ لو تم
دھری رہجائیگی سب لن ترانی

محبت کے لیے سن کی نہین قید
ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی

کہین کسطرح جو کچھ دلمین آئے ۲
ہماری تو نے کسدن بات مانی

نہین تیری ادا او بانیِ جور
کوئی تلوار ہے یہ اصفہانی

مرے دل نے ترا نقشہ وہ کھینچا
کہ حیران رہ گئے بہزاد و مانی

نہین آنکھون پہ یہ پلکین تمھاری
لکھے ہین بیت ابرو کے معانی

رہیگی سرد مہری گر تمھاری
جگر ہو جائیگا گھل گھل کے پانی

۲۸۴

لگا اُس بیوفا پر جان دینے
یہ تو نے آسمان کیا دلمین ٹھانی

۱۰

سرخرو ہوتے مری جان ہم تمھارے سامنے
گر نکل جاتا ہمارا دم تمھارے سامنے

اور تو اچھا ہے سب عالم تمھارے سامنے
ہان برے گر ہین تو بس اک ہم تمھارے سامنے

دوستی سے کب ہمارا حال سکتے ہین رقیب
ہان تمھارے ہونے کو برہم تمھارے سامنے

بیگناہی کا تو اپنی مجھکو دعوے ہے مگر

ہوی جاتا ہے مرا سر خم تمھارے سامنے

مین ہی کیا ہون اور میری گریۂ زاری ہے کیا
کچھ نہ تھا جب گریۂ آدم تمھارے سامنے

واے قسمت جو کہ ہین محرم وہ نامحرم بنے
اور نامحرم بنے محرم تمھارے سامنے

تم نے مارا ہے جسے دیکھون جلائے تو سہی
آے تو کوئی مسیحا دم تمھارے سامنے

سچ تو کہتے ہو بھلا کیونکر نہ تم جانو غلط
جب غلط ہو جائے دلکا غم تمھارے سامنے

۲۸۵
تمکو خالق نے دیا نور ولائے اہلبیت
کیا ہے انجم نیر اعظم تمھارے سامنے
۱۲

بیان جو اُنسے کبھی دلکا مدعا کرتے
سوا لے جور و ستم آسمان وہ کیا کرتے

ہمارے ہاتھ نہ تھے کاٹنا تمھین لازم
کہ ہم انھین سے تمھارے لیے دعا کرتے

ہمارے دلکے عوض کیون نہ رکھدی چنگاری
کہ عمر بھر تری فرقت مین ہم جلا کرتے

ہمارے ساتھ ہی سویا نہ تو کبھی آکر
تمام رات بلائین تری لیا کرتے

گناہ کھولدیے ہمنے سب ترے آگے
کہ شرم آتی تھی تجھسے ہمین حیا کرتے

رسائی ہوتی ہماری اگر ترے در تک
تو ہم بھی شکر کا سجدہ کوئی ادا کرتے

بہا دیئے مرے دیدے بُرا ہو گریہ کا
یہ کم تھا آنکھوں کے پر دیکھیں پیار کرتے
ترا مین چاہنے والا نہ تھا تو ہی بتلا
ترا جو نام نہ لیتا نکیر کیا کرتے
ہزار شکر کہ محشر کا چُک گیا جھگڑا
یونہین وہ سر پہ قیامت بپا کیا کرتے
کسی کا نام زبان پر ضرور ہی رہتا
صنم صنم جو نہ کرتے خدا خدا کرتے
نہ دیکھا یار کو خنجر بکف کبھی انجم
کہ بدلے اوروں کے سر اپنا ہم دیا کرتے

۴۸۶ ے

یہ بھی نہ پوچھا تم نے انجم جیتا ہے یا مرتا ہے
واہ جی واہ عاشق سے کوئی ایسی غفلت کرتا ہے
نئی جوانی سنئے نویلے نادان الّہڑ اور البیلے
سچ پوچھو تو تمکو صاحب دل دیتے جی ڈرتا ہے
پوچھتے کیا ہو حال ہمارا جینے کا ہے کون سہارا
رو لیتے ہین جی بھر بھر کر جب غم سے جی بھرتا ہے
اُنسے نہین کچھ شکوہ ہمکو اُنسے نہین کچھ رنج و ملال
کس سے اے دل عشق کیا کس سے چاہ کو برتا ہے
روتے روتے ہجر مین کیونکر جینے سے دل سیر نہو
کہتے ہین تالاب بھی صاحب چھینٹوں چھینٹوں بھرتا ہے
مجھکو تو دل دینے مین کچھ عذر نہین اے جان جہان

سچ تو یہ ہے دل ہی خود کچھ آگا پیچھا کرتا ہے

۲۸۷ سیل سرشک غم سے انجمؔ خانۂ دل برباد نہو ۱۰
دیکھو دیکھو کعبہ کی بنیاد مین پانی مرتا ہے

یہ خون جگر رائگان ہو رہا ہے
کہ آنکھون سے اپنی رواں ہو رہا ہے

ستم کے اٹھانیکی طاقت نہین ہے
ابھی تو یہ دل ناتوان ہو رہا ہے

ابھی تو نہین آئی فصل بہاری
گریبان یہ کیون دھجیان ہو رہا ہے

الٰہی یہ کیا ہے دیا تھا جسے دل
وہ اب اپنا خواہان جان ہو رہا ہے

کہان روز محشر کہان کسکی پرسش
ابھی تو مرا امتحان ہو رہا ہے

چھپا سے چھپتی نہین دل کی چوری
لگا ہونسے تیری عیان ہو رہا ہے

وہ ملجائے تو سر سے سر کو اتارون
کہ اب سر یہ بارگران ہو رہا ہے

کہان مین کہان تو کہان تیری الفت
عبث مجھسے تو بدگمان ہو رہا ہے

ہوا ہے شاید کہ خون تمنا
کہ دامن ترا خونچکان ہو رہا ہے

۲۸۸ اسے کہتے ہین انقلاب زمانہ
کہ غیر اب مرا رازدان ہو رہا ہے ۹

اثر آہ کا اب عیان ہو رہا ہے
وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے

پھرے اب مرا دل نہین مجھکو باور
جہان یہ گیا ہے وہان ہو رہا ہے

نکیرین پوچھین تو بتلاؤنگا کیا
ترا نام وردِ زبان ہو رہا ہے

تصور ترا ہے احاطہ سے باہر
مکان اب مرا لامکان ہو رہا ہے

الٰہی سنینگے وہ کیا کان دھر کر / یہ کیون دلمین جوش فغان ہو رہا ہے
کہان کی یہ ہے گرمی سوز فرقت / کہ اخگر ہر اک استخوان ہو رہا ہے
ہوا تیرہ و تار سارا زمانہ / یہ آہون کا اپنی دھوان ہو رہا ہے
فرشتون نے کیا میری فریاد سن لی / یہ کیون الامان الامان ہو رہا ہے

۲۸۹

کہین پھر بھرا ہے نہ دل تیرا انجم
کہ پھر ذکر تاب و توان ہو رہا ہے

۹

اگر دم بھی نکل جائے نہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ انجم بات تسکین کی لب قاتل سے نکلیگی

نہین اچھی یہ وقت نزع باتین صلح کی ہم سے
ہماری جان اے عیسیٰ نفس مشکل سے نکلیگی

نہ پوچھو مجھسے کوئی کچھ وفا پرمین تو مرتا ہون
شکایت بھی تمنا بنکے میرے دل سے نکلیگی

شب فرقت بلا کیا ہے اگر دم بھر کو آجا تو
تڑپ کر حسرت وصلت دل بسمل سے نکلیگی

مجھے آب بقا سے کیا وہ بدقسمت ہون مین تشنہ
نہ کوئی بوند ہرگز خنجر قاتل سے نکلیگی

جو اپنی ضد پہ تو آجا نہین کچھ بات جان بخشی

اجل تھامے ہوئے دلکو تری محفل سے نکلیگی

سمجھ لینا تمسخر پہ وہم کہ نکلین حسرتین دل کی
اگر میت ہماری کوچۂ قاتل سے نکلیگی

مری آہ سحر کا ساکوئی نالہ تو کر مجنون
کلیجہ تھام کر لیلیٰ ابھی محمل سے نکلیگی

۲۹۰ جو لینا ہے تو لے لے جان انجم اپنی دیتا ہے
یہ شہرت تیر ہی بنکر تری محفل سے نکلیگی ۴

کسیکا نام بڑا ہو کسی کی ذات بڑی
بڑائی جسکو خدا دے اُسکی بات بڑی

مقابلہ شب فرقت کا روز حشر سے کیا
کبھی کے دن بڑے صاحب کبھی کی رات بڑی

ہم اپنی جان تلک تم پہ صدقے کرتے ہین
ہمارے سامنے دل کیا ہے کائنات بڑی

۲۹۱ لگا کے غیر سے دل اُسکو اپنے بسمین کیا
یہی تو آپ نے انجم سے کی ہے گھات بڑی ۱۸

جسپر اپنی جان جاتی ہے وہ دلبر اور ہے
جسکا مائل دل ہے اپنا وہ فسونگر اور ہے

جام میرا اور ہے میکش کا ساغر اور ہے
ساقی مے اور ہے ساقیِ کوثر اور ہے

کیون نہ پھیرا بارہ رکھکر تو نے گردن پر مری
کام جو بے بارہ کرتا ہے وہ خنجر اور ہے

جان جانے مین نہین کچھ دیر کیون گھبرا گئے
آپکی فرصت مین باقی ایکدم بھر اور ہے

آگ الفت کی اگر پھونکیگی بھی تو ایک دل
طور کو جسنے جلایا ہے وہ اخگر اور ہے

آپکی جاودنگاہی کا نہین قائل کوئی
جسکے پہلو مین دل ہے سیاوہ فسونگر اور ہے

لوگ دلکو کہتے ہین ہمکو تو یہ باور نہین
آپکا جسجا گذر ہوتا ہے وہ گھر اور ہے

سنگ خارا سے کوئی تشبیہ دلکو دیگا کیا
پوجتا ہے جسکو اک عالم وہ پتھر اور ہے

آسمان تمکو برا سمجھے یہ ناحق ہے گمان
کیا زمانہ مین کوئی تمسے بھی بہتر اور ہے

آپکے در سے اُٹھائین ہم بھلا ممکن ہے یہ
آپکا سودا نہو جس سر مین وہ سر اور ہے

ہو مبارک آپکو الماس و یاقوت و گہر
جس سے آرائش ہو عاشق کی وہ زیور اور ہے

کیون لگا کرنے عداوت مین رقیبون سے بھلا
میری قسمت اور ہے اُنکا مقدر اور ہے

مسجد و بتخانہ و دیر و حرم سے ہمکو کیا
سجدہ گاہِ عام ہے جسکو وہ در اور ہے

ہے شب فرقت شب وصلت کا جھگڑا چکگیا
اب ترا بیمار فرقت کوئی دم بھر اور ہے

نامہ و پیغام میرے اور ترے کیونکر بنے
تیرا مرسل اور ہے میرا پیمبر اور ہے

۲۹۲ ایک ٹھوکر مین تو لے لی جان تو نے اے مسیح
جان آنیکے لیے بس ایک ٹھوکر اور ہے ۱۱

تیری الفت عجب بلا کی ہے
ابتدا ہی مین انتہا کی ہے

ہم نہین چاہین تم کرو اغماض
یہ بھی قدرت بتو خدا کی ہے

حشر ہے لے چلا وہین دل زار
اک قیامت جہان رہا کی ہے

تمکو ہم چاہین اے معاذ اللہ
سچ تو یہ ہے بڑی خطا کی ہے

دل پسند آئے یا جگر اُسکو
مرضی اُس تیغ آزما کی ہے

دل ہے حسرت مین کعبہ سے زاہد
اسکی خود آپ نے بنا کی ہے

حسرتین دلمین رہ رہی ہین شہید
سیر کعبہ مین کربلا کی ہے

کون باقی ہے عاشقون مین اب
کیون قیامت بھلا بپا کی ہے

رنگ جمتا نہین محبت کا
یہ بھی شوخی تری حنا کی ہے

لیکے دل ہم کو کر دیا بیکار
واہ کیا خوب چھیڑ تا کی ہے

اک ادا تو نہین ہے اُس بت کی
کیون نماز آسمان قضا کی ہے

جس ادا کا زمانہ شاکی ہے
آپ کی چشم سرمہ سا کی ہے

خوب وعدہ کیا تھا وعدہ خلاف
حشر تک دوپہر ڈھلا کی ہے

تھام کر دل کو رہ گئے ہین ہم
آنکھ سے آنکھ جب ملا کی ہے

لاش پر تیرے کشتۂ غم کی
مدتون آرزو ہنسا کی ہے

بت پرستی وہان سے چلے کیونکر
ساری خلقت جہان خدا کی ہے

دل ہی پہلو سے لے گیا میرے
واہ کیا خوب چھیڑ تا کی ہے

جسکو کہتے ہین لوگ جان پرور
نکہت اُس گیسوے رسا کی ہے

ہے یہ حیرت نگہ کو کیا کہیے
دلمین کس طرح اسنے جا کی ہے

آج کیا روئین شام فرقت کو
عمر اپنی یونہین کٹا کی ہے

جان سے بڑھ کے کیون نہ دل ہو عزیز
اسمین الفت تری رہا کی ہے

کام آیا نہ واسے ناکامی / دل پہ اُلٹی چھری پھرا کی ہے

موت پھر پھر گئی ہے آ آ کر / جب نظر آپ کی پھرا کی ہے

ہمکو بندہ بنا لیا تم نے / یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

جسکو کہتے ہین آنکھ کی پتلی / صورت اُس صورت آشنا کی ہے

ٹھوکرین کھاسے فتنۂ محشر / وہ ادا میرے دلربا کی ہے

مرتے دم بھی کھلی رہین آنکھین / آرزو کسکے خاک پا کی ہے

۲۹۴ تم نے جب آسمان کیا نالہ / دل تو کیسا زمین ہلا کی ہے ۷

دیکھ لو صاحب ادھر ناز و ادا سے / آج سے ہے جوبن عجب نام خدا سے

ہم نے یہ مانا نہین آپ مسیحا / ٹالتے ہین آپ کیون دیکے دوا سے

مین نے کہا ہجر مین مر رہا ہون مین / ہنسکے لگے کہنے وہ مری بلا سے

کیون نہ لہو ہو کے دل آنکھون سے بہتا / تیر نگہ تھے تیرے خون کے پیاسے

مجھکو شکایت نہین ظلم و ستم کی / آپ اُٹھاتے ہین کیون ہاتھ جفا سے

کشمکش آرزو کچھ نہ ہوئی کم / اتنی شکایت رہی آہ رسا سے

۲۹۵ جب نہ تھے تیرے حواس آسمان پیما / تیری شکایت نہین کوئی بھی جا سے ۵

بات تھی وہ کونسی جو بہر سوسی رہگئی / اک فقط دیدار کی تیرے تمنا رہگئی

کہتے جاتے ہیں خوشی سے اُولجاؤ گلے — ہم نے گرلپٹا لیا تو آپ کی کیا رہ گئی
ولہ
دلبری دلربا تو نے کچھ بھی نہ کی — ہم سے او بیوفا تو نے کچھ بھی نہ کی

۲۹۶
ہم ہوے جان بلب اُنکا بگڑا نہ کچھ
یہ تو نازو ادا تو نے کچھ بھی نہ کی
۵

شاید از لطف کند یار نگاہے گاہے — بادل چاک نشینم سر راہے گاہے
نامرادی ز مراد آمدنت مارا نیست — چون تمنا سے دل آئی و لے گاہے گاہے
ترسم اے یار کہ گوید کسے غفلت پیشہ — نظر انداز مکن جرم گناہے گاہے
چون کنم قطع ترحم ز دل پُر ارمان — تو ئی جلا د و تو ئی پشت پناہے گاہے

۲۹۷
حالت زار بدان یار چسان شرح کنم
میشود بخت سیہ چشم سیاہے گاہے
۱۱

دلم بردی نگارمن چہ کردی — بگو صبر و قرار من چہ کردی
چو یار آمد برون رفتی تو از تن — چہ کردی جان زار من چہ کردی
ندادی تو تیا ہی خاک پایش — علاج انتظار من چہ کردی
فشاندی بر سر راہ حسینان — صبا تو با غبار من چہ کردی
مرا مدہوش کردی از مستی عشق — چہ کردی بادہ خوار من چہ کردی
چہ در محشر ز تو امید دیدار — بوقت احتضار من چہ کردی
کجا انداختی اے جان دلم را — چہ کردی ہمکنار من چہ کردی

ز دست ظلم تو فریاد فریاد
خزان باغ و بہار من چہ کردی

اسیر زلف خوبانم نمودی
دل بے اختیار من چہ کردی

مزاج یار برہم شد صد افسوس
چہ کردی اضطرار من چہ کردی

شدہ انجم ز بویت مست و مدہوش
نسیم زلف یار من چہ کردی

۲۹۸ ۱۹

لی خبر تو نے نہ قاتل میری
روح تڑپی صفت دل میری

تیغ کھینچی نہ ستمگر تو نے
ہوئی آسان نہ مشکل میری

جوش وحشت نہ اٹھا لینا قدم
کھوٹی ہو جائے نہ منزل میری

مین تو سر دینے پہ بھی حاضر ہون
مانتا ہی نہین قاتل میری

پھر محبت نے اثر دکھلایا
پھر طبیعت ہوئی مائل میری

مین تو اس بت سے اٹھا بیٹھون ہاتھ
لیک سنتا نہین یہ دل میری

غرق بحر غم الفت ہوئین
ہوتی تربت لب ساحل میری

میری وحشت سے جو گھبراتی ہے
شور کرتی ہے سلاسل میری

حسرت اے دل نہ نکلنے پائے
اس سے ہے رونق محفل میری

میری پابندی سے گھبرا گھبرا
پانون پڑتی ہے سلاسل میری

اٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار
رہ گئی آرزوے دل میری

مین ترے ہجر مین مر ہی جاتا
موت بھی مجھ سے ہے غافل میری

تیغ چلتی نہین گردن پہ مری — سخت جانی کی ہے قائل میری

وعدۂ وصل پہ وہ چپ ہی ہین — بات ہوجائیگی حاصل میری

دل تڑپتا ہے جو سینے مین مرا — روح بھی لیتی ہے بسمل میری

تو جو سنتا نہین میری فریاد — سن ہی لیگا کوئی عادل میری

دل سے حسرت جو نکلجائیگی — خالی رہجائیگی محفل میری

روز محشر سے ڈراؤن کیا خاک — کوئی سنتا ہے وہ جاہل میری

۲۹۹

شب غم ہجر مین تیرے آفت
ہوگئی جان پہ قاتل میری

۸

مانا تو کیا کر ستم ایجاد کسی کی — سنلے گا کبھی تو کوئی فریاد کسی کی

بے وجہ مکدر نہین یہ چرخ ستمگر — مٹی نہ ہوئی ہو کہین برباد کسی کی

خود صورت آئینہ رہا کرتا ہون حیران — آجاتی ہے صورت جو کبھی یاد کسی کی

ہر روز نئے صدمے اٹھائے نہین جاتے — اچھی نہین الفت دل ناشاد کسی کی

کیون دلکو نہ سمجھون ترے کعبہ کے برابر — ڈالی ہوئی ہے یہ بھی تو بنیاد کسی کی

آتی ہے بہار اور تڑپتی ہین عنادل — سنتا نہین افسوس وہ صیاد کسی کی

ہر وقت کلیجہ کا دکھانا نہین اچھا — پڑ جائے نہ آہ دل ناشاد کسی کی

۳۰۰

کیون دل کے عوض ہو متحمل جگرا انجم
کیا وجہ اٹھائے کوئی افتاد کسی کی

۳

مرے درد کی تمھین کچھ خبر نہین نہین سہی
مری آہ نے کچھ کیا اثر نہین نہین سہی
مرے چاہنے کا یقین اگر نہین نہین سہی
چلو میری طرف سے دلمین گھر نہین نہین سہی

۳۰۱ سبھی بُری بھلی جو ہو سکی اُٹھائی ہم نے
رہی اسپر بھی اگلی سی نظر نہین نہین سہی ۹

دم بھر مری تسکین وہ کر جاتے ہین کیسے
بیکار گئے احسان وہ دھر جاتے ہین کیسے

ہم آٹھ پہر در سے لڑاۓ ہین نگاہین
چھپ چھپ کے وہ نظرون سے گذر جاتے ہین کیسے

زخمون کا نشان تک نہین ہم پاتے ہین کوئی
یہ تیر نگہ دلمین اُتر جاتے ہین کیسے

مشہور ہے دنیا مین کہ دل چور کا کتنا
دیکھون تو وہ دل لیکے مکر جاتے ہین کیسے

اللہ رے عاشق سے حسینون کا تلوّن
دو دن کی جوانی پہ بپھر جاتے ہین کیسے

دل تھام کے اظہار محبت مین ہون کرتا
کمسن جو ابھی ہین تو وہ ڈر جاتے ہین کیسے

کیا اُنکو مزا ہے تری تلوار کا قاتل
یہ زخم جگر آہ مین بھر جاتے ہین کیسے

سر رکھکے ہتیلی پہ ترے طالب دیدار
سر دینے کو بیخوف و خطر جاتے ہین کیسے

۳۰۲ تم آؤ تو انجم ابھی جان صدقے کریگا
تم بھی تو ذرا دیکھ لو مر جاتے ہین کیسے ۷

مجھی پہ کچھ نہین موقوف کوچے سے ترے قاتل
پکڑ کر دل کلیجہ تھام کر عالم نکلتا ہے

یہ سمجھو چاہنے والا مگر اتنا تو تم سمجھو — کسیکی جان جاتی ہے کسیکا دم نکلتا ہے
سوا تیرے نظر بھر کر کسی کو بھی نہ دیکھا تھا — سبب کیا ہے کہ پھر آنکھوں کے رستے دم نکلتا ہے
یہ اتنا جان دینے والے ہوتے ہیں تو لاکھوں — جو سچ پوچھو تو مرنے پھر نیوالا کم نکلتا ہے

۳۰۳ ولہ ۳۰

کہو تو انجم تجھے ہوا کیا ہے — دل لگانے سے مدعا کیا ہے
حال الفت سے ہم نہیں واقف — ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے
عمر کو کاٹتا ہے تو دم میں — تیرے آگے مرا گلا کیا ہے
حسرت و یاس و کرب و بیتابی — ایک الفت میں لطف کیا کیا ہے
تیری زلفیں ہیں اک بلائے بد — انکے آگے بھلا بلا کیا ہے
گر نہیں پھر دل یہ دام فریب — پھر تری کاکل رسا کیا ہے
نہ گیا اسکے کان تک نالہ — کوئی بتلاؤ تو رسا کیا ہے
حشر ہوتا نہیں قیامت ہے — میرے مرنے پہ اٹھ رہا کیا ہے
ظلم سے ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو — جان جانے میں اب رہا کیا ہے
کیوں ہوں منت کش خلائق ہم — جب خدا ہے تو ناخدا کیا ہے
جان دینے پہ آئے عزرائیل — کوئی پوچھے تو اب دھرا کیا ہے
تم کشیدہ جو ہمسے رہتے ہو — تو یہ آنکھوں میں بھر رہا کیا ہے
وصل میں تم جو کرتے ہو تکرار — اور پھر میری التجا کیا ہے

حال تقدیر کچھ نہیں کھلتا — اے خدا تونے لکھ دیا کیا ہے
جان لینے کو بس ہیں وہ نظریں — موت کیا چیز ہے قضا کیا ہے
ہم تو کرتے ہیں شکوۂ تقدیر — آپکے جور کا گلا کیا ہے
خلش ناوک نگہ کا تری — کس زبانسے کہوں مزا کیا ہے
بات سیدھی بھی تم نہیں کرتے — یہ تو بتلاؤ عندیہ کیا ہے
دلکو پہلو میں کیوں قرار نہیں — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
آپنے خود لبھا لیا دل کو — اسمیں صاحب مری خطا کیا ہے
نہیں بھرنیکا جی ستم سے ترے — او ستم کیش سوچتا کیا ہے
تمکو دل دیکے مول لیں ہم غم — یہ تو بتلاؤ فائدہ کیا ہے
دل لگانا اگر نہیں اچھا — ناصحا یہ بتا برا کیا ہے
ہاتھ مجھ سے اٹھا ارے ظالم — تجھکو پابندئ وفا کیا ہے
ہم تو قائل قصور کے ہیں مگر — چاہنے کے لیے سزا کیا ہے
بے پڑھے خط کے آگیا غصہ — دیکھ تو لیجیے لکھا کیا ہے
جان دیکر ابھی بتا دیں ہم — بیوفا پوچھ تو وفا کیا ہے
پردہ داری سے ہے باعث شہرت — پردہ در پھر تجھے حیا کیا ہے
وہ تو یکتائے دہر ہے یارو — اس جفاجو کا پوچھنا کیا ہے
نہ کھلا حال دل غزل سے تری — آسمان تونے یہ کیا کیا ہے

دل دینے مین اُسکو ہمین کچھ ڈر تو نہین ہے
ہمدم یہ بتادے وہ ستمگر تو نہین ہے

او باد صبا خاک ہوا جسکے لیے مین
وہ یار مرا مجھسے مکدر تو نہین ہے

اُٹھ اُٹھکے بھلا کس لیے آنکھونپہ قدم لون
قاصد ہے ترا میرا پیمبر تو نہین ہے

کیون بوسے کے لینے مین مجھے جانکا ڈر ہو
ابرو ہے تمھارا کوئی خنجر تو نہین ہے

نالے مرے دکھلاینگے تاثیر کسی روز
دل رکھتے ہو صاحب کوئی پتھر تو نہین ہے

کہتا ہے جو تو تیغ پڑے تجھپہ علیؑ کی
عاشق ترا جبریل کا شہپر تو نہین ہے

رہ رہکے اسے آپ جو پھر کاٹتے ہین ہر بار
صاحب یہ مرا دل ہے کبوتر تو نہین ہے

ضد ہے تمھین لینے کی تو لے لین وہ خوشی سے
دل ہی تو ہے کچھ میرا مقدر تو نہین ہے

الٹتے ہی نگاہ تکے اُتر جاتی ہے دلمین
ظالم یہ نظر بھی تری نشتر تو نہین ہے

پھرتی ہے جو کاندھے پہ لیے خاک ہماری
او باد صبا کچھ تجھے وہ در تو نہین ہے

اغیار کو بیٹھنے پہ مرے رشک ہے ناحق
ساعت کوئی مرنیکی مقرر تو نہین ہے

ہیجرم و خطا کاٹتا ہے سر کو ہمارے
قاتل یہ کوئی لفظ مکرر تو نہین ہے

دلمین جو مرے آتا ہے آنکھونسے مری آ
اتنا تو مگر دیکھ لے ٹھوکر تو نہین ہے

بے تیرے ستمگر جو اسے کل نہین پڑتی
دل تیری جفا کا کہین خوگر تو نہین ہے

تو کاٹ کے سر سہرا ہوا آپ سبکدوش
قاتل ترا احسان مرے سر پر تو نہین ہے

روتے ہیں مرے آپ جو گھبراتے ہین صاحب
آنسو ہین مرے کوئی سمندر تو نہین ہے

اک جرعہ مے کے لیے دل توڑ نہ میرا
ساقی یہ کوئی شیشہ و ساغر تو نہین ہے

۳۰۵

دل لے کے ہمارا جو لگا توڑنے ساقی
او توبہ شکن یہ کوئی ساغر تو نہیں ہے

۱۷

تم آئے تو کچھ درد سے مہلت تو نہیں ہے
کچھ فرق ہے ہاں کل کی سی شدت تو نہیں ہے

حیران ہے عبث تو مری ثابت قدمی پر
ہیں پاؤں مرے تیری طبیعت تو نہیں ہے

آزردہ ہوئے آپ عبث سن کے مرا حال
اغیار کی کچھ اس میں شکایت تو نہیں ہے

میں عبد ہوں معبود ہے تو اے مرے غفار
تقصیر مری مانع رحمت تو نہیں ہے

پتلی میں سمجھتا ہوں جسے آنکھ کی اپنی
وہ یار کہیں تیری ہی صورت تو نہیں ہے

ششدر رہی وہ رہتا ہے تیرے سامنے ہر دم
آئینہ پہ چھائی ہوئی حیرت تو نہیں ہے

اے عیسی تمہارا ابھی مسیحا ہے کوئی اور
کچھ تم میں جلا لینے کی قدرت تو نہیں ہے

کیوں گال پہ تل آپنے کا جل کا بنایا
کچھ عیب لگا لینے میں صنعت تو نہیں ہے

دھڑکا سحر وصل کا لیتا ہے مری جان
یہ دغدغۂ صبح قیامت تو نہیں ہے

کیوں جان سے کے جاتا ہے تجھے رنج بھلا تو
مرنے سے مرے تجھکو ندامت تو نہیں ہے

کیوں ہٹ گئے اغیار مجھے دیکھ کے آتے
منظور نظر آپکو خلوت تو نہیں ہے

تو ہم سے تعلی کی عبث لیتا ہے قاصد
یہ نامہ بری کوئی نبوت تو نہیں ہے

کیوں آئے ہیں اغیار تسلی مجھے دینے
ڈرتا ہوں کہ میری شب فرقت تو نہیں ہے

تشہیر جو کرتے ہیں مری لاش کو صاحب
منظور کہیں آپکو شہرت تو نہیں ہے

ہم جان بھی دیتے ہیں مگر تم نہیں دیتے
اک بوسہ بھی کوئی بڑی دولت تو نہیں ہے

مخلوق کہا کرتی ہے جسکو شب معراج	یا رب یہ کسی کی شب وصلت تو نہین ہے

۳۰۶

مشہور ہے ناحق ہی یہ خورشید جہانتاب
انجم ترے دل کی سی حرارت تو نہین ہے

۱۶

درد ہو تو دوا کرے کوئی	عشق گر ہو تو کیا کرے کوئی
ہے جو آنا تو اے اجل جلد آ	راہ کب تک تکا کرے کوئی
تم نہ مانو تو دلکو سمجھا لے	دل نہ مانے تو کیا کرے کوئی
وہ مسیحا نہ آئیگا اے دل	جان اپنی دیا کرے کوئی
تم جو دلمین رہو تو پھر ناحق	در بدر کیون پھرا کرے کوئی
کچھ کہانی نہین مرا قصہ	تم سنو اور کہا کرے کوئی
اپنی قسمت ہی کو برا نہ کہے	آپکا کیون گلا کرے کوئی
مجھپہ جو ہجر مین گذرتی ہے	اس سے کہدے خدا کرے کوئی
دل تو تمکو دیا خدا کو جان	فیصلہ اور کیا کرے کوئی
کیون بگڑتے ہو گر کہا معشوق	تمکو کیا ہے کہا کرے کوئی
تم تو نظرونمین پھرتے رہتے ہو	دلمین کسطرح جا کرے کوئی
با وفا سے سبھی نباہتے ہین	بیوفا سے وفا کرے کوئی
دکھ اٹھائینگی جان بھی سے ظالم	رنج کب تک سہا کرے کوئی
دلربائی بھی تجھے نہین آتی	جان کیونکر فدا کرے کوئی

آپکی چال تو قیامت سے ہے | یون ہی کب تماشا کرے کوئی

٣٠٧ بت بھی انجم کہین ہوے ہین خدا
کہنے کو یون کہا کرے کوئی ٩

واور حشر کے انصاف سے ڈرنیوالے | تم سلامت ہو الزام کے دھرنیوالے
کون کہتا ہے کہ ہے راہ محبت مسدود | جان دیدے کے گذرتے ہین گذرنیوالے
تم جوانی پہ اگر پھرو تو ہو سکتا ہے | ہم نہین اپنی محبت پہ بپھرنیوالے
میرے مرقد سے ہے وہ شور قیامت برپا | ہاتھ رکھ لیتے ہین کانون پہ گذرنیوالے
حشر مین کیسے گنہگار کہان اہل ثواب | جتنے ہین سب ہین ترے نام پہ مرنیوالے
کوئی موسیٰ نہین جو آے ہمین غش پر غش | ہم تو عاشق ہین ترے نام پہ مرنیوالے
چاہو جنت مین بھرجائین کہ دوزخ مین حضور | ہم بہر حال ہین دم آپکا بھرنیوالے
واہ رے میرے مقدر کہ عداوت سے مری | چڑھ گئے نظرون پہ نظرون سے اترنیوالے

٣٠٨ بحر عصیان مین ہوے غرق تم ایسے انجم
غیر تائید علی کب ہو ابھرنے والے ٨

دکھاتا ہے مرا دل سے الف رے | ہوا ہون رنج سے مین نے الف رے
اڑائین دھجیان بھی تو نے لیکن | چھٹا دامن نہ تجھسے خے الف رے
گریبان گیر ہے یہ جوش وحشت | نہ رکھا نام کو بھی تے الف رے
خوشی سے کاٹ لے قاتل مرا سر | ہوا ہے ابتو مجھکو بے الف رے

نگاہون کو کہون کیونکر نہ برچھی
کہ سینے سے ہوئی ہین پار الف رے

الٰہی نے الف رے تو ہوا ہون
پہ چشم غیر مین ہون سخے الف رے

لیا ہے دل تمہارا اسنے انجم
کرے آنکھین وہ کیونکر چار الف رے

۳۰۹ — ۱۱

تصور کر کے خون کا آسمان کیون
گلے کا ہو گیا ہے سے الف رے

بتا تو دل کے بچانے کی کوئی راہ بھی ہے
تری نگاہ کی ناوک فگن پناہ بھی ہے

سزا کے واسطے اقرار بھی گناہ بھی ہے
اور ایک تماشا کوئی دوسرا گواہ بھی ہے

خدا کا گھر بھی ہے دل مین بتون کی جا وہ بھی ہے
صنم کدہ بھی ہے دل اپنا خانقاہ بھی ہے

عجیب حال ہے دنیا پرست لوگون کا
معاد کا بھی خیال اور فکر جاہ بھی ہے

الٰہی خضر کہون عشق کو کہ غول طریق
کہ راہ بر بھی یہ ہے اور سدّ راہ بھی ہے

اُسی پہ مرتے ہین ہم اور اُسیکو چاہتے ہین
وہی ہے عالم و دانا وہی گواہ بھی ہے

گلے سے آکے لپٹ جا خدا کو مان او بُت
ہے آج تجھ پہ بھی جوبن عروج ماہ بھی ہے

مراد تجھسے نہ مانگون تو کس سے مانگون مین
کہ گر گدا ترے در کا گدا بھی شاہ بھی ہے

اگرچہ ویسے ہون بندہ بتون کا مین لیکن
زبان پہ کلمۂ تحریم لا الٰہ بھی ہے

گناہ بخشدے انجم کے اے رحیم و کریم
کہ پُر گناہ بھی ہے اور عذر خواہ بھی ہے

۳۱۰ — ۷

دکھائیگا کسے محشر مین اپنا منہ انجم
سیاہ کار بھی ہے اور روسیاہ بھی ہے

کسطرح دیکھینگے انکو بیحجاب آتے ہوے — خواب مین بھی وہ اگر آئے تو شرماتے ہوے
آپکے ثابت قدم کی بندھ چلی ہے وہ ہوا — کوہ بھی اڑتے ہین شکل کاہ تھراتے ہوے
حال دلکا کیا کہے تجھسے ترا دل سوختہ — پھول کو بھی دیر تک لگتی ہے کمھلاتے ہوے
کیا قیامت کر گئے ایجان جان جاتے ہوے — سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے ہوے
کشتۂ ارول الٰہی دیکھیے کب ہو رہی — عمر گذری یان جھڑی آنکھون سے ساتھ ہوے
کچھ نہین معلوم ہوتا دلکی الجھن کا سبب — کسکو دیکھا تھا الٰہی بال سلجھاتے ہوے

۳۱۱
جان سے لے تو یہ کہہ نادم ہین خطا پر اپنی ہم
ہاتھ جوڑے تیرے آگے آئے تھراتے ہوے

مثال چرخ رہا آسمان تو سرگردان — پر آج تک نہ کھلا یہ کہ جستجو کیا ہے
یہان تو کام تمنا ہی مین تمام ہوا — مگر انھون نے نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے
یہ بحث کثرت و وحدت کی ہمسے کیون ناغط — ہماری آنکھون سے تو دیکھ چارسو کیا ہے
کوئی تو چاہیے رخنۂ امیدواری کو — برائے چاک جگر حاجت رفو کیا ہے
مثل حبا نہین ہے شستہ نمونہ از خروار — جو ہٹ دھرم نہین تم ہو تو ہٹکی خو کیا ہے
گواہ ہین یہ تری بہکی بہکی باتون کے — یہ جام کیا ہے یہ مے کیا ہے یہ سبو کیا ہے

۳۱۲ ۹
تمھارے دانت نہین ہیرکی ہین یہ کنیان
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے

اڑینگے ہوش ساقی کے شراب ناب کی صورت — الٰہی تیر باد ازکر نوشانوش ہوتا ہے

جو ہوتے صاحب دل وہ ذرے شمل ہوا کرتے
یہاں عین خزاں میں بھی جنوں کا جوش ہوتا ہے

اُسے کہتے ہیں خود مطلب ہے ہشیار کہتے ہیں
ہمارا سا جو کوئی خود غرض ہوش ہوتا ہے

یہ کیسے پردے کا باعث یہ چھپنا بے سبب کیسا
چرایا ہے ہمارا دل جبھی روپوش ہوتا ہے

ہمارے قتل پر کیا جانے کب تلوار کھینچیگے
جو سر گردن پہ بھاری ہو تو بار دوش ہوتا ہے

۳۱۳

کتنا ہونگا ہمارے حال اب تک کبکا کھل جاتا
مگر ستار کا دامن بھی پردہ پوش ہوتا ہے

۱

ہمارے خواب میں آیا نہ کیجے
یہ در پردہ ستم ڈھایا نہ کیجے

حجاب آلودہ آنکھیں ہیں قیامت
خدارا ہم سے شرمایا نہ کیجے

ہمارے دل کی بڑھ جاتی ہے الجھن
یہ بکھرے بال سلجھایا نہ کیجے

دکھا کر عارض تابان کا جلوہ
لگی کو دل کی بھڑکایا نہ کیجے

اگر آنا نہیں منظور صاحب
تو پھر وعدہ بھی فرمایا نہ کیجے

نہ کیجے آسمان اظہار الفت
اگر قابو میں دل پایا نہ کیجے

۳۱۴

سبھی معشوق انجم بیوفا ہیں
محبت کرکے پچھتایا نہ کیجے

۷

سحر ہے دیر مرا رنگ اڑا ابھی سے ہے
زباں پہ آیۂ رب الفلق ابھی سے ہے

چھپایا خون جو دامن سے کیا ہوا قاتل
دلیل خون شہیداں شفق ابھی سے ہے

الٰہی کیا مرے نالے کرینگے حشر بپا
گزر لرزنے میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے

سنا تھا حشر کی گرمی آفتاب کا حال
یہان تو آنا عرق پہ عرق ابھی سے ہے

سنا ہے آکے وہ حسرت نکال لینگے دلکی
الٰہی خیر کلیجہ تو شق ابھی سے ہے

حساب لینگے وہ روز حساب لیکن یان
کتاب عقل کا الٹا ورق ابھی سے ہے

۳۱۵

یہ کیسی روز جزا پر اٹھا رکھی بخشش
گناہگار ترا مستحق ابھی سے ہے

۷

اسی امید پہ دیدون کو فرش راہ کیا
جو آپ آتے تو آنکھو نپہ ہم قدم لیتے

الٰہی نخل محبت جو بار ور ہوتا
کبھی تو سایہ مین اسکے ٹھہر کے دم لیتے

ہماری خاک کو ناحق ابھی کیا برباد
نسیم تخم محبت ذرا تو جم لیتے

ابھی سے آپنے جانیکا کر دیا سامان
ہمارے دیدۂ گریان ذرا تو تھم لیتے

سمجھ لیے ہین کہ ہے جان دینا کفارہ
کہ اپنے ملنے کی جھوٹی وہ ہین قسم لیتے

یہ نام لوح پہ کس بیقرار کا ہوگا
فرشتے کانپتے ہین ہاتھ مین قلم لیتے

۳۱۶

ہم ایک کو وہ ہین عہد وفا سے کب ٹلتے
ہزار سینے پہ رنج و غم و الم لیتے

۹

اس سفلہ روزگار مین آنکھین کھلی ہوئی
رہتین تو تھین شمار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھو نپہ ہاتھ رکھکے سمجھے نہ بیچ کیسے
یہ ظلم اور چار مین آنکھین کھلی ہوئی

دو دن کی یہ جوانی ہے دو دن کا یہ شباب
رکھ حسن مستعار مین آنکھین کھلی ہوئی

سوتے مین بھی انکھین کا بندھا رہتا ہے خیال
رہتی ہین انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھوں کے بند ہونے پہ بھی ہے وہی خیال
تھیں موسم بہار میں آنکھیں کھلی ہوئی

سنتے ہیں بعد مرگ وہ بالین پہ آئینگے
یارب رہیں مزار میں آنکھیں کھلی ہوئی

اللہ ری احتیاط چرانے لگے وہ آنکھ
دیکھیں جو انتظار میں آنکھیں کھلی ہوئی

کیف اسکو کہتے ہیں کہ نہ مانی سے کھینچ سکیں
تصویر بادہ خوار میں آنکھیں کھلی ہوئی

۲۱۷

بھایا نہ پھوٹی آنکھوں سے کوئی ترے سوا
حالانکہ تھیں ہزار میں آنکھیں کھلی ہوئی

۱۸

جو بیدرد سے اُسپہ شیدا ہوا ہے
ارے آسمان یہ تجھے کیا ہوا ہے

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا تو سمجھو
تمھارے لیے کوئی رسوا ہوا ہے

کرشمے بتوں کے جچیں کیا نظر میں
تماشا خدائی کا دیکھا ہوا ہے

جسے چاہیے کہنا قتّال عالم
وہ مشہور رشک مسیحا ہوا ہے

جو چاہے تجھے پھر وہ پوجے بتوں کو
خدا جانے کیا دل میں سمجھا ہوا ہے

مجھے تو نہیں خونکا اپنے دعویٰ
یہ کس واسطے حشر برپا ہوا ہے

کلیجے میں کیا جانے کیوں درد اُٹھا
ابھی تو وہ پہلو میں بیٹھا ہوا ہے

وہ خنجر کو اب کیوں نہیں آزماتے
کہ یاں سر ہتیلی پہ رکھا ہوا ہے

جو آتا ہے آ میرے رشک مسیحا
دم اُکتا کے ہونٹھوں پہ آیا ہوا ہے

حکایات قلب حزیں کیا سناؤں
یہ دفتر کا دفتر ہی اُلٹا ہوا ہے

میں اپنے تڑپنے پہ سو جان سے صدقے
کہ دل اُس ستمگر کا بہلا ہوا ہے

یہ بیہوشی ہے ہوشیاری سے بہتر
ترا ہاتھ سینے پہ رکھا ہوا ہے

جہنم سے عاشق کو کیا بحث واعظ
کہ یہ تو بتون کا جلایا ہوا ہے

خیال کے پیرو نہین آیا ہوا ہے
وہ کچھ اور ہی رنگ لایا ہوا ہے

اُٹھائین جفاؤن سے وہ ہاتھ کیونکر
محبت ہی سے ہاتھ اُٹھایا ہوا ہے

گذر جائے فصل بہاری تو جانین
کہ سودا مرا حد سے گذرا ہوا ہے

شبِ وصل مین دل نہ دھڑکے تو کیا ہو
سحر کا تو پہلے ہی دھڑکا ہوا ہے

۳۱۸

پہ عظمت ملی بت پرستی مین انجم
خدا کی نظر مین سمایا ہوا ہے

۹

ہم نے مانا کہ ہزارون مین تمھارے شیدا
چاہنے والا کوئی ہمسا مگر ہو تو سہی

دیکھ لینگے تری عیاری و بے پروائی
جذب نالون مین محبت مین اثر ہو تو سہی

جوشِ دل عقدہ کشائے شبِ فرقت ہوگا
اے جنون چاک گریبان سحر ہو تو سہی

دیکھ لونگا تجھے او ماہ شب چاردہم
میرے پہلو مین مرا رشک قمر ہو تو سہی

مدعا اور ہے یان مشرق و مغرب سے کیا
روے خورشید جہانتاب ادھر ہو تو سہی

۳۱۹

تو تو رہتا ہے سدا دلمین پتہ کا ہے گا ہے
ہم بھی آ نکلینگے دلمین ترے گھر ہو تو سہی

۹

نکہت صبا تمھاری کبھی لائی بھی نہ تھی
اُلفت کی بو تو ہم نے کبھی پائی بھی نہ تھی

کیون آپ میرے دل کو جلاتے ہین بے سبب
اسمین تو کچھ حضور کی رسوائی کو نہ تھی

کیا جانے میرا آپ پہ دل آیا کس طرح
مجھکو تو شکل آپنے دکھلائی بھی نہ تھی

بسمل کو اپنے دیکھ کے تو کیون پھڑک گیا
دلکی تڑپ تو رنگ ابھی لائی بھی نہ تھی

توڑا جو تو نے دل مرا کیا تجھکو پھل ملا
دلکی کلی صبا ابھی مرجھائی بھی نہ تھی

کیونکر یقین لاؤن کہ تم نے کیا تھا یاد
ہچکی تو مجھکو کوئی کبھی آئی بھی نہ تھی

پھر چلتی تیری زلفون سے ایسی تو کچھ صبا
دیوانی بھی نہ تھی کوئی سودائی بھی نہ تھی

قاصد کے ہاتھ پہونچے سے ٹوٹے ہین کیون جلا
اُسنے ابھی خبر کوئی پہونچائی بھی نہ تھی

۳۲۰

چھپ آپ اُٹھ کھڑے ہوے جانیکے واسطے
ہم نے پلک تلک ابھی جھپکائی بھی نہ تھی

ے

خود بخود عشاق سب بے مارے ترے مرجاتے ہین
کیا ہے جلاد فلک سفاک تیرے سامنے

تیری ادنی بات مین بھی کاٹ ہے تلوار کا
کون آوے اُو بت بیباک تیرے سامنے

تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا
کیا ہے ظالم گردش افلاک تیرے سامنے

تو نے پہلے ہی جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
اب کہون مین حال دل کیا خاک تیرے سامنے

دل کی بیتابی سے آتا اور بھی دم ناک مین

شرح غم کرتا جو میں غمناک تیرے سامنے

ماہِ نو سے تیرے ابرو کو اگر تشبیہ دوں

وہ بھی ہو اک مصرعِ کاواک تیرے سامنے

۳۲۱

چاک ہو جائے گا تیرا دامن صبر و قرار

آؤنگا میں جیب گریبان چاک تیرے سامنے

۲

جانِ عاشق ہجر میں گھبرا گئی — غم کی بدلی میرے دل پر چھا گئی

کس پری رو پر طبیعت آ گئی — کونسی تھی وہ ادا جو بھا گئی

میرے دلکا حال کچھ پوچھو نہ تم — اک کلی تھی پھول کی مرجھا گئی

۳۲۲

سامنے تیرے نہ نکلی میری جان

پہلی پہلی بات تھی شرما گئی

۲

تم جو ایہاں نہیں آتے جاتے — دل میں ارمان ہیں سماتے جاتے

آنکھ ہم سے نہ لگائی نہ سہی — ایک برچھی ہی لگاتے جاتے

ولہ تاریخ

دوشش انجم زہیر فرزانہ — گفت اے مرد زیرک و دانہ

شرح احباب و اقربا فرما — گفت ہر کس ز خویش بیگانہ

گفتم این عیش و عشرت دنیا — گفت خواب و خیال و افسانہ

۱۹۵۳

دیگر تاریخ

زعقل وز فہم وز ادراک روئے | نمودہ سوالے سوالے سوالے
زدولت ز دنیا ز عمر دو روزہ | چہ باشد مآلے مآلے مآلے
پۓ انجم پس از غور و فکر و تامل | بگفتا خیالے خیالے خیالے ۱۹۵۴

دیگر تاریخ

آسمان روزے زعقل و فہم خود کردہ خطاب
چیست حال زندگانی واے گفتہ در جواب
این حیات چند روزہ ہست مانند حباب
باد تا کے باد تا کے باد تا کے فرش آب
۵۸۳ ۳۴۸ ۳۴۸ ۳۳۸
۱۳۱۴
مجموعہ ۱۹۵۶ء

تقریظ از نتائج افکار جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی حال مقیم بکسر ضلع آرہ

تصرف در مزاج عالم از فیض سخن دارم
چراغی کردہ ام روشن کہ در ہر انجمن دارم

حمد سپاس بیقیاس اُس فصیح بلیغ البیان کو ہی جو ناظم کلیات ہی جسنے صرف ایک لفظ کن سے مسدس زمین و مسبع افلاک معشر عقول مثلث ارواح مخمس حواس رباعی عناصر کو ساتھ ایسی صنعت عجیب و غریب کے پیدا کیا جسکا معما آجتک کسی حکیم و فلسفی کی سمجھ مین ہزار کوشش بلیغ کرنے پر بھی نہ آیا خیمہ چرخ برین کو بدیدۂ رفعت و بچشم بصیرت دیکھئے تو ضرور کہیگا کہ اسکو باین رفعت وسعت باوصف اس فاصلۂ کبریٰ بے ستون کیونکر استادکیا مطلع کونین مین وہ وہ مضامین حکمیہ و فلسفیہ نظم فرماے کہ جنکا ایک نقطہ بھی کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال و دبیر عدیم المثال کے ذہن رسا مین نہ آیا سبکا قافیہ تنگ ہی ہر دانشمند اہل شعور اُسکے عجائب و غرائب کرشمۂ قدرت کو دیکھکر دنگ ہی گویا گونگے کا خواب ہی ہر ایک لاجواب ہی سخن پر تاثیر کی شُہرت اور زینت نعت اُس شہنشاہ بیت نبوت کی ہی کہ جو اس بیت دارین کا وہ مصرعہ برجستہ ہی کہ جسکا ثانی مثل ذات معبود ہاتھ آنا غیر ممکن الوجود ہی ہم کیا ہماری تعریف کیا اُس اشرف کائنات حبیب خدا ختم رسل سید المرسلین کی صفت و ثنا قرآن مجید فرقان حمید مین موجود ہی۔ انک لعلی خلق عظیم آپ ارشاد معبود ہی

وہ ہزار ہزار تعریف سخن منقبت آس مطلع دیوان خلافت کو ہی جو مصرعۂ ثانی بیت خدا
کالاثانی ہی جسکے ثبوت شرافت و فضیلت مین یاایہاالرسول بلغ ماانزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فرمان سبحانی ہوے علی ونبی ہر دو
نسبت بہم یہ دو تا ہوکی چون زبان قلم و تا بینہ نابلد راہ سخندانی خاک بیابان نادانی
تراب اقدام شعراے صاحب فہم و دانش سید یوسف علی کا ہش خدمت جوہریان
بازار معانی و نقادن سخن دارالعیار سخندانی مین عرض پرداز و گذارش طراز ہی کہ اندنون
ایک معشوق شوخ چنچل اچپل رشک معشوقان فرخار وچگل سراپا ناز ہی جسکے حسن کی
تعریف محض فضول و بیکار ہی زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوکر بانازوادا عنقریب رونما
ہونے والا ہی لاریب عجیب نے اہ فریب دلدار ہی کہ جسکا ثانی مرقع ذہن وخیال شعراے
باکمال مین دشوار ہی آجتک ایسا دلبر ہوش ربا ہمنے تو کیا کسی نے بھی نہ دیکھا نہ سنا بلکہ
پیر فلک بھی باین پیرانہ سالی بدیدۂ مہر و ماہ نظر غور سے دیکھتا ہی اور اُسکے لاثانی ہونیکا دم
بھرتا ہی خورشید رخسار گلرو طرحدار مست مخمور نشہ مین چور حور پیکر جادو نظر دل فریب غارتگر
شکیب برق وش ماہ لقا مہر سیما حسن کی صورت نور کی مورت نازنین مہجبین جوانی کی امنگ
شراب کی ترنگ غنچہ دہن یاسمین بدن خروش آفت خیزی جوش بلاانگیزی دل آرام
نازک اندام غیرت آفتاب حاضر جواب شاہد سخن کا سرتاج شوخ مزاج سرو قامت
معدن الفت دریاے محبت بحر لطافت عشوہ گر نازک کمر حشر رفتار گلشن خوب صورتی
کی تازہ بہار تندخو عربدہ جو رشک پری غیرت حور سرمست بادۂ غرور یوسف جمال آئینہ

تمثال یاقوت لب گہر دندان آہو چشم ابرو کمان سے مرا چشمی ست خون افشان زچشم
آن کمان ابرو ✤ جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو ✤ عضو عضو مین چلبلا پن
بھرا ہی ہر ادا سے جوبن ٹپکا پڑتا ہی بی مثالی کی خود نظیر ہی دل عاشق اسکا اسیر ہی سے
زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم ✤ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جاست ✤ یہ کون محبوب
دل نواز سراپا ناز ہی جسکی تعریف مین یہ تحریر بلا تشبیہ صورت اعجاز ہی نام اُس غارتگر کشور
دل کا کیا ہی کانون نے ابھی نہین سنا ہی خنجر عشق اگر مین اُسکو کہون تو بجا ہی یہ دیوان اُس
۱۳۲۲ھ
آفتاب سخندانی و پادشاہ اقلیم معانی کا ہی جسکی شان و شوکت و بلاغت و فصاحت کی شہرت
ملک سخن مین مدت سے ہی وہ کون سیاح بحر عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی سخنور بیمثال
شاعر باکمال غیرت فردوسی و انوری و خاقانی فخر شعراے ماضی و حال رشک سعدی شیرازی
خلاق معانی عدیم المثال رنگین طبع نازک خیال بلبل گلشن خوش بیانی عندلیب حدیقہ
الفاظ معانی مطلع قصیدہ سخنوری مقطع صحیفہ نکتہ پروری مجموعہ سخندانی سرنامہ معانی نقطہ
دائرۂ نثر پردازی دائرۂ نقطۂ نظم طرازی شمع شبستان بلاغت نیر مضامین فصاحت معلی القاب
قدر قدرت عالی مرتبت سکندر حشم فریدون خدم خلیل کعبۂ دل بر جیس منزل اریکہ آراے
حشمت و اقبال مسند پیراے ابہت و اجلال فلک بارگاہ پرنس آسمان جاہ بہادر متخلص
بہ انجم دام اقبالہ خلف سلطان محمد واجد علی شاہ مرحوم مغفور خلد آشیان بادشاہ اودھ
جنکے کلام بلیغ کے طالب قدردان عالی فطرت و شعراے بلند طبیعت ہین فی الحقیقت
یہ دیوان لطافت عنوان مرغوب جہان ہی ہر بیت بسان ابروے خوبرویان ہر مصرع

برنگ مصرعۂ قامت خوشخطان ہی وسواد حروف سرمۂ چشم سیاہ چشمان ہی بیاض سطور پر زیور بیاض گردن خوبان کا گمان گذرتا ہی یا کہکشان فلک وحسینونکی مانگ کا شبہہ کیا جاے تو بجا ہی سے نقش مسطرپہ ہی اسطرح سے لفظونکی نشست ✤ بیٹھے ہون نگینہ لگاے ہوے جسطرح حسین ✤ الفاظ مفرد و مرکب سے ہجر و وصل کی صورت پیدا ہے گویا ہر جگہ پہ عاشق و معشوق کا نقشا کھینچا ہی ہر نقطہ مانند خال خوب رویان نقطۂ انتخاب ہی جو دایرہ ہی مثال دائرۂ چہرۂ شاہدان نایاب غیرت بدر رشک دہ آفتاب ہی جو غزل ہی ہر عیب سے پاک ہے لفظ ہر جو مضمون ہی باثر پر تاثیر ہی ہر بیت مثال ابروے معشوق شوخ وشنگ ہی دیوان بیمثالی مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ و ڈھنگ ہی صدہا دیوان دیکھے ہزارون شعر سنے مگر اسکی ترکیبین جدید و مضمون نفیس رعایت لفظی بلند پروازیان سنے تو ہوش جاتے رہے خاموش ہو گئے دیوان کا ہر شعر یوہے سانچون ڈھلا پایا سچے کانٹون تلا پایا بیساختہ یہ شعر زبان پر آیا سے ترے کلام کی انجم مین کیا کرون تعریف ✤ اسی سے چپ ہون کہ گویا زبان دہن مین نہین —

قطعات تاریخ طبع دیوان سخنور عدیم المثال فخر شعراے ماضی و حال حضور پر نور شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر ادام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم

قطعات

قطعات تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب قاضی محمد علیم الدین صاحب علیم سررشتہ دار محکمۂ پنچایت رزیڈنسی جے پور

وصف این دیوان چہ بنویسم علیم ॥ ہست خوب و نادر و نغز و ملیح
کلک من تاریخ ہجری بہر طبع ॥ زور قلم منظوم میرزا انجم فصیح
۱۳۲۳ھ

ایضاً

چاپ شد چون لفضل ایزد پاک ॥ این کتاب مسرت افزائے
گو بجری علیم تاریخش ॥ سخن بے مثال زیبائے
۱۳۲۳ھ

ایضاً در عیسوی

چون بہ الطاف ایزد این دیوان ॥ طبع شد بہر فرحت مردم
بمسیحی علیم گفتم سال ॥ سخن نغز جلوۂ انجم
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما جناب منشی کھنولال صاحب نائب سرفرازی یافتۂ سلطان دکن از لکھنو

دید سے اسکی نہ ہر ایک ہو کیون مالامال ॥ شعر ہین سلک گہر نقطہ ہر اک دردانہ
طبع کا سال بدیہہ یہ لکھا نائب نے ॥ کہ ہی شہزادۂ انجم کا جواہر خانہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصیح زمان وحید دوران رشک سحبان و حسان محاورہ دان سیف زبان سحر بیان کرم فرمائے نیازمندان منشی محمد نور خان سلمہ الرحمان از جاوڑہ ملک مالوہ

بندش بھی دلاویز ہی انداز بھی دلکش ॥ نیرنگی مضمون بھی اور سیف زبان بھی

ہر لفظ مین اعجاز ہی ہر شعر مین جادو — قربان ہوے جاتے ہین فصاحت بیان بھی
دل باختہ بیساختہ سن لے جو روانی — کو کو کہے ہر فاختہ سرو روان بھی
یہ نظم ہی وہ نظم فلک رتبہ کہ انجم — ہی عقد ثریا بھی فدا کاہکشان بھی
یان رنگ نزاکت ہی تو وان شور فصاحت — بیھری گل ہنگی بلبل کی فغان بھی
جائینگی نہ یہ باد بہاری کی فضائین — ہو باغ سخن نور اگر وقف خزان بھی

سال انکے یہ دیوان کا ہی جو جان سخن سے
خلاق معانی بھی ہین الہام بیان بھی
۱۹۰۵ع

دیگر

عبث فکر تاریخ داعد مین — یہ ہنگامہ ہی جنگ ہی رزم ہی
پرنس آسمان جاہ نازک خیال — تخلص یہ انجم اولوالعزم ہی

کہو طبع دیوان کا نور سال
بہار سخن رونق بزم ہی
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات بدیع النکات منیع الصفات پنڈت
شیوراج ناتھ صاحب عاشق بریزرانہ منتقیم الوث علاقہ دیواس ملک مالوہ

فدا سے جلوۂ دیوان انجم — زاوج آسمان عقد ثریا
متاع نقد جان عشقبازان — نثار و والہ و مفتون و شیدا
بہار رنگ اشعار شگفتہ — پسند عالم و مرغوب دلہا

نزاکت شوکت الفاظ و بندشش — زبان شوخی رعایت استعارہ
اگر ای لکھنو برخود بنازی — ترا لاریب ناز و فخر زیبا
زگوہر بار آب و تاب شعرش — مضامین ہمچو اندر کوزہ دریا
زعاشق گفت ملہم بہر طبعش
فضائے بوستان شوق افزا
۱۹۰۵ع

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک سخنور جناب محمد یوسف صاحب خضر سہارنپوری

جناب آسمان جاہ کی فکر سے — سلامت رکھے ان کو رب قدیر
جو دیوان انجم نے پایا ظہور — اشاعت ہوئی مثل ماہ منیر
ہوا اشتہار اسکے چھپنے کے ساتھ — کہ قطعات درکار ہیں در اخیر
پئے یادگاری تاریخ طبع — بہت کچھ کہینگے صغیر و کبیر
مگر کہہ چکا خضر روز ازل
یہ دیوان ہو آپ اپنی نظیر
۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر عالی خاندان والا دودمان زبدۂ ارباب سخن قدوۂ سخندان زمن جناب سید محمد جلال الدین صاحب حسن خلف شاعر پاکیزہ کلام مولانا سید محمد نظام الدین صاحب نظام مصنف عقل و شعور و آفرینش عالم وغیرہ از جاورہ ملک مالوہ

یہ دلکش و جانفزا ترانہ فسون و اعجاز کا خزانہ
کہ جسکی تاثیر میں زمانہ جناب انجم کا ہو وہ دیوان

خیال نازک نقال رنگین نشاط افزا بہار آگین
وفائے بلبل جفائے گلچین گہے بگلشن گہے بدامان
خدنگ مژگان کی چارہ سازی جنون واغیار و عشقبازی
وصال وہجران وبے نیازی شراب و گلزار و عہد وپیمان
کلام انجم بہ انجمن خوش فروزش شمع در لگن خوش
ہزار پروانہ ہمچو من خوش نثار و وارفتہ از دل وجان
چو ماہ برج فصاحت آمد چو مہر چرخ بلاغت آمد
بجلوہ آمد بطلعت آمد چہ ماہ انور چہ مہر تابان
وہ موسی طور خوش کلامی نظیر آتش مثال جامی
سخنوروں مین ہین جو کہ نامی تخلص انجم پرنس ذیشان
سخن کا وہ بحر ہی سکندر ہی اور ہی خضر جسکا رہبر
نہ چشمۂ سلسبیل و کوثر نہ آب زمزم نہ آب حیوان
مشام جان جس سے ہو معنبر مکان تن جس سے ہو منور
دماغ دل جس سے ہو معطر یہی گلستان وسنبلستان

سروش انجم کے شعر سنکر سیح نظمی ہین مدح گستر
کہ آسمان سے ہون اس سخن پر گہر فشان انجم درخشان

۱۹۰۵ء

دیگر

کسیکے سینے مین درد اور سوزش — کسیکے لب پہ فریاد و فغان ہی
کسیکی روح پر فرقت کا صدمہ — کسیکی آنکھ سے آنسو روان ہی
کہین ہی الوداع عقل و دانش — کسیکی رخصت تاب و توان ہی
کوئی تیغ تغافل سے کسی کی — حزین مجروح مضطر نیمجان ہی
کوئی ہی ڈوبنے کو بحر غم مین — بھنور مین کشتی عمر روان ہی
کسی کا نزع مین رو کر یہ کہنا — خبر لے راحت جان تو کہان ہی
بلاے بد ہی گیسو کا تصور — شب تاریک یا قید گران ہی
خیال روے تابان قہر محشر — کلیجہ جسکی گرمی سے طپان ہی
مصیبت وہ کہ دل ہی دل مین رونا — نہ شیون ہی نہ چشم خون چکان ہی
پسینا بھی ہی غش بھی ہچکیان بھی — دم وصل خدا سے دو جہان ہی
وہ آتش سرد ہی جسمین ہین شعلے — وہ جلنا خاک ہی جسمین دھوان ہی
علاج اندفاع تلخ کامی — مذاق بوسۂ شکر لبان ہی
یہ ای عشق مجازی و حقیقی — ترا افسانہ تیری داستان ہی
طبیعت این ہمہ آوردہ دست — کہ گاہے دل حزین گاہے چنان ہی
لہذا از پئے تفریح و تسکین — یہی تدبیر تاریخی بیان ہی
دل عشاق سے کہدو یہ نظمی — کلام انجم شیرین بیان = ہی

۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از فکر عالی منزلت والا مرتبت بلبل فصاحت گلبن بلاغت جناب فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ فیاض مقیم جودھپور شاگرد حضرت فصیح الملک بہادر داغ مرحوم

بحمد اللہ چھپا دیوانِ انجم — زمانہ پر کھلی شانِ سخن اب
بھرے ہیں اسمیں دُرہائے مضامین — حقیقت میں یہ ہو کانِ سخن اب
مزے لوینگے اربابِ معانی — بچھا سکے لیئے خوانِ سخن اب
کرینگے قدر دان سب قدر اسکی — کہ یہ دیوان ہو جانِ سخن اب

لکھا فیاض نے یہ مصرعِ سال
پھلا پھولا ہو بستانِ سخن اب ۱۳۲۲ھ

دیگر

ہوا طبع انجم کا دیوانِ نو — ہوے شاد اسے دیکھکر اہل فن
لکھا سال تاریخ فیاض نے — ہوئی جلوہ آرا عروسِ سخن ۱۳۲۲ھ

دیگر

کسی سے وصف ہو کیا اس جدید دیوانکا — زبانِ اہل زبان سے زبان وقاصر ہو
لکھو یہ مصرعِ تاریخ طبع اسے فیاض — کلام حضرت انجم یہ وہ نادر ہو ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات جناب سید جہانگیر احمد صاحب متخلص اکبر حضرت [illegible] ہش لکھنوی رضوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

سنا ہاتف غیبی بعد انتظار — جو تھا مدعا دلکا پورا ہوا ۱۳۲۲ھ

بر آئی مرے دل کی پوری مراد | فصیح و بلیغ آج دیوان چھپا
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شمع بزم سخندانی گوہر دریاے معانی جناب سید نظیر احمد صاحب

خلف اصغر حضرت کاہش لکھنوی

لکھا دیوان وہ آپ نے انجم | ہر سخن دان ہو مدح خوان جسکا
ار سر دل ہوا اسکی یہ تاریخ | مخزن عشق یہ کلام ہوگیا
۱۳۱۹ (تدخلہ ۳) ۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از عالی خاندان والا دودمان سخن فہم سخن دان یگانۂ آفاق

گنجینۂ مذاق جناب محمد تفضل حسین صاحب بیخود شاگرد حضرت کاہش لکھنوی

واہ کیا دیوان انجم کا چھپا | ہر ورق رشک وہ گلزار ہے
دیکھنے سے دل کو آتا ہے قرار | ہے یہ دیوان یا شبیہ یار ہے

مصرعۂ تاریخ بیخود لکھ یہ تو
چھپ گیا وہ دفتر اشعار ہے
۱۳۲۲ھ

دیگر

حضرت انجم کا دیوان جب چھپا | پُر ہوا گوہر سے دامانِ سخن
وہ لکھا بے مثل دیوان لاجواب | اوج پر جس سے ہوئی شانِ سخن

لکھدے اے بیخود سنِ تاریخ طبع
آج اسے چھپا لا گلستانِ سخن
۱۳۲۲ھ

دیگر

واہ کیا ہی کلام انجم کا — جسکی شہرت ہوئی ہی دور و قریب
ہاتف غیب نے کہا بیخود — اسکی تاریخ — ہی عجیب و غریب
۱۳۱۲ فصلی

دیگر

جودت دکھائی طبع نے انجم کی واہ کیا — ذہن رسا خدا نے انھین ہی کیا عطا
کن باتونکی کرے کوئی تعریف اور ثنا — لطف وصال ہی کہین فرقت کا ہی مزا
کہتے ہین سب تسلسل مضمون دیکھکر — دیوان لکھا یا کہ ہی موتی پرو دیا
تاریخ طبع لکھدی یہ بیخود نے عیسوی
اشعار بےنظیر آج انجم کا چھپ گیا
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ ـ نتیجۂ فکر سرآمد سخنوران طوطی ہندوستان جناب محمد تجمل حسین صاحب ہشیار ـ خلف حضرت بیخود صاحب شاگرد کامش ساکن بکسر ضلع آرہ

گردون تعریف مین کیا تیری انجم — حقیقت مین تو فخر شاعران ہی
لکھا دیوان تو نے کیا ہی واللہ — کہ جسکی مدح مین قاصر زبان ہی
جو کی تاریخ کی فکر ہمنے ہشیار — صدا ہاتف نے دی یہ ناگہان ہی
قلم کر کے قد شمشاد لکھ سال
بہار بیخزان یہ بوستان ہی
۱۴۲۶ (تخرجہ ۱۰۴) ۱۳۲۲ھ

دیگر

یہ لکھا انجم نے دیوان لاجواب
اس سے ملکِ نظم کو ہوا افتخار
کہتے ہین سب حسنِ مضمون دیکھکر
کھنچ گئی پیشِ نظر تصویرِ یار
از سرِ جم لکھدے یہ ہشیار تو
رازِ الفت ہو گیا لو آشکار
۱۳۲۰ (تخرجہ ۴) ۱۳۲۴ھ

دیگر

حیرت مین ہون کہ کیا کہون انجم ترے کلام کو
نغمۂ دلکشا کہون یا کہ پیامِ یارِ نو
کی فکرِ سالِ طبع کی جب گلشنِ خیال مین
بلبلِ دل یہ بول اُٹھا لکھ = باغِ نو بہارِ نو
۱۳۲۴ھ

دیگر

کیون نہ اس دیوان پر ہو شاعرونکو افتخار
یہ سخن مثلِ کلامِ انوری ہی یادگار
لکھ رگِ گل سے تو اے ہشیار سالِ طبع کو
خوبیِ گلزار ہی یہ حسن کی تازہ بہار
۱۶۸۰ (تخرجہ ۲۲۵) ۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر ذوالاحترام دقیقہ رس پاکیزہ کلام جناب منشی شیخ امجد علی صاحب کاوش شاگرد حضرت کاہش از کبسرہ ضلع آرہ

انجم کا چھپ رہا ہی وہ دیوان بے نظیر
خوبی کی جسکی چار طرف دھوم دھام ہی
اُس شاہ نکتہ فہم سخندان کا ہی کلام
ملکِ سخن مین جسکا کہ ہر اک غلام ہی
سعدی و انوری و عراقی و عنصری
ان سب سے بڑھکے شاعری مین انکا نام ہی
اقلیمِ شاعری کا یہی کج کلاہ ہی
رکنِ عروض کا یہی سلطان امام ہی
دنیا مین کون ہی جو انھین جانتا نہین
آگاہ ان سے دہر مین ہر خاص و عام ہی

یہ عندلیب گلشن معانی امر دو رہین — دیوان انکا غنچۂ مضمون تمام ہو

کاوش تو اپنے دم سے یہ تاریخ اسکی لکھ

دیوان ہو کہ بلبل باغ کلام ہو

۱۲۷۹ (تدخلہ ۴۴) ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر نظیر و سیہ عدیل جناب سید علی ابراہیم صاحب خلیل ابن مولانا حکیم سید اصغر حسین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ قصبۂ شاہ گنج بہادری ضلع جونپور

پرنس آسمان جاہ سلطان نژاد — فلک بارگاہ است انجم سپاہ

بسطوت چو دارا سلیمان بقدر — ثریا نظام ست و آصف بجاہ

چہ دیوان اشعار ترتیب داد — ملوک الکلام است بے اشتباہ

بیاض ورق چون بیاض سحر — سوادش بود کحل اہل نگاہ

نوشت این چنین سال کلک خلیل

زہے نظم عالی عالم پناہ

۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر مخزن علم و ہنر معدن دانش و فرمعانی گستر جناب محمد قاسم صاحب کوثر خلف جناب مولوی شیخ ذاکر حسین صاحب انصاری متوطن قصبۂ شاہ گنج ضلع بہادری جونپور

آسمان جاہ انجم ذیشان — جبر جاہ لو ذعی وحید

یادگار سریر ملک اودھ — مثل او آسمان نہ دید و شنید
وہ چہ ترتیب داد دیوانے — نوبہار ریاض فکر جدید
گفت از بندۂ ذلیل و خجیل — سال طبعش چنین سروش سعید

از سر آفرین بگو کوثر
انجم نامی سخن تا بید

قطعہاے تاریخ من تصنیف ناظم بلند خیال نازک خیال ذی مرتبت و ذی کمال شاعر شیرین بیان نکتہ رس نکتہ دان۔ عالم رموز سخنوری ماہر نکات شاعری جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی اثنا عشری شاگرد حضرت یاس لکھنوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

سبحان اللہ مرزا آسمان جاہ — ہر اک کہتا ہے یہ سحر البیان ہے
چھپا وہ آپکا دیوان ہے امسال — پسند خاطر پیر و جوان ہے
بلند ہیں چرخ سے مضمون غزل کے — جو مطلع ہے وہ مہر شاعران ہے
ہر اک نقطہ ہے مثل خال مہوش — جو بیت ہے مثل ابروے بتان ہے
بھرے ہیں اس میں گلہاے مضامین — پھلا پھولا ہوا یہ بوستان ہے
کہیں نیرنگیے الفت کا ہے ذکر — کسی جا حال حسن مہوشان ہے
پڑھیں خوش ہو کے اہل درد اسکو — کہ درد دل کی اس میں داستان ہے
کلیجے سے لگا لیں اسکو وہ لوگ — کہ جنکو عشق روے سے خوش خطان ہے

مثال یاد معشوق طرح دار
کلیجے میں یہ لیتا چٹکیاں ہی

پے تاریخ سال طبع دیوان
ندائے غیب یہ گوہر فشاں ہی

سر انجم سے کاہش لکھ یہ مصرعہ
کلام شاعر شیرین بیاں ہی
١٣٢٣ھ

دیگر

الحمد رب العالمین دیوان انجم چھپ گیا
سب خوش ہیں اسکے طبع سے کوئی نہیں اسکے خلاف

اسوقت اسکی طبع کی تاریخ کاہش تو یہ لکھ
یہ گلشن اشعار یہ ہی کلام پاک و صاف
١٣٢٣ھ

دیگر

نظم دل فراز ــ ساغر ناب
سنہ ١٣١٤ فصلی ــ سنہ ١٣١٤ فارسی

خنجر عشق ــ باغ فیض طلب
سنہ ١٣٢٣ھ ــ سنہ ١٩٠٦ء

اخگر شاہان ــ نشتر حسن
سنہ ١٩٠٦ عیسوی ــ سنہ ١٩٦٢ سمہدوی

سخن غم پری ــ بداغ شباب
سنہ ١٩٦٢ پردوسٹ ــ سنہ ١٣١٣ فصلی بنگلہ

دیگر قطعہ در صنعت منقوط بہر مصرعہ تاریخ پیدا است

رقم کرد انجم چہ پر ضو دقیق
سنہ ١٩٦٥ سمہدوی

کلام خودش را جلیل تمام
سنہ ١٣٢٣ھ

خوش اسلوب و عمدہ چہ خوش تا مدہ
سنہ ١٩٠٦ء

شدہ طبع در دہر نظم این کلام
سنہ ١٣١٤ فصلی

ثنا لیش ہر اک کردہ است بر لسان
سنہ ١٣١٤ بنگلہ

خوشا نظم نیکو پسند عوام
سنہ ١٩٦٣ بکرمی

و در دہر شور ثنا این بپاست
سنہ ١٣١٤ فارسی

خوش اطوار شد طبع دیوان تمام
سنہ ١٩٦٣ پردوسٹ

قطعهٔ تاریخ در صنعت نادر بہر سال طبع دیوان پرنس آسمان جاہ بہادر انجم دام محاسنکم

بہ از فضل خلاق عالم پد بہر | شده طبع کاہشں گلستان انجم
سپئے سال در صنعت نادره | بگو = ہین نایاب دیوان انجم
 | ۱۳۱۲ھ

ب	ی	ن	ن	ا	ی	ا	ب	د	
دو	ده	پنجاه	پنجاه	یک	ده	یک	دو	چهار	
۱۰	۹	۶۱	۶۱	۳۰	۹	۳۰	۱۰	۲۰۹	۳۲۵
ی	و	ا	ن	ا	ن	ج	م	٠	
ده	شش	یک	پنجاه	یک	پنجاه	سه	چهل	٠	۱۲۲۴
۹	۶۰۰	۳۰	۶۱	۳۰	۶۱	۶۵	۳۸	٠	۸۹۹

دیگر

کلام انجم چھپا بصد شان — ز فضل خالق پسند دلہا
ہر اک ہے دلدادہ اس سخن کا — ہر اک جگہ پر ہے اسکا چرچا
ہر ایک دم اسکا بھر رہا ہے — ہر اک فدا اسپہ ہو رہا ہے
بسان مجنون ہر اک ہے شیدا — کلام یہ ہے مثال لیلا
ہر ایک تازہ مضامین اسکا — نہین ہے خالی ز لطف واللہ

یہ ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی – دکھا رہا ہی عجب تماشا
فسانہ یہ درد عشق کا ہی ستم رسیدون کا ماجرا ہی
کلیجہ لے تھام پہلے انسان – پڑھے پھر اسکو جو دل ہو رکھتا
کہین یہ اسمین ہی جور خوبان – کہین یہ ہی ذکر صبر عاشق
کہین یہ اسمین ہی حال فرقت – کسی جگہ وصل کا ہی چرچا
یہ سرو گلزار گلرخان ہی – و یا کہ شمشاد خوش قدان ہی
یہ سنبل زلف مہجبین ہی – کہ ہی نسیم سحر کا جھونکا
یہ عندلیب سخن ہی یارب – کہ یا ہی یہ قمری مضامین
گل بلاغت ہی یا یہ دیوان – کہ رشک گلزار طبع فصحا
ہر ایک شاعر بذہن رنگین – برائے تاریخ طبع گلگون
گل مضامین کو چن رہا ہی – چمن مین فکر رسا مین بیٹھا

ہوئی مجھے فکر سال کی جب – برائے تاریخ بولا ہاتف
سر احد سے یہ لکھدے کا ہش – بہار باغ کلام زیبا
۱۳۲۲ (تدخلہ) ۱۳۲۲ھ

دیگر

بحمد اللہ یہ اچھا ہی دیوان	تعالی اللہ کہ اعلی ہی دیوان
تعجب سے ہر اک کہتا ہی کاہش	گل باغ سخن یہ کیا ہی دیوان
	۱۹۰۵ء

دیگر

مداح زمانے مین ہر اک ہی اسکا
دیوان یہ بےمثیل ہی اسے اعلیٰ یکتا
تاریخ تو اسکی لکھدے کاہش ہجری
مقبول ہی یہ ریاض انجم اچھا

در صنعت ناودر قطعۂ تاریخ طبع دیوان انجم جناب مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہٗ وجلالہٗ

۱۳۲۳ھ

رقم کرد انجم چہ دیوان خود را
ثنا خوان ہستند بر ناقہ پیرے
و در وصف ہر شعر قاصر زبانم
بشکل محقق مثالِ دبیرے
و ہر مصرعش چون قد مہوشان ہست
و ہر صفحہ تصویر شوخ شریرے
شدہ طبع صد شکر پروردگار
منور شدہ مثل ماہِ منیرے

پئے سال کاہش مکن جستجو
بگو نادری و گلے بے نظیرے
۱۹۰۵ء

ن	ا	د	ر	ی	و	گ	ل
پنجاہ	یک	چہار	دوصد	دہ	شش	بیست	سی
۶۱	۳۰	۳۰۹	۱۰۳	۹	۶۰۰	۴۶۲	۵۰
ی	ب	ی	ن	ظ	ی	ر	ی
دہ	دو	دہ	پنجاہ	نہصد	دہ	دوصد	دہ
۹	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹	۹	۱۰۲	۹

۱۳۲۳ھ
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ - از فکر عالی خیال بلند فکر - مہاراج سہاے صاحب متر ملازم محکمۂ رزیڈنسی ریاست جےپور

ای سخن سے معلّٰی مرحبا صد مرحبا
آفریں صد آفریں ای شاعر شیریں دہن
جسنے دیکھا اک نظر سو جان سے مفتون ہوا

کیا کلام پاک ہی اور کیا طبیعت ہی رسا
کس فصاحت کس بلاغت سے ہی یہ دیوان لکھا
دلربائی میں ہی یکتا یہ کلام دلرُبا

مصرعۂ تاریخ برجستہ کہا یہ متر نے
حضرت انجم کا ہی دیوان نادر چھپگیا
۱۹۰۵ء

دیگر

فکر طبع جناب انجم سے
سال ہجری کہا یہ ہاتف نے

آج دیوان طبع ہوا ہی عجیب
متر لکھ دے بے بہا کلام غریب
۱۳۲۳

قطعۂ تاریخ از فکر معظم رؤسا محترم اُمرا - افصح الفصحا اکمل الکملا - جناب ٹھاکر گجودھر بخش صاحب شیدا رئیس بسولیا ضلع سیتاپور

شہرۂ انجم ہی تا چرخ بریں
رنگیں مضمون سُنکے شیدا نے لکھا

شاعر خوشگو و خوش الحان ہے
دفتر حسرت نیا دیوان ہے
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر - شاعر بےنظیر و بے عدیل - مولوی منشی محمد نوح صاحب نوح - خلف خان بہادر مولوی محمد عبد المجید صاحب ساکن

قصبہ نارہ ضلع الہ آباد - شاگرد فصیح الملک حضرت داغ

اک زمانے کو تھا جسکا اشتیاق
اب ہے وہ دیوان انجم زیر طبع
فکر ہو گر تمکو اسکے سال کی
نوح تم لکھدو - عروس شوخ طبع
۱۳۲۲ھ

دیگر

چہ دیوان رشک خورشید درخشان
چہ دیوان غیرت انجم بشد چاپ
بگوش نوح ہاتف گفت تاریخ
کلام حضرت انجم بشد چاپ
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر - بلبل بوستان سخن شمع شبستان انجمن سرآمد شاعران
زمن جناب سید ابوالحسن صاحب حسن - ساکن موضع چھاتا بختیار ضلع سارن

آسمان جاہ پور شاہ اودھ
مہر شوکت رئیس ابن رئیس
فکر سے آپ کی ہے شرمندہ
فکر سودا و میر درد و انیس
طرفہ نشتر ہے آپ کا ہر شعر
سنکے ہوتی دل عدو میں ہے ٹیس
خلوت غم میں آپکا دیوان
دل کا غمخوار جان کا ہے انیس

سال طبع اسکا یہ حسن نے لکھا
نظم - انجم چھپی ہے آج نفیس
۱۳۲۲ھ

قطعہائے تاریخ از فکر چراغ ہندوستان واقف اردو وزبان فردوسی
زبان مقتدائے سخنوران - حکیم رمضان علی خان صاحب حمید شاگرد

جناب تدبیر الدوله مدبر الملک منشی مظفر علی خان بہادر اسیرؔ ساکن اودھی پور

طبع شد دیوان خوش اسلوب از زبان انجم
ای دو بالا گشته است اسم رفیع و شان انجم

می نماید غنچہاے معنے رنگین بہار
ہر کہ گلگشت چمن خواہد درین بستان انجم

گفته شد نظمیکه با ترکیب نحو آراسته
کی شود قاطع دلیل حاسد از برہان انجم

کاوش فکر سخن را از سخنگویان بپرس
نقطه ہر یک قطرۂ خون مصرع ہر یک جان انجم

گوہر مقصد بدست ہر کہ و مہ آمده
موجزن گردید بحر طبع بے پایان انجم

گر قبول افتد ازین یک بیت در درگاه حق
از جزایش باد در خلد برین ایوان انجم

سال تاریخش رقم گردید از کلک حمیدؔ
سرمۂ ہر چشم منصف جلوۂ دیوان انجم

۱۳۲۳ھ

دیگر

صاحب تقوی ہو گر انسان تو ہے ایمان کا حسن
جیسے آرایش کے باعث چہرۂ جانان کا حسن

جسطرح ہوتا ہے افزون برق سے باران کا لطف
آہ سوزان سے ہے ویسے گریۂ ہجران کا حسن

انقیاد حکم تھا تاریخ کیون لکھتا نہ مین
فرض ہے مجکو بڑھانا انجم کے فرمان کا حسن

چونکہ ہے فرمایش تاریخ تو لکھدو حمیدؔ
طبع کے زیور سے کتنا بڑھ گیا دیوان کا حسن

۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ سن تصنیف۔ سر آمد سخنوران فصیح اللسان معجز بیان آتش زبان
جناب رستم علیخان ادیبؔ مصنف دیوان ادیب۔ ساکن شہر فرخ آباد

طبع شد دیوان انجم بے نظیر
کرد نامی خالق بالا و شیب

گفت ہاتف سال تاریخش ادیبؔ
طبع گردیده خوشا دیوان زیب

۱۳۲۳ھ

دیگر

وہ چھپا دیوان انجم نو بکا — جس سے ہوتے ہین خجل خورشید و ماہ
طبع کی تاریخ یہ ہوا ی ادیب — نظم انجم ہے کمال حسن و جاہ
۱۳۲۳ھ

دیگر

آسمان جاہ بہادر کا چھپا دیوان جب — شاعران نکتہ دان را پسند طبع شد
مصرع سال مسیحی گفت ای ادیب — رشک مہر اوج شرف دیوان انجم طبع شد
۱۹۰۵ع

دیگر

چھپ گیا دیوان انجم جس گھڑی — دیکھکر شادان ہر اک شاعر ہوا
عیسوی تاریخ اسکی ہو ادیب — شکر ایزد دفتر حسرت چھپا
۱۹۰۵ع

دیگر

جس گھڑی دیوان انجم دفتر حسرت چھپا — غنچہ دل کھل گئے مانند گلہا سے بہار
مصرع تاریخ فصلی یہ کہا دل نے ادیب — خوب نادر کیا چھپا دیوان انجم یادگار
۱۳۱۲ فصلی

قطعہ تاریخ دیوان حسرت از جناب شنکر دیال متخلص بہ شاد ناظر عدالت ضلع شیوپور

ہوئے محو نظارہ اہل نظر — جو دیوان حسرت کا دیکھا جمال
وہ ہے شاہد دلربائے سخن — فدا ہین دل و جان سے رنگین خیال
زبس شوخیٔ شاہد نظم پر — خجل ہوتی ہین چشمہائے غزال
ہر اک صفحہ رشک رخ مہوشان — ہر اک بیت ہے ابروئے خوش جمال

هر اک دایره رشک رخسار حور | هر اک نقطه هی گویا عارض کا خال
عجب دلفریب اسکا حسن بیان | عجب روح افزا هی اسکا خیال
وه معشوق و عاشق کے راز و نیاز | ملال شب هجر و لطف وصال
وه جور حسینان وه عاشق کا دل | وه تیر نگه اور وه سینه کی ڈهال
وه بانکی ادا اور وه ترچهی نظر | وه نازک کمر اور وه مستانه چال
وه گفتار شیرین بصد دلبری | وه دام محبت وه زلفون کا جال
وه معجز نمائی لب و چشم کی | چلا کر کبهی جان لینا نکال
غرض هین قلمبند اسرار عشق | کبهی صورت عاشق خسته حال
یه دیوان هی آپ اپنا نظیر | فن شاعری کا هی بدر کمال
نه کیون آسمان هو زمین غزل | هی فکر رسا جبکه عالی خیال
رقم تو بهی کر شاد تاریخ وه | که دلشاد هون جس سے اهل کمال
بحمد الله هی گلشن بے زبان ۱۳۲۱ هـ | زبان قلم وصف مین جسکے لال
رقم اور بهی ایسی تاریخ کر | پهڑک جائین شعرا نازک خیال
سن هجری و عیسوی ساتهه هی | یه سب ایک مصرعه کے سانچه مین ڈهال

کہا دل نے ... دلشاد هو کر وهین
لکها خوب یه نسخه بے مثال ۱۳۱۱ هـ

۵۹۴

۵۹ ۳ ۱۹ ۴
۵۹ ۱۹ بکرمی